۴۶

کنز ما تقدم فی کتب عقد اکرم دلثو

صد ~~۱۸۱~~

کتبخانہ وقف ناصریہ میرٹھ

۴۹۲ ۲۸۱
ع
خ
شرح کنز مکتوم
۶۲۹
صفحہ ۱۸۶
مناظرہ

شرح کنز مک

رسالہ ہذا میں حسب رفتار زمانہ ... حاکم قرار دے کر حضرات
اہلسنت سے درباب عقد ام کلثوم سلام اللہ علیہا ایک عرضی دعوی
لیا گیا ہے شیعہ نے بحیثیت مدعا علیہم جواب دیا ہے۔ حاکم نے بربنائے
بیانات فریقین حسب حال مقدمہ چند تنقیحات برآمد کی ہیں فریقین
کے وکلا نے ہر تنقیح پر نہایت پرزور گفتگو کی ہے۔ وکلا رجانبین
... نے ہر تنقیح پر فیصلہ صادر فرمایا ہے جسقدر تنقیحات
ہیں اتنے ہی فیصلہ ہیں۔ سب سے آخر تمام مقدمہ کے متعلق پورا
فیصلہ ہو گیا ہے۔ اور نئے انداز و قرینہ سے واقعہ عقد کی
حقیقت کو دکھلایا گیا ہے۔

سنہ ۱۹۰۹ء

بمطبع یوسفی دہلی صورت انطباع یافت

دفعہ اول ایک ہزار جلد

دلیل المتحیرین اعنی ردّ خلافت شیخین

یہ چودھویں صدی کی بیش بہا تصنیف جس کا ایک ایک لفظ جواہرات میں تولنے کے قابل ہے سرآمد متکلمین ہند جناب مولوی میر سجاد حسین صاحب مدظلہ کی خداداد طبیعت اور زور قلم کا نتیجہ ہے سید صاحب موصوف کی تالیفات مقبول عام مثل تصویر غالب و مغلوب ۔ پاکیزہ خیال رسالہ سجادیہ مسکت المخالف ۔ آئینۂ حق نما جن مومنین باتمکین کی نظر اقدس سے گذر چکی ہیں انھوں نے اچھی طرح اندازہ کر لیا ہوگا کہ میر صاحب ممدوح کا دماغ فن مناظرہ میں خاص طرح کا وضع ہوا ہے کلام میں انتہا درجہ کی متانت اور شائستگی ہوتی ہے اور خاص خاص مقامات پر بیساختہ شوخی سونے میں سہاگہ کا کام دیتی ہے کتب مناظرہ میں اس قابل قدر اضافہ نے اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو قوم پر ایک قسم کا احسان کیا ہے مرزا حیرت دہلوی کو اپنی خلافت شیخین پر بڑا ناز تھا مگر اب ان کے کانوں تک یہ آواز ضرور پہنچی چاہیے "اے ترک من مناز کہ ترکی تمام شد" ایک ایک فقرہ کا جواب اس خوبی سے دیا ہے کہ ناظرین پھڑک پھڑک جائیں گے اور مزہ یہ کہ قدیم [illegible] کیا زمانہ حال کی انشاپردازی میں ایک نئی روح پھونکی گئی ہے روزمرہ صاف ہیں [illegible] فصاحت کا جلوہ ہے تو کہیں بلاغت کا اور کسی جگہ شوخی ستم ڈھا رہی ہے اکثر مناظرہ کی کتابیں خشک ہوتی ہیں جہاں پانچ دس صفحے پڑھے اور کتاب اٹھا کر رکھدی ۔ یہ لطف ہمنے اسی کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک دفعہ پڑھنا شروع کردیجیے پھر کتاب ہاتھ سے چھوڑ دیجیے تو ہمارا ذمہ اب صرف یہ امر قابل ذکر رہ گیا ہے کہ ہمنے اس کتاب کو نہایت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر جس کی ادنیٰ صفت یہ ہے کہ ہاتھ لگاؤ تو میلا ہوجائے چھپوایا ہے اور اسکی ضخامت کے مقابلہ میں اسقدر قلیل قیمت رکھی ہے کہ ہر شیعہ خرید سکے ۴۲۶ صفحہ کی ضخامت قیمت صرف **ایک روپیہ**

پاکیزہ خیال

اس رسالہ میں دراصل خیالات تو شیخ محمد یعقوب صاحب ساکن بجنور کے ہیں جنھوں نے اپنی تحقیقات سے مذہب شیعہ اختیار کیا ہے ۔ لیکن انکو اس رسالہ کی صورت میں مناظر ہند منشی سید سجاد حسین صاحب نے ترتیب دیا ہے ۔ قیمت فی رسالہ **ایک آنہ**

هٰذا کتابنا ینطق علیکم بالحق

للہ الحمد کہ درین زمان سعادت قران رسالہ متعلق بحث عقد ام کلثوم الموسوم بہ

شرح کنز مکتوم

سنہ ۱۹۰۹ء

من تالیفات جناب منشی سید سجاد حسین صاحب متوطن بھیڑہ سادات مدظلہ

بمطبع یوسفی دھلی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب افتتاح

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و منقبت شیر خدا و روحی لہ الفدا خطا کار سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم و مغفور متوطن بڈہرہ سادات واقع سادات باہرہ ضلع مظفر نگر بخدمت حضرات مومنین عرض پرداز ہے کہ شیعہ لوگوں کو حضرات اہلسنت اکثر چھیڑا کرتے ہیں کہ اگر خلفا و حضرت امیر میں اتحاد نہوتا تو وہ کبھی اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا عقد حضرت عمر سے نہ کرتے اس قضیہ واہی و بے بنیاد کی بحث میں اکثر رسائل مبسوط حضرات شیعہ نے لکھکر اہل سنت کو ساکت و لاجواب کیا ہے۔ ہندوستان میں سب سے پہلے بجواب تحفۂ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی۔ جناب مرزا محمد صاحب کامل دہلوی اعلی اللہ مقامہ نے کتاب مستطاب نزہۂ اثنا عشری میں مسکت خصم جواب دیا ہے مگر در ینولا جناب مولانا و مقتدانا حامی دین سید المرسلین السید مولوی علی اظہر صاحب ادام اللہ فیوضہ رئیس کھجوہ ضلع سارن ملک بنگال نے ایک رسالہ مسمی بہ کنز مکتوم اس متانت و رزانت سے لکھا ہے کہ جس کے مثل کا ممکن ہونا محال ہے رسالہ موصوف نے جماعت حضرات مومنین و بالخصوص نظر علمائے دین و مجتہدین بحدے وقار پایا کہ جناب میر آغا صاحب مجتہد نے اپنی بعض تصانیف میں اسکو مستند سمجھ کر استناد فرمایا مصنف ممدوح نے بقاعدۂ جرح و قدح

ان روایات اہلسنت کی بے اعتباری دکھلائی ہے جوکہ بذکر عقد وارد ہوئی ہیں اس باب خاص
میں محتشم الیہ نے ایک بڑا ضخیم رسالہ تحریر فرمایا ہے جسکا نام (باب ہفتم ذوالفقار) ہے اس میں اس
افترائے عقد کی پوری کیفیت کھولی گئی ہے - چونکہ بوجہ حجم وضخامت رسالہ مذکور کا طبع ہونا
جلدی مشکل تھا لہذا مومنین باتمکین نے ممدوح الشان کو مجبور کیا کہ جب تک رسالہ چھپے آپ برسبیل
ایجاز واختصار کچھ واقعات متعلق بعقد شائع فرمائیں تاکہ خلایق کی طبایع سے یہ غلط خیالی کہ
معاذاللہ عقد ہوا دور ہو جائے - فرمائش احباب سے تنگ آکر مصنف موصوف نے اس بڑی
کتاب سے کچھ مضامین انتخاب فرماکر چھپوا دئے اہل تصانیف جانتے ہیں کہ جب ایک مفصل
ومشرح تحریر سے خلاصہ کیا جائے گا تو اسمیں اجمال ضرور ہوگا اور کلام مجمل کو عام طبایع پورے
طور پر جاگزین خاطر کرنے سے معذور ہوتی ہیں - کنز مکتوم میں برسبیل اختصار اکثر مواقع پر کنایہ و
اشارہ سے کام لیا گیا ہے جنکو وہی حضرات خوب سمجھ سکتے ہیں جوکہ کتب مناظرہ پر پورا عبور
رکھتے ہیں اور جن لوگوں کی مباحث مذہبی میں نظر قاصر ہے وہ کامل طور پر اس کے کنایہ واشارات
کے سمجھنے سے معطل ہوکر اپنی طبایع میں ایک نوع کی پیچیدگی والجھن پاتے ہیں چونکہ اس واقعہ
نے سروپا سے عام لوگوں کا آگاہ ہونا ضروری ہے - لہذا اس کم مایہ وہیچمدان نے بغرض
تفہیم عامۃ الناس یہ رسالہ لکھ کر التزام کیا کہ ہر معاملہ کو ایسے واضح طور پر بیان کردیا جائے جوکہ
ناواقف ناظرین کی سمجھ میں بخوبی آجائے ترتیب یہ رکھی گئی ہے کہ ایک فرضی حاکم قرار دے کر ان
سبب سے چونکہ اس عقد کے مدعی ہیں عرضی دعوے لیا گیا ہے اور اسمیں نہایت امانت سے وہ تمام
باتیں درج کی گئی ہیں جوکہ بہ ثبوت عقد انھوں نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہیں میں حتماً
کہ سکتا ہوں کہ اگر حضرات اہل سنت اس دعوے کو خود تحریر فرماتے تو یقیناً اس سے زیادہ کچھ
نہ لکھ سکتے جس کو ان کی جانب سے بناءً حقیر نے حوالۂ قلم فرمایا ہے شیعہ چونکہ قاطبتہً اس عقد کے
منکر ہیں انھوں نے بہ حیثیت مدعا علیہ جواب دعوے یعنی بیان تحریری داخل کیا ہے حاکم
نے بحث فریقین پر گہری نظر کرکے چند ایسی تنقیحات اخذ کی ہیں جوکہ اہل عقل کے نزدیک

ضروری نہیں اور جن سے انکشاف حال بطرز واجب ہوسکتا ہے۔ جانبین سے ایک ایک وکیل مقرر
کیا گیا ہے تاکہ ہر تنقیح پر رد و اثبات کر سکے۔ مدعیان کے وکیل کا نام علام معاویہ ہے اور ڈعا
علیہم کے نثار پنجتن ہیں نمبروار تنقیحات پیش ہوئی ہیں اوّل وکیل مدعی نے اسپر گفتگو کی بعد ان
بعد وکیل شیعہ نے حاکم نے وکلار فریقین کی تقریر سنکر فیصلہ لکھدیا جسقدر تنقیح ہیں اتنے ہی فیصلے
ہیں بعد ختم مقدمہ ایک پورا فیصلہ دیا گیا ہے۔ ناظرین رسالہ پر واجب ہے کہ دوران ملاحظہ
میں چند امور پر ضرور نظر کریں اول یہ کہ سنیوں کی جانب سے عرضی دعوے بلا خیانت لکھا گیا
ہے۔ دوم نتائج اخذ کرنے پر در برآمدگی تنقیح ابن کسی خود غرضی کو دخل نہیں دیا گیا۔ سوم
وکیل مدعیان کی جانب سے جس جس موقع پر جو جو گفتگو ہوئی ہے وہی ہونی چاہیے تھی یا کہ
الفاظ پوشیدہ کئے گئے ہیں۔ چہارم حاکم نے جو ہر تنقیح پر رائے لکھی ہے اس میں بوے طرفداری
آتی ہے یا کہ آزادانہ و منصفانہ تجویز کی ہے چونکہ رسالہ ہذا کی ترتیب میں غالب امداد کنز مکتوم
سے لی گئی ہے۔ لہذا میں نے مصنف اول کی تحریر پر غاصبًا قبضہ کرنا نہیں چاہا بہ این جہت
اس رسالہ کا نام شرح کنز مکتوم رکھا گیا خدا کی ذات سے امید ہے کہ مومنین کی نظر میں
یہ حقیر تحریر بہ نگاہ عزت دیکھی جائے اور حضرات اہلسنت حقیقت معاملہ پر مطلع ہو کر امام زادی
پر بیجا افترا کرنے سے باز رہیں حضرت عمر کی عزت دوقعت اسی عقد کے صحیح مانے جانے پر
موقوف نہیں ہے اہل سنت کے یہاں اُن کے تودہ تودہ فضائل موجود ہیں انھیں کو پڑھکر
خلیفہ کی افضلیت کا اعتقاد کر سکتے ہیں جن خلفار کا خاندان نبوت میں عقد نہیں ہوا تو کیا
ان کی اس سے کچھ بیوقعتی ہوئی ہے۔ خلیفہ اول کو دیکھیے نبی کو ایک بیٹی دے کر وہ ممتاز
درجہ حاصل کیا ہے کہ دوسرے کو ممکن نہیں حضرت عمر بھی اس شرف میں کچھ گئے ہوئے نہیں
ہیں چونکہ میں ایک جاہل محض ہوں لہذا ناظرین سے امید ہے کہ جس جگہ اغلاط لفظی دیکھیں
محمول بجہالت حقیر فرما کر سرزنش نفرمائیں۔ نعم المولیٰ و نعم الوکیل۔ نعم المولیٰ و نعم النصیرہ

تنبیہ

جناب مولوی علی اظہر صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے صرف اُن روایات کی بے اعتباری بدلائل عقلی دکھلائی ہے جو کہ بذکر عقد کتب اہل سنت میں وارد ہوئی ہیں اُن روایات واخبار کے ردّ و ابطال میں اجمالاً توجہ فرمائی ہے جو کہ کتب شیعہ میں اس واقعہ کے متعلق درج ہیں توضیح و تفصیل نکرنے کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ حسب قواعد مروّجہ جب کسی معاملہ میں دعویدار کا ثبوت مجروح ہوجاتا ہے تو آیندہ تحقیقات بند کردیجاتی ہے۔ چونکہ موصوف الصدر نے حضرات اہل سنّت کے مواد استدلال کو باطل و مضمحل کرکے بیوقار محض کردیا تھا نظر برایں اندراجات کتب شیعہ پر گفتگو کرنا عبث و فضول خیال فرماکر قلم کو روک لیا لیکن نحیف نے اُن روایتوں کا بھی بعنایت الٰہی تسلی بخش جواب دیا ہے تاکہ حقیقت معاملہ کامل طور پر معلوم ہوجائے۔

عرضی دعوے حضرات اہلسنت بذریعہ غلام معاویہ وکیل

سنیان تمام جہان مدعیان بنام جمیع شیعیان مرتضوی مدعا علیہم

دعوے اثبات ایمان خلیفہ دوم بربنار محبت و مودت اہلبیت و عقد اُمّ کلثوم دختر علی کرم اللہ وجہ۔

غریب پرور سلامت جنابعالی گذارش فدویان یہ ہے کہ حسب عقیدہ ما بندگان حضرت عمر فاروق و فدایان رسالت میں بحدے اتحاد وارتباط تھا کہ جسکا پایان نہیں چنانچہ بہ مقتضائے محبت و یکجہتی حضرت امیرؑ نے نہایت خوش دلی و طیب خاطر و محبت سے حضرت عمر کو لایق دامادی سمجھکر اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد اُن کی کمسنی یعنی عمر پنج سالگی میں حضرت عمر کے ساتھ بہ تعیّن چالیس ہزار روپیہ مہر کے کردیا جن سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا مسمّی بہ زید پیدا ہوا جو کہ بعہد امیر معاویہ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ وفات پاگیا دونوں کے جنازہ پر امام حسین علیہ السلام نے بہ جلسۂ واحد نماز پڑھائی حضرت عمر نے یہ عقد دختر صغیرہ سے بلا خیال اخطاظ نفسانی محض بغرض حصول عزت آخرت کیا تھا۔ ورنہ پیرانہ سالی میں اُن کو کوئی ضرورت نکاح

نہ تھی۔ مدعا علیہم چونکہ حضرات ثلاثہ و بالخصوص جناب عمر سے عداوت شدید رکھتے ہیں لہذا
اس شرف خاص کو جو کہ خلیفہ کو خاندان نجابت میں قرابت کرنے سے حاصل ہوا ہے
پس پشت ڈال کر خلیفہ دوم کو منافق و مخالف اہل بیت بتلاتے ہیں اور وقوع عقد سے
قطعی منکر ہیں یہ دانست مافدویان ور فتار و رواج زمانہ مخالفین و معاندین میں عقد و
مواصلت نہیں ہوسکتا۔ اگر خلیفہ ثانی و اہلبیت میں ورہ بھی ناموافقت ہوتی تو حضرت
امیر ہرگز ہرگز اپنی صغیر سن لڑکی کا عقد حضرت عمر سے اُن کے بڑھاپے میں نہ کرتے اور
ایسے رشتے محض محبت و اخلاق سے ہوا کرتے ہیں اور یہ بے جوڑ معاملہ کہ ایک کم عمر
اور دوسرا مسن انتہا کی موافقت و یک دلی و بے تکلفی پر دلالت کرتا ہے۔ خود علمائے
شیعہ نے بھی اس نکاح کو تسلیم کیا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں فریقین کی کتابیں بہ آسانی
مل سکتی ہیں اور ہر قسم کا ثبوت بہم پہنچ سکتا ہے۔ لہذا ہم چاہتے ہیں کہ تحقیقات کامل
ہو کر عدالتی طور پر اسکا تصفیہ ہو جائے تاکہ آیندہ کسی کو موقع انکار نہ رہے یہ گذارش
درخواست امیدوار ہوں کہ بعد ثبوت دادرسی حسب الذیل فرمائی جائے۔

فہرست دادرسی

(الف) بربنائے محبت و الفت خاندان نبوت و عقد ام کلثوم حضرت عمر کے ثبوت ایمان
میں دفتر عدالت سے مہری و دستخطی سند عطا فرمائی جائے۔

(ب) بہ اجرائے اشتہار گشتی یعنی ڈگری عقد تمام شیعہ کو متنبہ کیا جائے کہ اقرار عقد کرکے
خلیفہ دوم پر مطاعن و الزام بیجا وارد کرنے سے اپنی زبان اور قلم کو روکیں

(ج) رفض چھوڑ کر سنیت کے پرامن و امان مکان میں اپنا اسباب اُٹھا لائیں

تنبیہ

واضح ہو کہ حضرات اہل سنت کا اس عقد کے پیش کرنے سے یہ ہی مطلب ہوتا ہے جو کہ
عرضی دعوے اور دادرسی میں بیان کیا گیا ہے چنانچہ محسن الملک صاحب نے آیات بینات

جلد اول کے صفحہ (۱۳۵) پر یہ بھی لکھا ہے کہ اگر خاندان اہلبیت و عمر میں اختلاف ہوتا تو حضرت امیر کبھی عقد نہ کرتے مولوی خلیل احمد صاحب نے بھی ہدایات الرشید میں یہ ہی تحریر فرمایا ہے نیز جمیع علمائے سینہ کا اسی پر اتفاق ہے گویا عقد باعث اتحاد و موافقت قرار دیا گیا ہے۔

حکم عدالت

آج شیخ غلام معاویہ وکیل مدعیان نے یہ درخواست مع وکالت نامہ پیش کی

حکم ہوا

بعد تصدیق ضابطہ وکالت نامہ شامل درخواست کیا جائے اور بہ ارسال نقل عرضی دعوے شیعہ لوگوں کو جواب کے لئے طلب کیا جائے۔

عذرداری شیعہ بذریعہ سید نثار حسین وکیل

بجواب مدعیان عرض کیا جاتا ہے کہ درخواست دہندگان نے اپنے آپ کو عرضی دعوے میں سنی لکھا ہے۔ حالانکہ اسلام میں کوئی مذہب اہل سنت والجماعت زمانہ رسول میں نہ تھا مدعیان نے خلاف واقعہ یہ لقب اپنے واسطے تجویز کیا ہے جسکا اتباع بہ نظر تہذیب شیعہ بھی کرتے ہیں ورنہ عقلاً و نقلاً سنی ہونا ناممکن بلکہ محال ہے جسقدر اشخاص اپنا مذہب اہل سنت والجماعت بتلاتے ہیں بالکل غلط بیان کرتے ہیں یہ لوگ بہ نظر مردم فریبی و دھوکہ دہی صرف کہنے کو سنی ہیں مگر درحقیقت خارجی ہیں امیدوار ہیں کہ پہلے یہ بات طے کر لی جائے کہ ہمارے مقابلہ پر مدعی کون ہے آیا سنی یا خارجی جبکہ مذہب مدعیان مستقل طور پر قرار پا جائے گا اسوقت اصل نزاع کا جواب پیش کیا جائے گا۔

سوال عدالت از غلام معاویہ وکیل سنیان

شیعہ مدعاعلیہم آپ کے موکلوں کو خارجی کہتے ہیں۔ سنی نہیں تسلیم کرتے آپ عدالت کے سامنے وہ علامات بیان کریں جو کہ سنی ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ نیز یہ بھی بتاؤ کہ

آپ کا مذہب اسلام میں بہ نسبت اہل سنت قدیم ہے یا جدید اگر آپ پر صفات سنیت منطبق ہوں تو لفظ اہل سنت قلمزن کر کے بجائے سنی خارجی لکھا ہو گا۔

گذارش غلام معاویہ وکیل مدعیان

خوارج حضرت امیرؑ پر طرح طرح کے اعتراض وارد کر کے اُن کو نا قابل خلافت جانتے ہیں ان کی ذات و اولاد سے عداوت شدید رکھتے ہیں اور ہم سنی چار یاری مشہور عالم ہیں ہر چہار خلفاء کو مساوی التعظیم جانتے ہیں اور سبکا احترام برابر کرتے ہیں۔ تمام اولاد رسول و علی کو اپنا ہادی و رہنما جانتے ہیں۔ ہمارا مذہب جیسا کہ مدعا علیہم بیان کرتے ہیں فرضی و غیر واقعی ہنیں اصل حقیقت یہ ہے کہ پہلے ہم سب لوگ شیعہ کہلاتے تھے کوئی گروہ موسوم بہ اہل سنت والجماعت نہ تھا چنانچہ ہمارے مذہب کے بڑے عالم کامل جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تحفہ کے باب اول میں لکھا ہے ”باید دانست کہ شیعہ اولی کہ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ اند در زمان سابق بہ شیعہ ملقب بودند و چوں غلاۃ و روافض و زیدیہ و اسماعیلیہ بہ ایں لقب خود را ملقب کردند و مصدر قبائح و شرور اعتقادی و عملی گردند خوفاً عن التباس الحق بالباطل (فرقہ سنیہ و تفضیلیہ ایں لقب را بر خود نہ پسندیدند و خود را بہ اہل سنت و جماعت ملقب کردند“ یہ ہی بات مولوی رشید الدین شاگرد رشید شاہ صاحب مؤلف کتاب شوکت عمریہ بجواب سیف ناصری مولفہ مفتی محمد قلی صاحب لکھتے ہیں ”ما یم شیعہ اولی و احادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند مورد آں مائیم نہ روافض و ہر گاہ کہ رافض ایں نام (شیعہ) را بکذب و زور بر خود نسبت دادند و در ایشاں مشہور شد ما اطلاق آں را بر خود مکروہ داشتیم و ملقب بہ سنت جماعت شدیم“ پس ہم لوگ شیعہ سے سنی ہوئے ہیں۔ بہ ایں عنوان ہم شیعہ بھی ہیں اور سنی بھی قدامت و جدت دونوں صفات ہمکو حاصل ہیں گو کہ بہ قول شاہ صاحب و رشید الدین خانصاحب زیدیہ و اسمٰعلیہ کے وقت میں ہمارے بزرگوں نے تبدیل مذہب کر کے صفت سنیت اپنے واسطے قایم کی تھی مگر یہ خطاب جلیل ہمکو سنہ میں مل چکا تھا چنانچہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ جس سال

امیر معاویہ و امام حسن علیہ السلام کے باہم مصالحہ ہوا اس سن کا نام سنت جماعت رکھا گیا۔ لیکن ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر کے ۹۸ صفحہ پر لکھا ہے کہ پہلے ہم معتزلہ تھے اسکو چھوڑ کر ابو الحسن اشعری کا مذہب اختیار کیا اسوقت سنت و الجماعت نام رکھا گیا۔ اسموقع پر بہ ثبوت کلام خود حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی کا ارشاد ان کی مصنفہ کتاب غنیۃ الطالبین سے پیش کرتے ہیں غنیۃ الطالبین کا ملا عبد الحکیم صاحب نے فارسی میں ترجمہ کیا ہے اسکا ایک جملہ متعلق بہ سنت جماعت عرض کیا جاتا ہے (فوجبت امامتہ بعقد الحسن لہ پس ثابت شد امامت معویہ بعقد کردن حسن با معویہ (فسمی عام الجماعۃ) پس نامیدہ شد سال آں عقد جماعت بہ این اعتبار یہ لفظ سنت جماعت حضرت معاویہ کے وقت میں موضوع ہوا لہذا ہم معاویہ شاہی سنی ہیں۔ اہل سنت کی قدامت وجدت میں جو ثبوت داخل کیا گیا ہے انتہا اس کی صحت میں کسی سنی کو انکار نہ ہوگا۔

جرح وکیل شیعہ بربیان غلام معاویہ وکیل سنیاں

مدعیان اپنے عرضی دعوے میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر نے بغرض حصول عزت آخرت وسعادت دارین خاندان رسالت میں یہ رشتہ کیا تھا مدعی صاحبان کا یہ بیان بلا دخل تاویل وقال قیل ثابت کر رہا ہے کہ خلفاء و اہلبیت میں کوئی درجہ مساوات نتھا اگر برابری ہوتی تو حصول عزت کیا معنی رکھتا ہے ہر نکاح کرنے والے کو عقد سے اسی وقت و نعت حاصل ہو سکتی ہے۔ جبکہ کسی اونچے گرانہ میں پیوند ہو برابر کا رشتہ کبھی قابل فخر و ناز نہیں ہو سکتا وکیل صاحب بثبوت سنیت کہتے ہیں ہم سنی چار یاری مشہور عالم ہیں چاروں خلفاء کو مساوی التعظیم سمجھتے ہیں۔ عدالت غور فرمائے کہ جس گھرانے میں رشتہ کر نا عمر صاحب ذریعۂ مفاد آخرت سمجھتے تھے وہ حسب بیان وکیل صاحب برابر کب متصور ہو سکتا ہے۔ رسالہ تقریر دلپذیر میں سید سجاد حسین بارھوی نے بہ دلایل عقلی و آیات قرآن و احادیث نبوی ثابت کر دیا ہے کہ ثلاثہ و اہلبیت نبوی میں مساوات ناممکن و محال ہے پس ایسی حیثیت کے

دو شخصوں کو جنہیں باعتبار مدارج مثل زمین و آسمان فرق ہو جو شخص برابر جانیگا وہ انتہا کا
نا انصاف و بے ادب ہے حضرت عمرؓ بذریعہ رشتہ دامادی شرف اندوز آخرت ہونا چاہیں
اور وکیل صاحب داماد و اہل سسرال کو ایک درجہ کا بتلائیں علاوہ بریں لفظ اہل سنت ایسے
شخص کے تخت خلافت پر بیٹھنے کی یادگار ہے جو کہ خاندان نبوت کا قطعی دشمن تھا سید سجاد حسین
نے رسالہ اصل الحقیقت برد الحقیقت میں چند کتب اہل سنت سے ثابت کیا ہے کہ امیر معاویہ نے
حضرت امیرؑ کو گالیاں دیں اور دلائیں امام حسنؑ کو زہر کا پیالہ پلوایا ان کے مرنے پر خوشی کی تکبیریں
کہیں مدعی صاحبان امیر موصوف کو امام الصدق و خلیفۂ حق کہتے ہیں چنانچہ ابن حجر مکی نے
صواعق محرقہ میں لکھا ہے (والحق ثبوت الخلافۃ لمعٰویۃ من حینئذ و انہ بعد ذالک خلیفۃ حق
و امام الصدق یعنی خلافت معویہ بعد ترک حسن ثابت ہو گئے اور وہ اسوقت سے خلیفۂ حق اور
امام الصدق تسلیم کیے گئے۔ شیخ عبد القادر جیلانی غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں (اما خلافۃ معاویۃ
بن ابی سفیان فثابتہ – بعد موت علی۔ ملا عبد الحکیم صاحب نے اس عبارت کا یہ ترجمہ کیا ہے
(اما خلافت معویہ پس ثابت و راست است بعد بیعت علی عدالت ملاحظہ فرمائے کہ جو
مذہب ایسے شخص کی خلافت کے احکام پر نامزد ہوا ہو کہ جس نے حضرت امیرؑ کو حسب اندراج
صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ (۲۷۸) گالیاں دیں اور دلائی ہوں جس کی زہر خورانی کا ثبوت دیگر کتب
اہل سنت میں موجود ہو اوس فرقہ کے خارجی ہونے میں کیا تامل رہا علمائے اہل سنت جبکہ
ایسے دشمن خاندان نبوت کی خلافت کے معتقد ہیں تو ہر جاہل ان کے خارجی ہونے میں تامل
نہیں کر سکتا چہ جائیکہ عاقل وکیل صاحب کا بیان ہے کہ خوارج حضرت امیرؑ کو قابل خلافت
نہیں جانتے بلکہ انپر طعن کرتے ہیں یہ ہی ہمارا بھی مقولہ ہے کہ جو شخص اہل بیت نبوی کو
کم رتبہ لوگوں کی برابر جانے یا کہ ان کے کردار و افعال پر معترض ہو یا انکہ اُن کی خلافت کو
درجہ ارشادت سے گرائے یا یہ کہ اہلبیت رسول کو منبع مفاسد گونا گوں لکھے وہ خارجیوں کا جد
اعلیٰ ہے عدالت کے سامنے رسالہ دُر بے بہا و رسالہ تقریر دلپذیر موئفہ سید سجاد حسین پیش

کرتا ہوں اگر اُن کے معائینہ سے عدالت پر ثابت ہو جائے کہ اہل سنت دعوے سادات میں بر
سر بارا ستی ہیں اور حضرت امیرؑ سے وہ ہی ارتباط رکھتے ہیں جو کہ خوارج کا ہے تو خارجی ہیں
ورنہ نہیں ان سب معاملات سے قطع نظر کر کے گذارش کرتا ہوں کہ منجانب مدعیان ایک رسالہ
شائع ہوا ہے جس کی سرخی یہ ہے (سوال از جمیع علمائے شیعہ) رسالہ مذکور اول مولوی
محمد قاسم صاحب الہ آبادی نے لکھا زاں بعد سید ولایت حسین ضلع گیا نے اُسکا تکملہ لکھا ان
صاحبوں نے شیعہ سے حضرت امیر کے ایماندار ہونے کا بمقابلہ خوارج ثبوت طلب کیا ہے۔ اگر ان
لوگوں کو خوارج سے کوئی تعلق نہیں تو اُن کے مختار بنکر حضرت امیر کے ایمان میں کیوں بحث
کی ہے امید کہ بعد ملاحظہ رسائل مذکورہ مذہب مدعیان کی نوعیت قایم فرمادی ہے۔

روبکار عدالت

آج ہم نے غنیۃ الطالبین وصواعق محرقہ وصحیح مسلم جلد ۲ کے صفحہ (۳۷۸) و رسالہ سوال از جمیع
علماء شیعہ ودُرِ بے بہا وتقریر دلپذیر واصل الحقیقت بزد الحقیقت کو از اول تا آخر معائنہ کیا
معلوم ہوا کہ امیر معاویہ صاحب نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو زہر دلایا اُن کے مرنے پر
خوشی کی تکبیریں کہیں حضرت امیرؑ کو گالیاں دیں اور دلائیں باایں ہمہ اکابر اہل سنت نے
جمیں حضرت پیران پیر بھی داخل ہیں اُسکو خلیفہ برحق جانا بلکہ اوسپر ترقی یہ کی ہے کہ امام الصدق
بھی اعتقاد کیا ہے نیز تقریر دلپذیر و دُرِ بے بہا کے ملاحظہ سے چند باتیں ثابت ہوئیں اول
یہ کہ بہ مفاد چند آیات قرآنی واحادیث نبوی خاندان نبوت ایسا ذی عزت ہے کہ طایفہ
اسلام سے کوئی گروہ اُن کا خاک قدم بھی نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ دعوے برابری چنانچہ
ملا جامی لکھتے ہیں بیت اہل بیت مصطفیٰ باسائر خلق خدا + گر کنی ضرب المثل بحر محیط و شبنم اند
جو شخص ایسے دو آدمیوں کو برابر سمجھے گا جن میں فی الواقع کوئی مناسبت نہو وہ نہ اہل عقل میں
شمار ہو سکتا ہے اور نہ عامل بہ مذہب صحیح سمجھا جا سکتا ہے رسالہ تقریر دلپذیر کے دیکھنے سے
واضح ہوا کہ سید سجاد حسین بارھوی نے بہ دلائل عقلی ونقلی ثابت کر دیا ہے کہ دنیا میں

کوئی سنی نہیں بلکہ سنی ہونا ناممکن و محال ہے۔ ثبوت یہ دیا گیا ہے کہ اکثر علمائے فرقۂ مدعیان
نے حضرت امیرؑ اور ان کی اولاد کو الفاظ نالائق سے یاد کیا ہے شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز
و محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسۂ دیوبند مولف ہدیۃ الشیعہ و مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی مولف
اظہار الہدیٰ و مولف خلیل احمد مولف ہدایات الرشید وغیرہا نے حضرت امیر و سیدہ و حسنین
و دیگر آئمہ علیہم السلام کو معاذ اللہ جھوٹا اور بے ایمان مفسد فی الاسلام و باعث ضعف
دین و ناقابل خلافت اور اُن کے زمانہ کو خالی از برکات ربانی و رحمت یزدانی بیان
کیا ہے جو الفاظ کہ لائق وکیل مدعیان نے خوارج کے نشانات و علامات میں بیان کئے
ہیں اُنسے کئی درجہ بڑھے ہوئے لفظوں میں مدعیان کے علماء نے اہلبیتؑ کی توہین و
تنقیص و مذمت کی ہے اندریں صورت کوئی شبہہ نہیں ہوسکتا کہ مدعیان ازجملہ خوارج نہیں نیز
اس گروہ کو اسلام میں کوئی قدامت نہیں بقول شاہ عبدالعزیز صاحب اور اُن کے شاگرد کے
زیدیہ و اسمٰعیلیہ کے زمانہ میں لفظ اہل سنت موضوع ہوا ہے جسکو بروئے حساب آنحضرتؐ سے
ڈیڑھ سو برس کا فاصلہ ہوتا ہے۔ قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی و دیگر علماء و فضلا
اور اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ اس مذہب کا وجود اسوقت ہوا جب کہ امیر معاویہ جلوہ
فرمائے تخت خلافت ہوئے۔ بہرحال شیعہ کی قدامت اور گروہ مدعیاں کی جدت ثابت ہے
یہ بات قابل نوٹ ہے کہ سرچشمہ لفظ سنیت امیر معاویہ کا روز جلوس ہے جو مذہب کہ صریح دشمن
خاندان نبوت کی تاجپوشی کے دن فرد مذاہب میں درج ہوا وہ بفرد رنبع خرمنح ہے رسالہ
تقریر دلپذیر مولفہ سید سجاد حسین بارھوی نے اسی بحث میں ترتیب دیا ہی جس قدر
آدمی اپنے آپ کو سنی بتلاتے ہیں وہ حقیقتاً خارجی ہیں مولف مذکور نے پشت رسالہ پہ
ایک نوٹس دیا ہے۔ جسکا یہ منشاء ہے کہ اگر کسی شخص نے بردمضامین مندرجہ تقریر دلپذیر
دنیا میں وجود سنیت ثابت کردیا تو اُسکو دس ہزار روپیہ انعام ردسار شیعہ سے دلایا جائے گا
رسالہ مذکور لاہور میں طبع ہوکر دست فرسود خلایق ہوچکا ہے اگر گروہ مدعیان فی الواقع

سنی ہوتا تو ضرور اُسکا جواب دیا جاتا باوصف وعدہ انعام کثیر فرقہ مدعیان کا اس کے مقابلہ میں
قلم نہ اُٹھانا عدالت کو باور کرا رہا ہے کہ وہ ثبوت تسنن سے عاجز ہیں۔ اندریں صورت کوئی
شبہہ نہیں ہوسکتا کہ مدعیان خارجی نہیں ہیں۔ عدالت نے بنظر انکشاف حال بطور خود
دفتر اسلام سے بخاری شریف کو جو کہ عقیدۂ مدعیان میں بعد قرآن نہایت سندی کتاب ہے
برآمد کرا کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مولف بخاری نے صادق آل محمد سے ایک روایت نقل نہیں کی
چند کتابیں جو کہ معروف بہ صحاح ستہ ہیں معائنہ کی گئیں تو واضح ہوا کہ وہ ۵۶ کس خارجی
و ۲۲ کس مُرجی راوی حدیث شمار کئے گئے ہیں کتاب تشفی جوارح وسنی میں بطور فہرست اُن کے
اسماء دکھلائے گئے ہیں ازانجملہ مروان وشمر وعمر سعد وستان ابن انس وغیرہ بھی ہیں پس کوئی
شبہہ کرنے کی عدالت کو گنجایش نہیں کہ مدعیان طائفہ خوارج ونواصب سے نہیں ہیں لہذا
حکم ہوا کہ عرضی دعوے مدعیان کو واپس دیا جائے کہ ترمیم کر کے اس طرح لکھدیں (خارجیان
تمام جہاں معروف بہ سنیان) دستخط حاکم

بیان تحریری یعنی جواب دعوے شیعیان بابت اصل استغاثہ بہ مقابلہ
عرفی سنیان واصلی خارجیان۔

جناب عالی

جواباً عرض کیا جاتا ہے کہ دعوے مدعیان محض کذب وافترا و بے بنیاد ہے ہرگز ہرگز ام کلثوم
کا عقد حضرت عمر سے نہیں ہوا کیونکہ خاندان نبوت وخلفاء ثلثہ وخصوص جناب عمر میں بہت
بڑا اختلاف تھا بلکہ حضرت عمر سے خاص نوع کے صدمات موذی وجانکاہ جناب سیدہ علیہا السلام
کو پہنچے تھے۔ جس سے دیگا بھی ایسے رشتہ کا واقع ہونا قیاس نہیں جاسکتا دنیا کی ہر اک قوم میں
خاندان وکفو کا لحاظ کیا جاتا ہے اسیوجہ سے حضرت امیر کی جتنی بیٹیاں تھیں وہ اپنے ہی
خاندان میں بیاہی گئیں حضرت عمر نہ اُن کے قبیلہ سے تھے نہ کوئی خاندانی شرف رکھتے تھے
بلکہ رزالت نسب کے ساتھ عرب میں معروف تھے رسول مقبول کو بھی اُن کی طہارت نسبی سے

انکار تھا بہ قول مدعیان حضرت عمر نے یہ عقد بڑھاپے میں کیا تھا جبکہ اُن کی عمر ساٹھ برس کی تھی اسوقت حضرت ام کلثوم عاقلہ و بالغہ تھیں نہ کہ پنج سالہ راویان مذہب مدعیان نے اس عقد کا واقع ہونا بہ جبر عمر و نارضامندی علی ظاہر کیا ہے طبب خاطر و خواہش طبیعت کا مطلق پتہ نہیں نیز یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ صاحب بروقت خطبہ مادہ رجولیت تھا زمرہ مایوسین میں تھے محض بغرض حصول عزت آخرت بلا تحریک طبیعت عقد کیا تھا چونکہ مدعیاں کو بجوش خروج مادہ حضرت امیرؑ سے عداوت اور جناب عمر سے محبت ہے لہذا خاندان رسالت کی اہانت و بیوقاری مدنظر کرکے یہ افترا کیا گیا ہے اور اس نکاح کے متعلق سخت آبرو شکن الفاظ درج کتب ہوئے ہیں مدعیان مدام اُن ذرائع کے پیدا کرنے میں کوشاں رہتے ہیں جن سے خاندان نبوت کی اہانت لازم آجائے اصلیت اس دعوے واہی دبے سر و پا کی یہ ہے کہ خلیفہ صاحب کی تین چار بیبیوں کا نام ام کلثوم تھا انھیں میں سے ایک زوجہ کے شکم سے زید پیدا ہوا جس نے اپنی والدہ کے ساتھ وفات پائی عبداللہ ابن عمر نے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی حضرت امام حسین کا نماز میت پڑھانا جو بیان کیا گیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ ام کلثوم بنت ابوبکر سے جو کہ نابالغ تھیں عمر صاحب سے نکاح کرنا چاہا تھا مگر یہ کوشش حضرت عائشہ و حضرت امیر ہوا راویان مدعیان نے بوجہ اتحاد نام دختر ابوبکر و دیگر ازواج عمر واقعات عقد و چالیس ہزار دینِ مہر و لادت زید کو ام کلثوم دختر علیؑ کے ساتھ بہ ایں غرض چسپاں کر دیا کہ خاندان نبوت و حضرت عمر کی ناچاقی پر پردہ پڑ جائے اور یہ عقد ثبوت اتحاد میں ایک کافی دلیل سمجھی جائے تعداد مہر جو ظاہر کی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے کیونکہ اتنا کثیر مہر سنت نبوی و رواج خاندان رسالت کے خلاف تھا نیز حضرت عمر کو بجائے خود کوشش تھی کہ مہر عورتوں کا سنگین نہ ہو اور اگر کوئی عورت اپنا مہر گراں مقرر کرائے تو زاید از سنت نبوی بیت المال میں داخل کرا دیا جائے علاوہ بریں نظر بہ حالات ظاہری حضرت عمر کو اسقدر قوت مالی بھی حاصل نہ تھی کہ اتنی بڑی رقم

اپنے کنبہ خالی سے ادا کرتے۔ کوئی شریف آدمی ان کے ساتھ رشتہ مندی کو گوارا نہ کرتا تھا کیونکہ حضرت دوم عورات سے بطرز معکوس پیش آتے تھے اسلئے عورات مدینہ خایف ہو کر اُن کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ جانتے تھے ام کلثوم مثل دیگر بنات علی اپنے ہی خاندان میں بیاہی گئیں اور بعد شہادت امام حسین علیہ السلام انھوں نے قضا کی بعہد امیر معاویہ اُن کا وفات پانا غلط بیان کیا گیا ہے انہیں وجوہ سے ہمارے علمائے قدیم کو جو کہ قریب العہد آئمہ تھے اس واقعہ سے سر و پا سے انکار رہا ہے۔ بعض علمائے متاخرین کی تسلیم جو بیان کی گئی ہے وہ الزاماً علی الخصم واقعہ عقد کو فرض کرکے کی گئے تھے نہ یہ کہ اُسکو مان لیا گیا ہے۔

امیدوار ہیں کہ بعد تحقیقات کامل مقدمہ ہمبر سے خارج کیا جائے   زیادہ حد ادب

حکم عدالت

بدریشی جواب دعوے عدالت کے نزدیک اس مقدمہ میں امورات ذیل قابل تنقیح معلوم ہوئے اُنکو برآمد کرکے وکلاء فریقین کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اپنا اپنا ثبوت پیش کریں

فرد امورات تصفیہ طلب

(۱) خلفاء ثلثہ و خاندان نبوت میں محبت تھی یا مخالفت اور بصورت مخالفت سیدہ کو حضرت عمر سے کوئی موذی و جان شکن صدمہ پہنچا تھا یا نہیں۔

(۲) ام کلثوم نابالغہ دختر حضرت ابو بکر سے جناب عمر نے عقد کرنا چاہا تھا یا نہیں

(۳) اہل عرب یا دیگر اقوام میں کفایت پر نظر ہوتی ہے یا کیا

(۴) حضرت عمر کا نسب کیا تھا اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا اُن کی نسب کی نسبت کیا خیال تھا۔

(۵) زن مومنہ سے اس کے منافق یا کافر شوہر کو کوئی ایمانی مدد مل سکتی ہے مرد ایماندار زوجہ منافقہ یا کافرہ کو کوئی اُخروی فائدہ پہنچا سکتا ہے

(۶) اگر عمر صاحب نے بہ عدم خواہش نسوان و فقدان مادہ رجولیت عقد کیا تھا تو

ایسی صورت میں اُنسے اولاد کا ہونا ممکن ہے
(۷) اگر حضرت عمر نے دختر پنج سالہ سے صرف بہ غرض حصول مفاد آخرت نکاح کیا تھا
نہ کہ بمراد دیگر تو اس صورت میں اُنپر زوال حق الناس کا جرم عائد ہو سکتا ہے یا نہیں
(۸) اس عقد کے متعلق وہ کیا روایات کتب مدعیان میں وارد ہوئی ہیں جن سے توہین
اہلبیت لازم آتی ہے اور سوائے تذکرۂ عقد دیگر مواقع پر بھی اہانت خاندان رسالت کی گئی
(۹) عمر صاحب نے یہ عقد کس عمر میں کیا اور بعد عقد کتنے دلوں زندہ رہے اور ام کلثوم دختر علی
کی بوقت نکاح کیا عمر تھی اور بہ مقتضائے سینت فریقین دو اولاد کا ہونا ممکن ہے یا محال
(۱۰) خلیفہ دوم کی کتنی بی بیاں مسمیٰ بہ ام کلثوم تھیں اور زید کس بی بی سے پیدا ہوا دختر علی
یا کسی اور ام کلثوم سے۔
(۱۱) اگر حسب روایات مروّیہ طریق مدعیان ام کلثوم کا عقد حضرت امیرؑ نے بہ جبر وکراہت کیا یا کہ بہ
طیب خاطر وخوشدلی وجوش محبّت سے۔
(۱۲) اگر فی الواقع خاندان نبوت و عمر صاحب میں اختلاف تھا اور عقد بلا رضامندی حضرت
امیر ہوا تو ایسا نکاح جناب عمر کو کوئی دینی فائدہ دے سکتا ہے اور وہ مستحق اسکے ہیں کہ بر
بناء عقد عدالت سے سارٹیفکٹ ایمانداری ہے سکیں۔
(۱۳) خاندان رسول میں دین مہر کا کیا دستور تھا۔
(۱۴) عمر صاحب کی کوشش مہر کی زیادتی پر تھی یا کہ کمی پر
(۱۵) بہ اعتبار قوت مالی عمر صاحب چالیس ہزار دین مہر کے ادا کر دینے پر قادر تھے
یا نہیں۔
(۱۶) اُم کلثوم کی شادی اگر خلیفہ دوم سے نہوئی تھی تو پھر کس سے ہوئی۔
(۱۷) ام کلثوم نے بعہد امیر معاویہ وفات پائی یا کہ بعد واقعہ کربلا
(۱۸) کیا عمر صاحب اپنی ازواج سے فی الواقع غیر معمولی طمع کرتے تھے اور بہ ایں وجہ عورتیں

اُن سے گھبراتی تھیں۔

(۱۹) متاخرین شیعہ کا جواب بغرض وتسلیم ہے یا کہ واقعی

تنقیح اوّل

خلفاء ثلثہ و خاندان نبوت میں محبت تھی یا مخالفت اور بصورت مخالفت سیدہ علیہما السلام کو حضرت عمر سے کوئی موذی و جاں شکن صدمہ پہنچا تھا یا نہیں۔

تقریر غلام معاویہ وکیل مدعیان

میں بہ ثبوت اتحاد اہلبیت و خلفاء صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت علیؑ نے بعد انتقال سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ نہایت رغبت و مسرت سے خلیفہ اول کی بیعت کی اور اُن کی خلافت کو لازم الاطاعت سمجھ کر مدام اُس کے استحکام میں کوشاں رہے ہمیشہ عند المشورہ اُنکو اچھی رائے دی خطبہ لقد بلاد فلاں مندرجہ نہج البلاغہ سے خلیفہ اول کی تعریف کی امام محمد باقر صاحب نے حسب تسلیم صاحب کشف الغمہ حضرت خلیفہ اول کو صدیق فرمایا اہلبیت و خلفا میں کبھی کوئی خنگی کار روائی نہیں ہوئی باہم مثل شیر و شکر ملے جلے رہی سیدہ شیخین سے خوشنود و رضامند جنت کو سدھاریں عدالت توجہ فرمائے کہ ایسے معاملات عداوت سے ہوتے ہیں یا کہ محبت سے ثبوت میں نہج البلاغہ و کشف الغمہ پیش کرتا ہوں۔

تقریر نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم

میرے ذی علم ہمنشین نے جو گہر ریزی فرمائی ہے اُس کی نسبت باحتیاط لفظوں میں اتنا عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت کو خود تو کتب مباحثہ کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا کچے پکے مولویوں سے سُن سُنا کر محنتانہ حلال کرنا چاہتا ہے اگر باوقار وکیل مباحث مذہب سے کچھ بھی خبردار ہوتے اور کتب مناظرہ دیکھی ہوتیں تو اس بے باکی سے عدالت کی سمع خراشی نہ کرتے میں بہت ادب کے ساتھ صاحب فہم وکیل کے ہر ہر فقرہ کا جواب عرض کرتا ہوں۔

فقرہ اول حضرت امیر علیہ السلام نے خلیفہ اوّل کی بیعت کی۔

فقرہ :- دوم حضرت امیر علیہ السلام خلفاء کو نیک مشورہ دیتے رہے۔
فقرہ سوم حضرت امیرؑ نے کبھی خلفاء ثلثہ سے کوئی جنگی کارروائی نہ کی۔
ہر سہ فقرات کا رسالہ مشعل ہدایت معروف بہ جواب رامپوری میں بہت شرح کے ساتھ تفصیلی جواب دیا گیا ہے۔ اصل رسالہ پیش کرتا ہوں

فقرہ چہارم متعلق بہ خطبہ للہ بلاد فلاں مندرجہ نہج البلاغہ
فقرہ پنجم متعلق بہ کشف الغمہ جس میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا خلیفہ اول صدیق کہنا لکھا ہے۔ دونوں فقروں کا جواب رسالہ سجادیہ مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی میں بوضاحت تمام منتشر دیا گیا ہے۔

فقرہ ششم جناب سیدہ شیخین سے راضی وخوشنود جنت کو سدھاریں۔
البتہ اگر کتب اہل سنت سے ثابت ہو گیا کہ جناب سیدہ علیہا السلام حضرت عمر سے تاحیات خفا مند رہیں اور بکمال رضامندی اُن سے اپنی زندگی میں متحدانہ برتاؤ رکھا تو مجکو تسلیم کر لینے میں عذر نہ ہوگا۔ چند واقعات ثبت عداوت سیدہ و حضرت عمر پیش کرتا ہوں اُن کو عدالت غور سے ملاحظہ فرما کر نتیجہ برآمد کر لیوے بعد وفات سرور کونین جو مخالفانہ معاملات اہلبیت نبوی و خلفاء میں وقوع پذیر ہوئے وہ قدیم الایام سے زیر بحث چلے آتے ہیں اور بڑی بڑی کتابیں جانبین سے لکھی گئی ہیں اسوقت عدالت کے سامنے مختصر طور پر واقعات عرض کرتا ہوں
جناب رسولخداؐ نے بحکم خدا ایک علاقہ مسمیٰ بہ باغ فدک بہ متابعت آیۂ وآتی ہدایہ ذوات ذوالقربیٰ حقہ، حسب تسلیم مدعیان جناب سیدہ کو یہ کہا تھا کہ جس کی آمدنی بقول اہل سنت مندرجہ تشیید المطاعن دو لاکھ روپیہ سالانہ تھی حضرت ابوبکر و عمر نے بعد وفات آنحضرت عاملان دکارندگان معصومہ کو بیدخل کر کے اُسکو داخل خالصہ کر لیا۔ سیدہ نے اُنکے محکمہ میں ذوو کرایا نے مداخلت بیجا کا دعوےٰ دائر کیا۔ بدرپیشی مقدمہ حضرت علیؑ و ام ایمن و حسنینؑ و ام کلثوم وغیرہ نے وقوع ہبہ پر گواہی دی خلیفہ اول نے عاجزو

لاجواب ہوکر واگذاشت فدک پر ایک وثیقہ لکھد یا جسکو زبردستی چھین کر حضرت عمر نے بصد بیدردی چاک کرڈالا اور خلیفہ اول کو سمجھایا کہ عرب برسر فساد ہیں روپیہ کی سپاہ کے لئے ازحد ضرورت ہے ایسے وقت میں اتنی بڑی آمدنی کا قبضہ سے نکالدینا خلاف مصلحت ہے وہ بزرگ مسندِ خلافت پر ان کے بٹھائے ہوئے تھے چوں نہ کرسکے بالآخر اخراج دعوے کے لئے یہ قانون نے حجت نکالی کہ شہادت حسب ضابطہ شریعت واقع نہیں ہوئی زاں بعد سیدہ بذریعہ وراثت دعویدار ہوئیں کہ ہرگاہ یہ بعذر عدم تکمیل شہادت ناقابل سماعت تجویز ہوا اور فدک میرے باپ کا مال قرار پایا تو میں اُن کی وارثہ ہوں اور بوجہ تنہا وارث ہونے کے واحد مالک ہوں۔ سیدہ بجائے خود سمجھی تھیں کہ دعوے ارث چونکہ بردئے قانون قدرت دائر کیا گیا ہے کسی طرح باطل نہوگا مگر حاکم کی زبان قانون ہوتی ہے اُنھوں نے فوراً جواب دے دیا کہ انبیا کا کوئی وارث نہیں ہوتا ویسے ہی لاوارث مرجاتے ہیں جوکچھ کہ اُن کا متروکہ ہوتا ہے وہ مقلد ذیر حلال ہے اور اولاد پر حرام سید المرسلین مجھ سے تنہائی میں فرما گئے تھے کہ ہم سب نبیوں کی وراثت ورثا سے سلب کی گئی ہے۔ حضرت امیرؑ نے درباب وجود وراثت انبیاء قرآن سے استخراج کر کے ثابت کردیا کہ ورثاء انبیاء سابقین نے اپنے مورثوں سے سوائے وراثت علمی متروکات ارضی وغیرہا پر بھی قبضہ پایا ہے حکومت کے ساتھ قرآن بے زبان کی کون سنتا تھا وہ دعویٰ بھی خارج کیا گیا اس حکم سے جوکہ محض خلاف قانون الٰہی تھا۔ معصومہ کو ایسا صدمہ و ملال ہوا کہ غضبناک ہوکر ابوبکر صاحب سے ترک کلام کردیا مزید براں حضرت امیرؑ سے بوقت رحلت وصیت کی کہ ابوبکر میرے جنازہ پر نہ آئے چنانچہ شب کو دفن کی گئیں اور شیخین کو حضرت علی نے حسب وصیت سیدہ حضوری جنازہ کی تکلیف ندی جیسا کہ علماء و صلحاء و اہل اسلام کو عموماً دیجاتی ہے فاطمہؑ کو یہ تھوڑا صدمہ نہ تھا کہ معاملہ میں اُن کے معزز گواہوں کو بے اعتبار سمجھا گیا علیؑ کو شوہر اور حسنینؑ کو اولاد سمجھ کر گواہی کو خود غرضی پر محمول کیا گیا۔ اسپر ترقی یہ کی کہ اُن کا گھر پھونک دینے کے لئے کونسل نے اہلکیٹ

پاس کردیا حضرت عمر ایسے نازک وقت میں جبکہ فاطمہ علیہا السلام فرش ماتم پر بیٹھی ہوئی
بلبلاہٹ سے اپنے باپ کو رو رہی تھیں آگ اور لکڑیاں لیکر اُن کے مکان پر چڑھ گئے
اور چیخ چلائے کہ اس گھر کو جلادو ۔ جناب معظمہ نے فرمایا کہ اے ناصاحب جس گھر کے
جلانے کا آپ حکم فرماتے ہیں اس میں حسنینؑ ہیں فرمایا کہ کچھ پروا نہیں مع حسنینؑ کے آگ لگا کر
خاک سیاہ کرڈالو ۔ علمائے مدعیان سے ایک مستند عالم مولوی عبدالعزیز صاحب نے تحفہ کے
باب دہم میں انکار کیا ہے کہ فاطمہؑ نے بروے ہبہ نہ دعوے کیا اور نہ علیؑ وحسنینؑ نے
وقوع ہبہ پر گواہی دی اسیطرح وراثت پر بھی کوئی جھگڑا نہیں ہوا صرف اتنا ہوا تھا
کہ غلط فہمی سے دعوے کر بیٹھیں تھیں ۔ مگر جب خلیفہ اول سے حدیث لانورث سنی تو نادم
ہوئیں کہ میں نے خلاف شرع کیوں ایسا مقدمہ دائر کیا جس کا نتیجہ پشیمانی ہوا ۔ مولوی خلیل احمد
صاحب نے ہدایات الرشید میں ندامت سیدہ کو بالفاظ واضح تحریر فرمایا ہے علی ہذا درباب
آتش زنی شاہ صاحب نے لکھا ہے کہ عمر صرف دھمکانے اور ڈرانے گئے تھے آگ لگانا مقصود
نہ تھا اور اس دھمکی کی وجہ یہ تھی کہ بدمعاشان مدینہ مثل طلحہ و زبیر وغیرہ سیدہ کے گھر میں جمع
ہوکر مشورہ کیا کرتے تھے کہ ابوبکر سے خلافت چھین لی جائے ہمارے علمائے کرام سے اکثر
علماء اور بالخصوص صاحب تشئید المطاعن نے بحوالہ کتب مدعیان ثابت کردیا ہے کہ جملہ
معاملات نزاعی بہت شدومد کے ساتھ واقع ہوچکے ہیں چنانچہ دعوے ہبہ اور شہادت
حضرت امیرؑ وغیرہ کو ۲۵ کتابوں سے بہ نقل عبارات دکھایا ہے اور واقعہ جانکاہ وہوشربا اہل اسلام
قضیۂ آتش زنی کو ۱۶ کتابوں سے حوالہ قلم کیا ہے اسی ۹۰ نوے برس کا زمانہ ہوا کہ تشئید المطاعن
برد تحفہ لکھی گئی ہے مگر اجتک علمائے مدعیان سے ممکن نہو سکا کہ خلفا کی ذوات عالیات
سے اُن الزامات خون ریز محبت واتحاد کو اُٹھا دیویں مدعیوں کا قاعدہ ہے کہ ہماری اُن
کتابوں کا جواب نہیں دیتے جو کہ اُن کی کتب کے جواب میں لکھی گئی ہیں حالانکہ اُن پر قانوناً
فرض ہے کہ اپنی کتابوں کے رد کو دیکھیں اور اُسکا جواب الجواب لکھیں یا ہماری تحریر کو لاجواب

سمجھکر مذہب شیعہ اختیار کریں ہیں انصاف عدالت کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ ابتدائے مناظرہ سے الی الآن کوئی کتاب اہل سنت ایسی نہیں ہے کہ جسکا جواب ہمنے بہ مقابلہ اصل کتاب نہ لکھا ہو یا آنکہ اُس کے مطالب کو کسی دوسرے کتاب میں رد نہ کیا ہو چنانچہ مولوی خلیل احمد صاحب ہدایات الرشید کے شروع میں صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں کہ کوئی مسئلہ سنی و شیعہ کی بحث کا ایسا نہیں ہے جس میں فریقین نے خوب چھان بین کر کے تحقیقات کو درجہ کمال پر نہ پہنچایا ہو یہ عبارت بزبان حال گویا ہے کہ سنی و شیعہ کی بحث کے تمام مراتب طے شدہ ہیں اسیطرح اس عقد کے متعلق چند رسائل ہیں مدعی صاحبان سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ہمارے جوابونکو جو کہ اُن کے سوالات پر ترتیب پذیر ہوئے ہیں باطل فرمائیں خلاف داب مناظرہ انھیں مضامین مردودہ کو نہ یکبار دو بار بلکہ بارہا پیش کرتے رہتے ہیں کوئی نئی بحث نہیں کرتے وہ ہی پرانے راگ گائے جاتے ہیں جنکا ناک دم ہم پہلے بگاڑ چکے ہیں اوّل ہندوستان میں بمقابلہ شیعہ تحفہ لکھا گیا عند السنیہ وہ ایسی جلیل القدر کتاب ہے کہ شاید دوسری تہو کوئی بات مفید اہل سنت ایسی نہیں ہے جو صاحب تحفہ نے چھوڑی ہو۔ ہمارے علماء نے اُس کے جواب میں ۶۵ جلدیں لکھ ڈالیں۔ منتہی الکلام مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی نے لکھی اُسکا جواب بھی تین جلدوں میں لکھدیا جناب نواب مولوی مہدی علیخاں صاحب بہادر محسن الملک نے آیات بینات لکھی تین جلدیں اُنکی بھی نذر کی گئیں مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند شریف نے ہدیۃ الشیعہ لکھی تحفۃ الاشعریہ سے اُن کی بھی بعقل ارشاد کی گئی الہ آباد میں اراکین ندوۃ العلماء نے کمیٹی کر کے ایک مضمون طرز جدید اپنے چچازاد بھائی خوارج کی طرف سے نکالا پانچ چھ رسائل سے اُسکا بھی زور گھٹایا گیا۔ قاضی احتشام الدین مرادآبادی نے نصیحۃ الشیعہ لکھ کر احادیث کافی و من لا یحضرہ الفقیہ وغیرہ پر نکتہ چینی کر کے کتب شیعہ کا وقار گھٹانا چاہا رسالہ روشنی سے اُنکو بھی روشن دماغ بنایا گیا مولوی احمد حسن رسول نے بجنور میں

الحقیقت لکھی سجاد حسین بارھوی نے اصل الحقیقت برد الحقیقت سے اُن کی گرم بازاری بھی
ٹھنڈی کی۔ مولوی محمد رحیم اللہ بجنوری نے ابطال اصول شیعہ بدلائل عقلیہ لکھی اُس کا
جواب مسمی بہ احقاق الحق ایسا لکھا گیا کہ ماشاء اللہ۔ مگر ممکن نہوا کہ کوئی صاحب مطلق بھی کان
ہلائیں ایک اشتہار مسمی بہ آئینہ حق نما ہم نے نکالا اور قریب قریب اکثر امورات نزاعی کو سیں اُس
درج کر کے مجیب کے لئے مبلغ پچیس ہزار روپیہ انعام مشتہر کیا مگر سب سو گئے ایک رسالہ مسمی بہ
تصویر غالب و مغلوب نکالا میر محمدی حسین صاحب رئیس لکر ولی واقعہ سادات باہرہ ضلع
مظفر نگر نے اُسپر اعلان کیا کہ اگر کوئی سنی شیعہ کا رد مضامین تصویر غالب و مغلوب غلط ہونا ثابت
کر دیگا تو ہم پچیس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ ہزاروں لاکھوں کروڑوں سنیوں سے
ایک نے بھی دم نہ مارا۔ میں شکایتاً نہیں کہتا بلکہ حکایتاً عرض کرتا ہوں کہ یہ حضرات سنیہ ہمکو
بہت تنگ کرتے رہتے ہیں ایک ایک بات کے متعدد جواب پا چکے ہیں مگر نہیں مانتے وہ ہی
تحفہ اور منتہی الکلام کے مضامین پارینہ تازہ تازہ عبارتوں میں لکھ لکھ کر طالب جواب
ہوتے آج وہ زمانہ ہے کہ سُنی و شیعہ اتفاق کر کے مخالفان اسلام کے حملوں کو رد کریں۔ دین محمدی
کا اقتدار بہ نظر کفار جمائیں مگر ان کو سوائے اس رونے کے کہ ابو بکر و عمرؓ کو جہاد وں
میں چھوڑ کر نہیں بھاگے۔ دوات و قلم کے قصہ میں آنحضرتؐ کو بیہودہ گو نہیں کہا فاطمہؑ سے نہ
فدک لیا اور نہ آگ لیکر گھر پر گئے اور کوئی دین و دنیا کا کام ہی نہیں آج خلفائے ثلثہ زمین
عرب یا دیگر ممالک میں فرمان روا نہیں اُن سے دنیا و دین میں کسی فائدہ کی امید نہیں
خواہ مخواہ ایسے ناکارآمد لوگوں کی طرفداری میں تضیع اوقات کر کے خود بھی خراب ہوتے
ہیں اور ہمارا وقت بھی خراب کرتے ہیں۔ ہمیشہ عدالت میں عرضیاں لئے کھڑے رہتے
ہیں کہ شیعہ نے ہمارے خلفاء کو یہ کہا اور وہ کہا ہم نرم طبیعت ہیں ایسی باتوں کے سننے
سے ہمارا ننّھا سا دل دُکھتا ہے اہل سنت میں اکثر۔ دُھنے۔ جُلاہے۔ نائی۔ دھوبی تیلی
تمولی۔ کنجڑے۔ قصائی۔ بھٹیارے۔ نجارے۔ پیسیرے وغیرہ ارازل اسلام داخل ہیں ان

غریبوں سے چندہ لیکر عدالتوں میں جھگڑتے رہتے ہیں اسی مقدمہ عقد کو چند بار پیش کر کے
جواب پا چکے ہیں مگر نہیں مانتے وہی مرغے کی ایک ٹانگ کہے جاتے ہیں نظر بواقعات
صدر کون ایسا عقل کا دشمن ہے جو خلفاء و اہلبیت کو یک جان و دو قالب بتلا کر سابت
کا قائل ہو سکے کہ اُن میں بنا محبت رشتہ ناتہ ہوا تھا سیدہ بعد وفات سرور کائنات
پچھتر روز اور بقولے چھ ماہ زندہ رہیں اور حسب اندراج کتب سُنّیہ محوّلہ اشتہار آئینہ حق نما
حضرت عمر کی ضرب شت دلکد سے روحانی صدمہ اُٹھاکر وفات پائی تو عقل کب مجوز ہو سکتی
ہے کہ ایسی بی بی کی پارہ جگر کو حضرت علیؑ نے اُس سفاک کی زوجہ بنادیا ہو جو کہ اُن
کی والدہ کا قاتل اور اذیت رساں تھا مرد و عورت میں اتحاد کا ہونا ضروری مانا
گیا ہے اگر یہ عقد ہوا بھی ہو تو کیا ام کلثوم نے ضبطی فدک و شق سند و خانہ سوزی و سقط
محسنؑ و ناراضی سیّدہ سب باتوں کو دل سے بھلا کر عمر صاحب سے ایسا ہی اتحاد رکھا ہوگا
کہ جیسا عام اور معمولی طور پر زن و شوہر میں ہوا کرتا ہے مثل مشہور ہے کہ گھر کی باتیں
گھر والے خوب واقف ہوا کرتے ہیں اسوقت دنیا میں اولاد اہلبیت سے سادات ہیں اگر عمر کا
عقد خاندان نبوّت میں ہوا ہوتا تو وہ لوگ ضرور اسبات سے واقف ہوتے اور داماد علیؑ کو
گو وہ کیسا ہی بُرا کیوں نہوتا ہرگز ناسزا نہ کہتے میں دیکھتا ہوں کہ طبقہ سادات کو جسقدر
شکایت حضرت عمرؓ کی ہے اُتنی اور کسی کی نہیں چونکہ مقدمہ ہذا میں عمر کو موالیان آل رسول کا
لقب دیکر بربنا عقد سارٹیفکٹ ایمانداری مانا گیا ہے لہذا میں امید کرتا ہوں کہ عدالت
ضرور اسطرف توجہ فرمائے گی کہ جب خاندان نبوت و خلفاء میں اسقدر ملال بڑھا ہوا
تھا کہ مرنا جینا چھوٹ گیا تھا تو عروسی و دامادی کجا میں نے اپنی تقریر میں جہاں جہاں جس
جس کتاب کا نام لیا ہے وہ سب کتابیں چھپکر چونکہ شائع ہو چکی ہیں لہذا ایک جلد ہر ایک کی
جلد پیش کرتا ہوں بعد معائنہ مضامین محوّلہ شامل مثل فرمایا جائے۔

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

سوال عدالت از غلام معاویہ وکیل مدّعیان

کتب پیش کردہ وکیل مدعاعلیہم کے معاینہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تمام کتابیں تمہارے فرقے کے معزز علمار کی ہیں اور جو جو باتیں وکیل شیعہ نے بیان کی ہیں وہ سب بیکم وکاست بعبارات واضحہ درج ہیں آپ کا فرض تھا کہ حوالہ جات مدعاعلیہم کو اپنی کتابوں میں دیکھ کر اُن کا کوئی معقول جواب دیتے یا قید تسنن سے چھوٹ کر مذہب شیعہ قبول کرتے یہ کیا کہ ایک طرف سے اشتہارات کوچہ بہ کوچہ منظر گاہوں پر آویزاں ہو رہے ہیں ہر قسم کی غیرت دلائی جاتی ہے انواع اقسام کی تشنیعات کیجاتی ہیں۔ مگر تمہارے کان پر جوں نہیں چلتی پہلے عدالت کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ کسی امر غیر فیصل شدہ کا انفصال چاہا گیا ہے مگر اب وکیل مدعاعلیہم کے بیان اور اُن کے ثبوت کا معائنہ کرنے سے واضح ہوا کہ یہ کوئی جدید معاملہ نہیں بلکہ مدت سے زیر بحث چلا آتا ہے اور ہر امر نزاعی کو مدعاعلیہم نے تمہاری کتابوں سے ثابت کر کے تمکو ساکت ولاجواب کر دیا ہے آپنے باوصف قانون پیشہ ہونے کے عدالت کو دھوکہ دیا اور اپنا وقت فضول ضائع کرایا۔ جبکہ تمہاری یہ حالت ہے تو سند وکالت کیوں نہ ضبط کر لی جائے۔

جواب غلام معاویہ وکیل مدعیان

یہ بات سچ ہے کہ ہماری جانب سے آج تک اُن کتابوں کا جو کہ ہماری کتب کی رو میں لکھی گئی ہیں جواب نہیں دیا گیا علماء بجائے خود غور و فکر کر رہے ہیں کہ کوئی جواب پیش کریں اکثر جگہ کمیٹیاں قایم ہوئیں اور درباب جواب ہی مشورہ کیا گیا۔ مگر کوئی رائے صحیح قایم نہیں ہوئی قاضی احتشام الدین مرادآبادی نے نصیحۃ الشیعہ کے پہلے پرچہ میں تحریر فرمایا تھا کہ ہم تحفہ و منتہی الکلام کا جواب ضرور لکھیں گے مگر افسوس ہے کہ وہ تمام مواد لیکر قبر میں چلے گئے ابھی میعاد جواب نہیں گذری جاتی قیامت دور ہے اگر ختم دنیا تک ہماری جانب سے کوئی ندا نہ آئی تو اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

رائے عدالت

اس مقدمہ میں سب سے بالاتر بلکہ نفس معاملہ یہی واقعہ تحقیقات طلب تھا کہ خلفائ واہلبیت میں محبت کس درجہ پر تھی۔ ثبوت پیش کردہ مدعاعلیہم سے ہویدا ہے کہ ہر دو گروہ میں اسدرجہ ضد واختلاف تھا کہ پایان ہنیں خلفاد بہ مقابلہ اہلبیت نبوی بے ادبی کرتے تھے اور اُن کے حقوق تلف کرنے اور احترام کے گھٹانے میں ساعی رہا کرتے تھے علی ہذا حضرت امیر اُنکو باایمان ورہرو مسلک اسلام نہ جانتے تھے بلکہ بالقول حضرت عمر مندرجہ صحیح مسلم حضرت عمر کو کاذب وغادر وظالم وغیرہ سمجھتے تھے۔ مدعیان پر لازم تھا کہ پہلے اُن مضامین کو بالکل رد کردیتے جو کہ مدعاعلیہم نے اُن کی کتب سے بہ ثبوت مخالفت پیش کئے ہیں اتحاد وموالات اصل اصول ہے اور عقد اس کی فرع جب تلک کہ جڑ قایم نہو پھول پتے کیونکر نکل سکتے ہیں۔ وکیل مدعی کو بوجہ پیرانہ سالی ونقص حافظہ قانون یاد نہیں رہا اگر فراموش نہ کرتے تو جان لیتے کہ یہ مقدمہ پہلی پیشی پر خارج ہو جائیگا۔ کیونکہ اسمعاملہ دفعہ ۱۳ ضابطہ دیوانی عارض ہے جسکا یہ منشا ہے کہ جو مقدمہ ایک دفعہ دائر ہو کہ فیصلہ پاچکا ہو وہ مجدداً مابین اُنھیں اشخاص کے اُسی بنا پر دائر نہیں کیا جاسکتا چونکہ واقعہ محبت وخصومت خلفاء وخاندان نبوت وعقدو غیرہ کو مدعیان مدعاعلیہم کے سامنے پیش کرکے چند بار جواب پاچکے ہیں اندرین حالت مدعیانکو کوئی حق نہیں ہے کہ امر فیصلہ شدہ کو دوبارہ پیش کرکے عدالت سے کوئی مدد لے سکیں لہذا مقدمہ کو اسی جگہ روکا جاتا ہے دیگر تنقیحات کی تحقیقات میں جو کہ فروعی ہیں وقت عزیز صرف نہیں کیا جاسکتا۔ حکم ہوا کہ مقدمہ بہ حیثیت موجودہ بہ امتناع ارجاع آیندہ مع خرچہ ڈسمس کیا جائے اور وکیل سے بجرم ناقابلیت سند وکالت لے لی جائے ناظر سررشتہ تعمیل کرے۔

دستخط حاکم

تقریر تتار پنجتن وکیل شیعہ

عدالت نے بیدار مغزی و نصفت شعاری سے جو فیصلہ صادر فرمایا وہ عین حق و صواب ہے
لیکن اسوقت مجکو اپنے ہم پیشہ وکیل کی مایوسی پر سخت رحم آتا ہے کہ ارمان بھرا دل
مسوس کر گیسے خجگے سے لگے ہوئے حیران کھڑے دیکھ رہے ہیں نہ پائے رفتن نہ روئے
ماندن باہر جانے سے مخنتانہ کی واپسی پیش نظر ہے کچہری میں کھڑے رہنے سے ہم رتبہ
لوگوں کے کنایہ غضب آمیز پیکان بنکر جگر چھید رہے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ دیگر امورات
تصفیہ طلب کا بھی فیصلہ کر دیا جائے کیونکہ مدعیان نے بنظر جہلا فریبی ایک غوغائے عظیم
مچا رکھا ہے کہ علیؑ کی صاحبزدی سے عمر کا نکاح ہوا۔ اولاد ہوئی۔ یہ ہوا وہ ہوا ہر چند کہ اس
فرضی اور غیر واقعی عقد کا مدعیان بہ کرات و مرات جواب پا چکے ہیں اور اتبک دلایل بطلان
نکاح کا کوئی رد و ابطال نہیں کر سکے مگر اب باضابطہ فیصلہ ہو کر ہمیشہ کے لیئے خوارج کی
زبان بند ہو جائے گی اور آیندہ مدعیان اسباب میں گفتگو کرنے سے رُک جایئں گے نیز
یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ تا تصفیہ مقدمہ ہذا وکیل معزول کو بعطائے سند وکالت اجازت
پیروی مرحمت فرمائی جائے۔

روبکار عدالت

بدریشی مقدمہ واضح ہوا کہ اس معاملہ میں دفعہ ۱۳ عارض ہے لہذا عدالت نے اسکو خارج
کر دیا تھا مگر وکیل مدعا علیہم نے مودبانہ عرض کیا کہ گو عدالت نے ہمکو قانون سے پورا
فائدہ پہنچا دیا مگر ہم چاہتے ہیں کہ دیگر امورات تصفیہ طلب کا بھی بہ مثل تنقیح اول
فیصلہ کر دیا جائے تا کہ ہمیشہ کے لیئے یہ خرخشہ طے ہو جائے ہر چند کہ عدالت کو اب
کوئی ضرورت اوراق مثل کے الٹنے پلٹنے کی نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کے دو بڑے
گروہ شیعہ و سنی کا رفع نزاع اسمقدمہ کے کامل فیصلہ پا جانے پر موقوف ہے نظر برآں
عدالت امورات مابقی کی جانب غور کرتی ہے نیز یہ بھی ظاہر کیا جاتا ہے کہ وکیل

مدعا علیہم نہایت نیک نیت ہے کہ ڈگری لیکر اپنے مد مقابل کو بحث کرنیکا موقع دے دیا
جوکہ بالکل ایک نئی بات ہے چونکہ اس مقدمہ میں ربنار محبت و مودت اہلبیت حضرت عمر
کے لئے سارٹیفکٹ ایمانداری طلب کیا گیا ہے اور وہ کسی طرح ثابت نہیں بلکہ فریقین میں
انتہا کا ضد و اختلاف پایہ ثبوت کو پہنچا ہے لہذا نصف دعوے مدعیان معہ حصہ ڈسمس کیا
جاتا ہے۔ محبت کی بنا پر عدالت کے نزدیک وہ سارٹیفکٹ دے جانے کے مستحق نہیں ہیں

تنقیح دوم

ام کلثوم دختر ابو بکر سے جناب عمر نے عقد کرنا چاہا تھا یا نہیں۔

بیان غلام معاویہ وکیل مدعیان

میری نظر سے اسوقت تک کوئی روایت اسمعاملہ کے متعلق نہیں گذری

تقریر نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم

مدعی صاحبان کا یہ شعار بلکہ خاصۂ مذہب ہے کہ ہمارے مفید اور اپنے مضر مطالب کو
باوصف موجود و مندرج ہونے اپنی کتب کے تسلیم نہیں فرمایا کرتے صاف انکار کر دیتے
ہیں شاہ عبد العزیز صاحب ان لوگوں کو راہ انکار بتلا گئے ہیں اُن کے قلم کی زبان پر
یہ فقرہ (کہ این روایت در ہیچ کتابے از کتب اہل سنت موجود نیست و لو بطریق ضعیف)
ایسا چڑھ گیا تھا کہ گویا تکیہ کلام ہو گیا تھا عدالت نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ ہبۂ فدک و قضیہ
آتش زنی کا مولوی عبد العزیز صاحب نے انکار کیا تھا فدوی نے پچیس کتابوں کی عبارت متعلق
ہبہ و شہادت حضرت امیر وغیرہ اور ۱۶ مجلدات کی عبارتیں طعن احراق کے متعلق تشیید
المطاعن سے شامل مثل کردیں جسپر عدالت نے تنقیح اول کو فیصل فرمایا ہے اسی سنت عزیزی
پر عمل کرکے وکیل صاحب نے انکار روایت کیا ہے میں اس تنقیح کے متعلق بہت کچھ ثبوت
دیکھتا ہوں مگر بخوف طوالت مختصر تقریر اکتفا کرتا ہوں کہتے ہیں کہ جب حضرت
عمر پر بڑھاپے میں جوانی سوار ہوئی تو چلتے وقت بیاہ کی سوجھی۔ حضرت عائشہ کو پیام

دیا کہ اپنی بہن ام کلثوم سے میرے سہرے کی کلیاں کھلوا دے وہ غریب ڈر گئی کہ یہ کیا بلا نازل
ہوئی۔ کہاں یہ بچی نادان کہ جسکی گڑیاں بھی ابھی تک ٹھنڈی نہیں ہوئیں اور کجا یہ پانچ
ہاتھ کا پیر نابالغ۔ سوچیں کہ اگر انکار کرتی ہوں تو دس ہزار سالیانہ جو بخشش ملتی ہے وہ بند
ہوجائیگی ادنی ادنی باتوں میں جو میرے اجتہاد روایات کا اقتدار کیا جاتا ہے وہ
برباد ہوکر بے وقاری ہوجائے گی ناچار بصد کراہت منظور کر کے بظاہر اظہار بشاشت کیا مگر
درپردہ اسی ادھیڑ بن میں رہیں کہ کسی طرح یہ بیل منڈھے نہ چڑھے۔ عمر سے مجکو حجاب نہ ہو اور
کام بھی نکل آئے۔ عمر ابن العاص سے بلا کر کہا کہ بھیا جوڑ توڑ کرنا زمین و آسمان کے قلابے
ملانا تمہاری ذات میں داخل ہے واری گئی کسی طرح اس پر جوش بوڑھے کی آتش
شوق پر آب کلام کا چھینٹا ڈال کے اس ننھی جان کو بچاؤ۔ بچی نے جب سے یہ خبر سنی
ہے بھوک پیاس بالکل اڑ گئی منہ لپیٹے ہوئے اپنے آپ کو کوس رہی ہے کہتی ہے کہ اگر
ایسا عمل کیا گیا تو قبر رسول پر جاکر فریاد کروں گی بھلا تم بھی آس اولاد رکھتے ہو دل
میں غور کرو جسوقت یہ نادان ان کا ڈیل ڈول تن و توش دیکھے گی اور سر وقت خشونت
آمیز باتیں سنے گی یقین تو یہ ہے کہ بے موت مر جائے گی میں امید رکھتی ہوں کہ اگر تم تہ دل سے
کوشش کرو گے تو اس بلائے بے درماں کو ہم سے دفع کر دو گے ورنہ سنگ آمد و سخت آمد جو قسمت
لکھا ہے وہ ضرور پیش آئے گا عمر ابن العاص صاحب فرمانے لگے کہ واہ بوبو جان یہ کتنی
بڑی بات ہے آپکی دعا سے دو فقروں میں یہ بنا بنایا گھر بگاڑ دوں گا اگلے روز عمر سے کہا کہ یہ کیا
آفت اٹھا رکھی ہے۔ ننھی سی بٹیا کے پیچھے پڑ رہے ہو جب سے اس بیچاری نے یہ خبر سنی ہے
کہ چچا جان اسطرف مائل ہوئے ہیں دانہ پانی یکلخت چھوٹ گیا شدت خوف سے سوکھ
کر کانٹا ہوگئی۔ کہاں وہ ذرا سی لڑکی اور کہاں آپ سا ماشاء اللہ نورانا جوان وہ ناز
و نعم کی پلی ہوئی پھولونکی سیج پر لیٹنے والی لڑکی آواز کی برداشت نہیں کر سکتی آپ کی ایک
للکار سے روح پرواز کر جائے اگر باہم مزاجوں میں ناموافقت ہوئی تو خلقت یہی کہے

کی کہ یتیم بچی کی راہ باٹ مار دی ابوبکر کی روح سے خواہ مخواہ آپ کو ندامت ہوگی کیا اُن
مرحوم کے اتنے بھی حقوق آپ کے ذمہ نہیں ہیں کہ اُن کی لڑکی کا خیال دل سے اُٹھا دو
افسوس ہے کہ صدیق اکبر آپکو سکہ دوات دے کر خود الگ ہو جائیں۔ کارخانہ خداوندی کا
مختار عام بنائیں آپکا کل ساختہ و پرداختہ شل کردہ ذات خود تصور کریں اور جناب اُمکا یہ بدلہ
دیں کیا شرافت اسی کے معنی ہیں دولہ میاں نے فرمایا کہ آخر یہ تو کہئے کہ مجھ میں عیب کیا ہے
جو یہ طلاطُم برپا ہو رہا ہے عمر ابن العاص نے کہا کہ خدانخواستہ آپ میں عیب کیا ہونا سراسر حسن کے
سانچہ میں ڈھلے ہوئے ہو۔ لیکن حضور کا مزاج کچھ اس قطع کا واقع ہوا ہے کہ خلقت بیموت
مری جاتی ہے عورات مدینہ آپ کی بعض اُلٹی ٹیڑھی کارروائیوں سے خوف زدہ ہو کر جناب
کے ساتھ گرہ بند ہونا نہیں چاہتیں حضور آگے پیچھے کا مطلق خیال نہیں کرتے دم مدا لیکر
کود پڑتے ہیں غرضکہ مدینہ کے مرد و زن آپ کی تیز مزاجی سے بحدے خائف ہیں کہ پایان
نہیں شیطان جناب سے پناہ مانگ کر آپکے سایہ سے کوسوں بھاگتا ہے اگر ایسا ہی ارادہ
ہے تو میں اس سے بہتر جگہ بتلا دوں آپ پیغام بھیجیں عمر نے کہا وہ کہاں فرمایا کہ علیؓ کی بیٹی ام
کلثوم موجود ہے عمر صاحب بولے کہ اب کیا ہو سکتا ہے عایشہ سے میری زبان کٹ چکی ہے
اُنھوں نے بہ شگفتہ خاطری و خوشدلی منظور کر لیا مفت بیٹھے بٹھلائے رشتہ چھوڑنے سے باہم
رنجش پیدا ہو گی۔ عمر ابن العاص بولے آپ خاطر جمع رکھیں میں وہ چال چلوں گا کہ آپ کے
دامن دولت پر گرد الزام نہ آئے گی اور نیز عائشہ کو آپ سے موقع شکایت نہو گا غرضکہ
عمر ابن العاص کی بدولت خلیفہ ابوبکر کی کمسن و نادان بچی کا پیچھا چھوٹ گیا ورنہ غریب
اک بلائے ناگہانی کی جھپٹ میں آ گئی تھی۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے رجال مشکوٰۃ
میں اس قصہ کو بہ صفحہ (۱۱۵) لکھا ہے۔ نیز تاریخ کامل ابن اثیر کی جلد ۳ صفحہ ۲۳ پر یہ
مضمون مندرج ہے عدالت ملاحظہ فرما لیوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ عدالت کو اب کوئی
شبہہ نہ رہا ہو گا کہ عمر صاحب نے ام کلثوم دختر ابوبکر سے اپنی منگنی چاہی تھی وکیل صاحب نے

اتنے بڑے واقعہ سے جسکو اہل تاریخ نے بھی نقل کیا ہے انکار فرماکر اسقدر طوالت کرائی ورنہ دو لفظ اقبال ہی میں سارا قصّہ طے تھا۔ وکیل کو چاہیئے کہ دونوں طرف کے معاملات سے پوری واقفیت حاصل کرے تب وکالت نامہ تصدیق کرائے اگر اتنا نہو سکے تو جس فریق کا وکیل ہو اُس کے مفید و مُضر پہلو ضرور پیش نظر ہوں ہمارے حضرت کو نہ معلوم آدمیوں کے ٹوٹے ہیں یا کس چال بازی سے پاس مل گیا ہے یہ پُرانے فیشن کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ تنقیح اول میں بھی درباب بحث اتحاد آپ نے یہ بھی بکھیڑا بے تھے خواہ مخواہ عدالت کا وقت ضایع کرایا اور میرے دماغ کی طاقت گھٹائی اب بھی وہی راہ انکار اختیار کی آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب نئی روشنی کے وکلا نے معاملہ بیجان سمجھ کر لینے سے انکار کیا ہے۔ تب جناب کسی مسجد سے پکڑ کر کھڑے کردیے گئے ہیں قصّہ مختصر ام کلثوم دختر ابو بکر سے خلیفہ نے اپنا رشتہ کرنا چاہا تھا جبیر اُس یتیم لڑکیکو خوف پیدا ہوا اور قبر رسولؐ پر فریاد کرنے کے لئے آمادہ ہو گئی عائشہ کو اپنی چھوٹی بہن کی پاسداری تھی اُنھوں نے بامداد عمر ابن العاص اس بلا سے نجات پائی یہ روایت چونکہ بطریق مدعیان وارد ہوئی ہے اور انھیں کی کتابوں کی عبارات میں نے پیش کی ہیں لہذا عمر ابن العاص کی ایمانداری قابل نظر ہے کہ عمر صاحب کو یہ عیب بدمزاجی و تندخوی ابو بکر کی بیٹی سے بخیال تحفظ حقوق ابو بکر رد کیں اور علیؑ کی بیٹی سے عقد کرنے کی رائے دیں کیسا وہ عیوب جو کہ عمر کی ذات میں تھے اور جن کی وجہ سے عمر ابن العاص مانع عقد ہوئے تھے علیؑ کی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے سے زایل ہو جاتے بلیام ود و ہوا۔ افسوس ہے اُس شخص کی رائے زنی و مشورہ دہی پر کہ جس گھر سے اسلام سیکھا ایمان پایا اُس کی اذیت روحانی پیش نظر نہوئی اور ابو بکر صاحب کی روح کا بیچین ہونا بجدے مد نظر ہوا کہ عمر جیسے پرخشونت شخص کے اتالیق بن گئے سوائے ازایں عمر کیسے سادہ مزاج تھے کہ بڑے بھائی صاحب کی اذیت روحانی پیش کرکے بنی بنائی

نسبت چھوڑ بیٹھے بوقت مشورہ عمر ابن العاص سے کہتے کہ ہر گاہ آپ مجھ میں عیب بدمزاجی
وغصہ ناکامی قایم کرکے دختر ابو بکر کو بچاتے ہیں اور علی کی لڑکی کا پتہ دیتے ہیں تو
کیا آپ کے نزدیک خاندان نبوت کا اذیت دینا جائز ہے اور ابو بکر کی تکلیف دہی
جن کی ہڈیاں بھی سڑ گل کر چونہ ہوگئی ہیں ناجائز اصلیت واقعہ یہ ہے کہ عمر نے عائشہ
و دیگر سرپرستان ام کلثوم کو پیغام دیا عمر ابن العاص وغیرہ نے کوشش کرکے اسکو دفع کیا
راویان مدعیان نے نمک مرچ لگا کر اتنا فقرہ اور جڑ دیا کہ ام کلثوم دختر ابو بکر سے
منگنی چھوٹ کر حسب صوابدید ورہنمونیٔ عمر ابن العاص ام کلثوم دختر علیؑ سے قرار پاگئی
حضرت امیرؑ کا اس معاملہ میں محض اتنا تعلق ہے کہ اسماء بنت عمیس سے بعد وفات صدیق
آپ نے نکاح کیا تھا وہ مخطوبہ عمر مع محمد برادر خود اپنی ماں کے ساتھ حضرت کے گھر
آئی جیسا کہ عقد ثانی پر شوہر اوّل کی اولاد در زوج دوم کے گھر آیا کرتی ہے جسطرح کہ
حضرت زینب ورقیہ جناب خدیجہ کے ساتھ رسول پاک کے سایۂ عاطفت میں آئی تھیں جو کہ
بعد مرنے ابی العاص وغیرہ شوہران اول کے جو کہ کافر محض تھے حضرت عثمان کے نکاح
میں آئیں ملک العلماء دولت آبادی ہدایت السعداء میں فرماتے ہیں اسماء بنت عمیس
اول زن جعفر طیار بود بازدر نکاح ابو بکر آمدہ از ابو بکر یک پسر و یک دختر ام کلثوم نام زائید
بعد ازاں بہ نکاح علی ابن ابیطالب آمد ام کلثوم ہمراہ مادر در آمدہ عمر ابن خطاب با ام کلثوم
دختر ابو بکر نکاح کرد) غرضکہ یہ لڑکی خواہ اسماء کے شکم سے ہو یا کسی دوسری زوجہ ابو بکر سے
مگر بوجہ الصغر اسماء کے ساتھ رہتے تھے پس حضرت امیرؑ نے اپنی منکوحہ اسماء کی سوتیلی یا سگی
بیٹی کے بچانے میں بوجہ سرپرستی کوشش فرمائی تھی ذخائر العقبیٰ کے صفحہ (۱۶۸۳) پر لکھا ہے
فاقبل علی وقال انہا صبیرۃ فقال عمر لا واللہ ما ذالک ولکن اردت منعی یعنی عمر کے
خواستگار ہونے پر علی نے عذر کیا کہ وہ لڑکی صغیر ہے قابلیت عقد نہیں رکھتی عمر نے جواب
دیا کہ درحقیقت ایسا نہیں جیسا کہ آپ کہتے ہیں بلکہ آپ کا ارادہ ہی نہیں کہ میرے

ساتھ نکاح کریں یہ بہانہ صغرسنی ٹالنا چاہتے ہو اسُی دختر ابوبکر کے باب میں آپ نے
ایسا کیا تھا ۔سخن تراش لوگوں نے اتنی بات کا تبنگڑ ابنا کر پورا مضمون تیار کر دیا
ایک فضول وواہی بات کو گھڑ مڑھ کر طوفان بے تمیزی برپا کر دیا مدعیوں کا دعوےٰ
ہے کہ خلفاء و اہلبیت میں محبت تھی اور حضرت علیؓ نے بہ طیب خاطر رضامندی و خوشدلی سے
اپنی لڑکی کا عقد کر دیا تھا روایت ذخائرالعقبیٰ متذکرۂ بالا سے ہویدا ہے کہ حضرت امیر
نے صغرسنی کا عذر پیش کیا تو عمر نے اُنکو نہ مانا بلکہ معاذ اللہ اُنکو اس معاملہ میں خلاف گو
سمجھا واقع میں دوست ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے حبیب کو جھوٹا سمجھیں شاہ صاحب نے تحفہ
میں حضرت امیر کی نسبت لکھا ہے (کہ نزد شیعہ معصوم و نزد اہل سنت صادق ست) تعجب
ہے کہ جسکو سنی صاحبان صادق جانیں اُسکو پیر سنیاں کاذب سمجھے ۔بھلا یہ بھی کوئی
اتحاد ہے بیٹی والا یا کسی لڑکی کا مربی و سرپرست جس کے ہاتھ میں اُسکا نکاح کر دینا
ہے کہہ رہا ہے کہ وہ لڑکی کم عمر ہے نکاح کے زمانہ تک نہیں پہنچی داماد صاحب اینٹھے بیٹھے
ہیں کہ نہیں وہ قابل شادی ہے آپ بیجا عذر کر کے حیلہ بہانہ کرتے ہیں اگر دنیا میں
اسی طرح رشتہ نانے ہوا کرتے ہیں اور محبت و اخلاص اسی کا نام ہے تو نہ معلوم عداوت
و خصومت کیا بلا ہوگی تنقیحات آئندہ میں عدالت پر وہ تمام کاریگریاں کھل جائیں گی
جو کہ علمائے مدعیان نے بددیانتی سے اس عقد کے باب میں کی ہیں۔

رائے عدالت

تحریر وکیل مدعاعلیہم پر غور کرنے سے بادی النظر میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خلیفہ دوم
نے دختر ابوبکر سے ضرور اپنی نسبت چاہی تھی اور اُسکا نام اُم کلثوم تھا۔ ہوسکتا ہے کہ
اسی اُم کلثوم کے قصہ نے یہ خلط مبحث کر دیا ابھی ہم کوئی مستقل رائے تاوقتیکہ دیگر
تنقیحات کی بحث نہ سن لیں قائم نہیں کر سکتے مگر قبل از انفصال مقدمہ اتنا کہنے پر
ضرور مجبور ہوتے ہیں کہ دعوے مدعیان صاف نہیں مچھلی کے گوشت کی طرح پر لقمہ

ہیں دو چار کانٹے اُلجھے ہوئے ہیں لہذا یہ تنقیح بھی بوجہ سکوت وکیل مدعیان بحق شیعہ فیصل کی جاتی ہے۔

تنقیح سوم

اہل عرب یا دیگر اقوام میں کفاءت پر نظر ہوتی ہے یا نہیں

تقریر نثار پنجتن وکیل شیعہ

ہر ملک و ہر قوم میں گوت اور خاندان پر لحاظ ہوتا ہے حتیٰ کہ تمام دنیا کی چھوٹی اور ذلیل اقوام میں۔ نٹ۔ کنجر چوہڑے۔ چمار وغیرہا داخل ہیں ان لوگوں میں وہی پابندی ہے جو کہ بڑی قوموں میں کیجاتی ہے اسلام میں یہ قید اُٹھا دی گئی ہے۔ باہم کلمہ پڑھنے والوں میں رشتہ و تناسب ہو سکتا ہے مگر مشاہدہ و عملدر آمد زمانہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں اس حکم پر عمل نہیں ہے صرف جواز ہے یعنی اگر اونچی۔ نیچی قوم کے مسلمانوں میں رشتہ ہو تو وہ حرام نہیں مگر عمل اسی پر ہے کہ ہر قوم اپنی قوم میں بیٹا بیٹی کا نکاح بیاہ کرتی ہے ایک قوم میں بھی خاندانوں پر نظر کی جاتی ہے قوم کے امیر غربا۔ قوم کی بیٹی تو لے لیتے ہیں مگر اپنی لڑکی غریب بھائی کے گھر نہیں دیتے۔ اپنا ہی ہم پلہ باعتبار دولت و حشمت تلاش کرتے ہیں مکہ معظمہ کے رہنے والے مسلمان قریش کہلاتے تھے انہیں بنی ہاشم اعلیٰ درجہ پر سمجھے گئے۔ قریش کی لڑکیاں بنی ہاشم میں تو بیاہی گئیں جیسکہ اُم المومنین عایشہ صدیقہ و حضرت حفصہ مگر ہاشمی عورت قریش میں نہیں گئی۔ چنانچہ مسلمانوں میں آج تک یہ دستور چلا آتا ہے کہ فخر و عزت سمجھ کر سادات کو تو بیٹی دیدیتے ہیں۔ مگر اداً غریب سے غریب سید کی طرف بڑے سے بڑا امیر آنکھ اُٹھا کر نہیں دیکھتا کتب مدعیان میں درج ہے کہ بعد بلوغ سیدہ اکثر اُن لوگوں نے جو کہ آل ہاشم سے نہ تھے اور ہر طرح کی قوت مالی رکھتے تھے اور جن میں ابوبکر و عمر بھی شامل تھے آنحضرتؐ سے درخواست عقد کی آپ نے فرمایا کہ مجکو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں انتظار وحی ہے جس کے لیے حکم خدا ہوگا اُس سے نکاح کرونگا

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ آپ نے اپنی اکلوتی ناز پروردہ بیٹی کو ایسے شخص سے بیاہ دیا
کہ جس کے گھر میں مٹی کا پیالہ بھی نہ تھا اور جسکو ہجوم اسباب فلاکت و افلاس سے دو
وقت پیٹ بھر کر روٹی ملتی تھی (علی) ہمارے نبی نے اس کی کچھ پروا نہیں کی کہ مفلس اور
تہیدست کے گھر میری راحت جان پر کیا گذرے گی۔ سب جانتے ہیں جو عیش فاطمہؑ کو علیؑ
کے گھر ملا ہمیشہ چکی پیسی سارے گھر کا کام کاج کیا۔ تن بھر کپڑا پیٹ بھر روٹی کبھی نصیب نہوئی
مدام فاقہ کشی میں گذری امراء جلیل القدر کا پیغام رد کر کے جو حضرت نے ایک نادار و محتاج
شخص کے حوالہ بیٹی کو کر دیا اسکے لئے کوئی خاص سبب ہونا چاہیئے ورنہ مفلس آدمی بھی
بالخصوص بیٹی کے لئے صاحب ثروت کی تلاش کیا کرتا ہے اس لئے کہ بیٹی سے آدمی کو زیادہ
الفت ہوتی ہے۔ یہ ہی چاہتا ہے کہ تونگر گھر میں کھا پی پہن اوڑھ کر دل کی ہوس نکال
لے گی۔ آنحضرت کو بخلاف معمول اہل زمانہ جناب فاطمہؑ سے ازبس محبت تھی سوائے نبیؐ پاک
کسی باپ کو نہیں دیکھا گیا کہ وہ بیٹی کے ساتھ تعظیماً پیش آتا ہو ہمارے حضرت کو بیٹی سے
ایسی محبت تھی کہ جب سفر کو جاتے تھے تو سب سے آخر ان کو رخصت کرتے تھے اور بوقت واپسی
اول انکو دیکھتے تھے۔ محبت خلاف عادت کی وجہ یہ تھی کہ اول تو تمام متاع زندگانی
میں ایک بیٹی اور وہ بھی بے مادر اور پھر ایسی ماں کے شکم سے جس کی نیک و پاک دولت سے
ابتداء اسلام میں دین خدا کو مدد ملی اور نیز یہ بھی یقین تھا کہ اسی کے ذریعہ سے ہماری نسل
تا ختم دنیا تمام نہوگی اسی کی اولاد راہ خدا میں رنج و مصیبت اٹھا کر میری تکمیل نبوت کا سبب
ہوگی اسی کا بیٹا شہید ہو کر افراد شہدا میں ہمکو داخل کرے گا اسی کی اولاد کو خدا وہ عزت
دے گا کہ اخی عیسیٰ آسمان چہارم سے توجہ فرمائے خاکدان عالم ہو کر اُس کے پیچھے مثل دیگر
ماموبین نماز پڑھینگے۔ پس ایسی بیٹی کا سوائے باہمی کفاوت علیؑ کے ساتھ عقد کر دینا اور
کیا معنی رکھتا ہے خود جناب رسولؐ نے فرمایا ہے کہ اگر علیؑ نہوتے تو فاطمہ کا کوئی جفت و
کفو ہی نہ تھا ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ بنی ہاشم کا

کفو و ہمسر سوائے بنی ہاشم کے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ صواعق محرقہ کے ترجمہ میں صفحہ
(۱۶۱) پر یہ عبارت لکھی ہے) از خصائص پیغمبر است کہ اولاد بنات آنحضرت بآنحضرت منسوب
اند در کفاءۃ وغیر آن واما اولاد بنات و دیگر باجداد و مادر منسوب نمی شوند در کفاءت
وغیر ذالک چنانچہ زنے شریفہ ہاشمیہ کفو مردے غیر شریف نیست) سوائے ازیں حضرت خطاب
عمر کو بھی اسباب ہیں کوشش تھی کہ نکاح میں صاحبان حسب و نسب کا لحاظ ضرور کیا جائے
چنانچہ ازالۃ الخفا کے صفحہ (۱۱۰) پر شاہ ولی اللہ نے بہتر فرمایا ہے کہ عمر صاحب نے منع
فرما دیا کہ مہاجرہ سے غیر مہاجر چونکہ شرف ہجرت میں گھٹا ہوا ہے عقد نہ کرے عبارت
ازالۃ الخفا یہ ہے قال لامنعن فروج ذوات الاحساب الا من الاکفاء) سوائے ازیں
کنز العمال میں ہے کہ (ان عمر لیشدد فی الاکفاء) یعنی عمر نے غیر کفو سے عقد کرنے کو منع
فرمایا ہے۔ بعد ملاحظہ معروضات بالا عدالت خود نتیجہ نکال لیوے کہ عرب و دیگر
ممالک میں کس حد تک لحاظ کفو کیا جاتا ہے اور رسول اکرم نے کہاں تک اس کی
پابندی کی اور عمر صاحب کو اس کے قایم رکھنے اور رواج دینے پر کیسی شدت تھی عقل
نہیں مان سکتی کہ حضرت امیر نے بخلاف قانون عرب و طریقہ رسول اکرم بلا ضرورت اپنی
صغیر سن لڑکی کا عقد ایسے پیر کج گردن و خمیدہ پشت سے کر دیا جو کہ اُن کے کفو اور گروہ کا
نہ تھا اور نہ یہ باور ہو سکتا ہے کہ حضرت عمر نے اپنی عادت کے خلاف (اتامرون الناس
بالبر وتنسون انفسکم) پر عمل کر کے ایسا کیا ہو گیا عدالت عمر بھی اسی کی مقتضی تھی
کہ لوگوں کو غیر کفو میں عقد کرنے سے روکیں اور خود اسیر عال نہ ہوں سوائے خیانت و
بد دیانتی راویان مدعیان اور کچھ نہیں دیگر تنقیحات کی توضیح میں عدالت پر کھل جائیگا
کہ یہ محض ڈھکوسلا ہے۔

رائے عدالت

ہمارے نزدیک بھی کفو اور گوت کی ایسی پابندی ہے جسکو عموماً ہر قوم نے اپنا شعار قومی

گردانا ہے بانیٔ اسلام کو بھی اسپر ایسا لحاظ تھا کہ اپنی ربیبہ بیٹیوں رقیہ و زینب کو قریش
میں نہ بیاہا بلکہ عتبہ اور ابی العاص پسران ابولہب سے ان کی شادی کی تھی جو کہ آل
ہاشم سے تھے عدالت کو تعجب معلوم ہوتا ہے کہ علی المرتضیٰ نے خلیفہ دوم سے اپنی صغیر سن لڑکی
کا عقد کیوں کر دیا کیا ایسی ضرورت شدید داعی ہوئی تھی جس سے یہ حالت پیش آئی
ورنہ تمام دنیا کا قاعدہ ہے کہ بیٹا بیٹی کے نکاح میں دونوں کے ہم عمر ہونیکا لحاظ رکھتے
ہیں ہم نے آجتک نہیں دیکھا کہ ساٹھ برس کے پیر فرتوت کے ساتھ پانچ برس کی لڑکی
کا عقد کر کے کسی نے اونٹ کے گلے میں بلی کی مثال کو ثابت کیا ہو۔ غلام علی آزاد بلگرامی
نے جو کہ مدعیوں کے معتمد عالم ہیں بہ مثل عدالت تعجباً لکھا ہے کہ با وصف اختلاف کفو
علی نے عمر سے کیوں عقد کر دیا عالم موصوف اپنا رفع تعجب اس دلیل سے کرتے ہیں کہ شاید
بوجہ قحط الرجال ایسا معاملہ کیا گیا ہو عدالت کے نزدیک یہ توجیہ پوچ ولچر معلوم ہوتی
ہے کیا آدمیوں کے خسارہ اور توڑے میں یہ پیر دندان شکستہ ہی رہ گیا تھا اولاد جعفر طیار
میں اسوقت کئی لڑکے موجود تھے۔ پس کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ اس دعوے میں کچھ
بھید گی ہے لہذا یہ تنقیح بھی بحق مدعا علیہم طے کی جاتی ہے

تنقیح چہارم

عمر کا نسب رذیل تھا یا جلیل اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُن کے نسب
کی نسبت کیا خیال تھا۔

تقریر غلام معاویہ وکیل مدعیان

اس سے زیادہ جلالت نسب اور کیا ہوسکتی ہے کہ یہ آنحضرت کے سسرے تھے ہر شخص اچھے
گھرانے میں بیاہ ہے جانیکا پہلو نکالا کرتا ہے اگر ان کے نسب میں کوئی فرق ہوتا تو رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن کی بیٹی حفصہ سے عقد نہ کرتے یہ نکاح میری اور ہر عقلمند کی
دانست میں مثبت شرافت عمریہ ہے

تقریر نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم

ذی علم وکیل نے خلیفہ دوم کی خاندانی حالت بیان نہیں فرمائی صرف اثبات پر استدلال
کیا ہے کہ اگر اُن کے نسب میں کوئی فتور و فتور ہوتا تو نبی اپنا سُسرانہ بناتے نظر برآں
عرض پرداز ہوں تاوقتیکہ دیگر فضائل شامل نہوں محض سُسرا ہونے سے کبھی کسیکو عزت
نہیں مل سکتی۔ رات دن دیکھنے میں آتا ہے کہ اکثر امرا اور شرفا بازاری نشین و کمینہ عورتوں
کو گھر میں ڈال کر داخل دفتر کر لیتے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان عورتوں کے میکہ کو
خلعت شرافت و نجابت مل جائے میں نے آجتک نہیں دیکھا کہ کسی شخص نے بہ مقام فخر یہ کہا ہو
کہ میں فلاں کا سسرا ہوں۔ بلکہ یہ ایسا مکروہ رشتہ ہے کہ بہ لفظ انٹرڈوس (معرفت اور
شناسائی) جیسا کہ دستور دنیا ہے ایک دوسرے سے نہیں کہہ سکتا کہ آپ سے ملیئے یا مصافحہ
کیجئے فلاں رئیس یا نامی شخص کے سُسرے ہیں آنحضرت کے مثل ابوبکر عمر بہت سے سسرے تھے
پندرہ سولہ تو میں بھی تبلا سکتا ہوں اُن میں کا فرد مسلم ہر طرح کے آدمی تھے پس اگر تمام سسروں کو
مادہ عزت سے کوئی حصہ دیا جائے تو قدر قلیل اُن کو بھی پہنچیگا یہ نہیں ہو سکتا کہ جملہ فضائل کا
انبار اسی سُسرے کی گردن پر رکھدیا جائے گا بلند گھرانے میں شادی ہونے سے داماد تو
البتہ فخر کر سکتا ہے جیسا کہ ازدواج بتول و صہر رسول حضرت امیرؑ کا خطاب ہے چنانچہ غایت
شرف و عزت سے کہا جاتا ہے ؏ کہ از خدا و مصطفےٰ شمشیر و دختر یافتہ اندریں صورت
میں بلند آواز سے یہ کہنے کا استحقاق رکھتا ہوں کہ ؏ کسی سُسرے کو کیا نسبت ہے داماد
پیغمبر سے۔ پس وکیل صاحب کا نرے سُسرے ہونے سے عمر صاحب کا شریف النسب
تبلانا میرے نزدیک صحیح نہیں ہو سکتا۔ بی بی حفصہ اُمّ المومنین کا آنحضرت کے نکاح میں
آنا عمر صاحب کے ماں باپ دادا۔ دادی کے لئے کسی طرح دفعت بخش نہیں ہو سکتا کیونکہ
یہ مسئلہ مسلمہ فریقین ہے کہ جب دو غیر صحیح النسب شخصوں کا عقد حسب شریعت واقع ہو جائیگا
تو اُن کی اولاد حلال و طیب سمجھی جائے گی چونکہ حسب قواعد مروجۂ عرب حفصہ کی والدہ

عمر صاحب کا تعلق بطور جائز تھا۔ لہذا میں بہت خوشی سے تسلیم کرتا ہوں کہ جناب معظمہ کو
بذات خود نفاست ولادت حاصل تھی اور وہ ایسی ہی تھیں جیسیکہ عموماً نکاحی عورتوں
کی اولاد ہوا کرتی ہے پدر بزرگوار کے نسب کا اینچ پینچ جوکہ عنقریب عدالت ظاہر ہوگا کوئی نقصان
پیدا نہیں کرسکتا نہ ہمارے نبی پر کوئی الزام وارد ہوسکتا ہے کہ اُنھوں نے ایسی عورت
سے کیوں نکاح کیا جوکہ مرکز اصلیت پر نہ تھی اس بزرگ بی بی سے اگر کچھ اولاد ہوتی تو وکیل
صاحب فرماسکتے تھے کہ ایسے گھرانے میں نبی صاحب نے کیوں رشتہ کیا جس سے نبی زادہ
کو نانا کے حالات نسب سے ندامت اُٹھانیکا موقع ملا یہ عام قاعدہ ہے کہ جن بچوں
کے اجداد میں کوئی خرابی ہوتی ہے اُس کا ذکر اکثر زبانوں پر اعتراضاً آجایا کرتا ہے
چونکہ خدا کو اپنے محبوب کی عزت کا ہر طرح بڑھانا مقصود تھا لہذا اُن کی ذریت کو ایسی پاک
و مقدس و محسن اسلام بی بی سے متعلق کیا جس کے شریف النسب و عالی خاندان ہونے
میں اسلام سے کسی کو بھی انکار نہیں وہ معظمہ جناب خدیجۃ الکبریٰ ہیں جن کی قوت مالی
سے اسلام کو حالت افلاس میں فائدہ پہنچا اُن کے بطن مبارک سے جناب سیدہ پیدا
ہوئیں جن کی اولاد کو آنحضرت نے اپنی اولاد قرار دیا یہ برکت آنحضرت کی تہنیت کی
ہے کہ باوصف قتل وغارت ہو جانے کے ہر ملک میں سادات گروہ درگروہ نظر آتے
ہیں دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جو مثل سادات زیر تلوار آئے ہو اور پھر اُس نے
ایسی ترقی پائی ہو۔ عائشہ و حفصہ کے رحم میں آنحضرت کے نطفہ نے کبھی استقرار ہی
نہیں پایا۔ اولاد ہونا تو بجائے خود اسقاط حمل بھی کبھی نہیں ہوا۔ حسب احتجاج وکیل
صاحب خلیفہ جی کو یہ عزو اختصاص نبی کے سسر بننے سے جو حاصل ہوا ہے اُس کا
اصلی مادہ ان کی بیٹی ام المومنین حفصہ ہے نہ وہ بیاہی جاتی نہ یہ سسر ہوتے
ملاحظہ فرمانا چاہئے کہ وہ اصلی چیز کیسی تھی جس سے بیکہ والے ممتاز خیال کئے گئے سوان
معظمہ کی حقیقت سورہ تحریم میں آیہ (و اذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا) سے معلوم

فرمالینی چاہیئے حقیقت حال یہ ہے کہ نبی صلعم نے جناب حفصہ سے اپنا ایک راز بیان فرماکر تاکید
شدید کی کہ کسیکو اسپر ظاہر نہ کرنا یہ پیٹ کی ہلکی تھیں چٹ دوڑ کر عائشہ سے کہدیا وہ ان
سے بھی کم ظرف تھیں بغرض ایذا رسانی ورنجدہی رسول فاش کربیٹھیں ۔خدا کو ہردو
محترمہ کے افشائے راز کرنے پر غصہ آیا ۔ بواسطۂ جبرئیل علیہ السلام حضرت کو اطلاع دی
کہ آپ کی ایک بی بی نے خیانت کرکے دوسرے پر کشف اسرار کیا وہ اُس سے زیادہ خائنہ ہی
آپ کی تکلیف دہی مدنظر کرکے اُس بار کا تحمل نکرسکے بالآخر طبیعت سے گرادیا خدا نے ہردو
ازواج کو بجرم اظہار اسرار نبی صلعم بڑی سخت سخت دھمکیاں دیں اور اُن کی اندرونی حالت کو
اس طرح بتلادیا کہ (فقد صغت قلوبکما) یعنی تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہوگئے ہیں اس
سے بالاتر یہ خوف دلایا کہ اگر میرا حبیب تمکو طلاق دے کر گھر سے نکالدے گا تو (خیرا منکن)
یعنی تم دونوں سے بہتر اُسکو ایسی بیبیاں عطا کروں گا جو کہ مسلمت و مومنت وغیرہا ہوں گی
اُن عورتوں میں جو کہ عائشہ و حفصہ کے بدلے میں اپنے نبی کو خدا نے دینا تجویز فرمایا ہے آٹھ
صفات حسب صراحت سورۂ تحریم قایم فرمائی ہیں جن میں اول درجہ پر اسلام و ایمان ہے
اس سے معلوم ہوا کہ یہ کامل مسلمان بھی نہ تھیں بلکہ مثل ازواج جناب نوح و لوط علیہ السلام
کافرہ محض تھیں اسی واسطہ آخر سورۂ موصوف میں خدا نے انھیں انبیاء کی بیبیوں کو ان
دونوں کے ساتھ مثال دیا ہے پس عمر صاحب بھی غیر مسلمہ بیٹی کے باپ بنکر ایسے ہی سُسرے
سمجھے جاسکتے ہیں جیسکہ اور چند کافر تھے افسوس ہے کہ وکیل صاحب نے ایسی بات پر مقدلا
کیا جسپر نہ کرنا چاہیے تھا مولوی ممتاز علی صاحب سنی المذہب نے میرٹھ میں خاص رنگ دیکھ کر
با ترجمہ قرآن چھاپے ہیں اپنے بیان کے ثبوت میں اُسکو پیش کرتا ہوں سورۂ تحریم
کا حاشیہ ملاحظہ فرمایا جائے ۔ اُس میں صاف لکھا ہے کہ جن ازواج نبی پر الزام افشائے
راز نبی قایم ہوا ہے وہ حفصہ اور عائشہ ہیں مجکو کمال افسوس ہے کہ بی بی حفصہ اپنے فعل
سے حضرت عائشہ کو بھی لے ڈوبیں نہ وہ ابتداءً یہ انکشاف راز کرتیں اور نہ عائشہ اُن

کی ہم ترانہ ہوکر دار و گیر خداوندی میں آتیں۔ ممکن تھا کہ عند الافشاء راز عائشہ جناب
حفصہ کو سمجھا دیتیں کہ گھر بسی مجھ سے کہا تو کہا اور کسی کے سامنے لب نہ ہلانا یہ نہ سمجھنا
کہ میاں کو خبر نہ ہوگی آئے دن جبرئیل تگا سا کھڑا رہتا ہے اگر اوپر ہی اوپر کچھ کہ گیا تو نظر
سے گر جائے گی بڑی بہو تھیں گھر میں ہر طرح کا اختیار تھا اگر یہ حفصہ کو ڈانٹتیں تو وہ دم
بخود ہو جاتیں مگر وہ ایسا کیوں کرتیں ہر دم ایذاء رسول پر قسم کھائے ہوئے تھیں خدا نے
فرما دیا کہ تم دونوں اتفاق کرکے کتنا ہی ستاؤ رنج پہنچاؤ میرے حبیب کا بال بیکا
نہیں ہو سکتا۔ میں اسکا نگہبان ہوں اور بعد ازاں صالح المومنین اور ملائکہ۔ اکثر مفسرین
مدعیان لکھتے ہیں کہ صالح المومنین مندرجہ سورۂ تحریم سے حضرت امیر مراد ہیں جس کے
خدا و جبرئیل و علی و دیگر ملائکہ حافظ ہوں اسکا یہ دو ناقص العقل کیا کر سکتی تھیں مجکو عدالت
کے سامنے اتنی بات ظاہر کردینی منظور تھی کہ جس بنیاد پر وکیل صاحب خلیفہ جیو کا عالی نسب
ہونا بیان فرماتے ہیں وہ خود ہی ایسی حالت میں ہے کہ پناہ بخدا ایسی اولاد سے آدمی
اوت نپوت بھلا جو خدا اور رسول کو غصہ میں لائے۔ مقدمہ ہذا میں امر نزاعی یہ ہے کہ فی
نفسہ خلیفہ دوم کا نسب کیسا تھا یعنی ماں باپ نانا دادا کی طرف سے کیسے ہیں جن سے ان
کا جلیل القدر ہونا ثابت ہوکر یہ بات طے ہو جائے کہ وہ بڑے خاندان میں بیاہے جانے
کی قابلیت رکھتے ہیں۔ پیروکار صاحب نے اسکا تو مطلق ذکر نہ کیا یہ بے دوڑے کہ
ان کی بیٹی نبی کو بیاہی تھی اسے تو میں کیا سارا زمانہ جانتا ہے کہ بامید منفعت آئندہ
دور اندیش دلگاوٹ پسند لوگوں نے ایسا کیا تھا چنانچہ بعض ظرفا کہہ گئے ہیں کہ دو ڈولے
دئے نبی کو خلافت کے باب میں۔ وکیل صاحب تو چونکہ خلیفہ کی حقیقت سے آگاہ ہیں
اسباب خاص میں چون و چرا نہ کریں گے۔ مگر مجھ پر فرض ہے کہ اپنے موکلوں کا دیا ہوا
محنتانہ حلال کرنے کی غرض سے خلیفہ صاحب کے عالی خاندان ہونے کا حال کتب مدعیان
سے کچھ مجملی طور پر بیان کردوں کیونکہ اس کے مفصل عرض کرنے میں مجکو سخت الجھن ہوتی

ہے اس لئے عمر صاحب کے اظہار نسب میں اعلیٰ درجہ کے محاسب کی ضرورت ہے تین پشت
تک کچھ ایسی پیچیدگیاں ہیں کہ مڈل پاس مشکل اُن کو صاف کرکے بتلا سکتا ہے کہ خلیفہ صاحب
کے ماں باپ ظاہری اُن کے کیا ہوئے اور وہ اپنی مادر و پدر کے مقابلہ میں کیا کہنے کی
قابلیت رکھتے ہیں میں نے چونکہ وکالت کا پاس حاصل کیا ہے نہ کہ پٹوارگری کا لہذا حسابی
قاعدہ سے متعذر ہو کر کتب مدعیان میں جو عمر کا نسب لکھا ہوا ہے عدالت کے روبرو پیش
کرتا ہوں خود ملاحظہ فرما کر نوعیت نسب قایم فرمایا جائے۔ کتاب معارف تاریخ ابن کثیر
شامی و مثالب کلبی و روض الالف دیکھ لی جائے سارا پتہ چل جائے گا۔ مدعی صاحبان چونکہ
خلیفہ صاحب کو اپنا پیشوائے دین جانتے ہیں بنا براں مجکو تہذیب اجازت نہیں دیتی کہ ان
کے نسب کے کچے سوت کو عام کچہری میں جولاہہ بنکر سلجھاؤں۔ لیکن بطور معما جسکو فقط عدالت
سمجھ لے کچھ اتہ پتہ دیتا ہوں۔ خالد بن ولید جسکو مدعی صاحبان مسلمانوں کا پہلوان
بلکہ اُس سے بڑھ کر سیف اللہ جانتے ہیں اور ہاں خوب یاد آیا جنہوں نے مالک بن نویرہ
مرد مسلمان کو بالزام ردت قتل کرکے بلا انتظار عدہ اُسی شب کو اُس کی زوجہ سے ہم بستری
کی تھی عمر صاحب کو ابن حنتمہ کہا کرتے تھے باپ کا نام چھوڑ کر کسی شخص کو ماں کے نام سے
پکارنا بین العوام والخواص مجہول النسب اور بے پتہ لوگوں کے لئے جاری ہے مثلاً دل البند
یا گل داؤدی یا شکورن یا ہمیشہ بہار کا بیٹا جب کسی کو کہا جائے گا تو فوراً سُننے والیکو
تمیز ہو جائے گی کہ یہ شخص غیر ٹکسال ہے پس خالد کا ایسے ذی عزت شخص کو جو کہ سلطنت
اسلام کا زبردست مالک تھا مسماۃ حنتمہ کے نام سے پکارنا اُن واقعات کا تائید کرانے
والا ہے جو کہ کتب مذکورہ بالا سے عدالت کو دکھائے گئے ہیں۔ سوائے ازایں ازالۃ
الخفاء مولفہ شاہ ولی اللہ کے صفحہ (۱۸۳) پر لکھا ہے کہ عمر ابن العاص وزیر معاویہ حضرت
عمر کو صحیح النسب نہ بتلاتے تھے بلکہ ایک نوع کی اُن کی طہارت ولادت میں قدح کیا کرتے
تھے یہ بات ظاہر ہے کہ اپنی جنس کے آدمی کو ہر شخص اچھی طرح جانا پہچانا کرتا ہے خیر تیسے

یہ عمر عاص بھی ابن کثیر تھے۔ سجاد حسین بارھوی نے رسالہ تحقیق جدید میں کتب اہل سنت سے
لکھا ہے کہ بعد ولادت عمر ابن العاص چار شخصوں نے دعوے کیا کہ یہ مولود ہمارا ہے جب قصہ
زیادہ بڑھا اور خریداران میں نوبت بہ تکرار پہنچی تو اُن کی والدہ محترمہ کے بیان پر تصفیہ
نزاع ٹھیرا۔ اُنھوں نے غایت انصاف سے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ ہر چہار مدعیان مولود
برسر حق ہیں میرا ہر وقت واحد سے دوستانہ تعلق رہا ہے میں قطعی طور پر نہیں بتلا سکتی کہ منجملہ
متنازعین کے یہ درحقیقت کس کا نطفہ ہے اہل نظر دیکھ لیویں کہ زیادہ تر اس کی صورت
کس سے ملتی ہے۔ جس سے مشابہ ہو وہی اپنا نطفہ تصور فرمائے نظر بازوں اور قیافہ
شناسوں نے عاص کے ساتھ ہمشکل قرار دے کر اسی کا بیٹا ہونا تجویز کیا پس ایسے خوش نسب
کا درباب نسب جناب عمر تشنیع کرنا انتہا کا قابل قدر ہے۔ تحقیقات انساب میں یہ نسبت
مردوں کے عورتوں کو زیادہ دخل ہوتا ہے اور عیب جوی گویا ان کا خاص حصہ ہے
لہٰذا عورات مکہ بھی حضرت دوم کو انہیں القاب سے یاد کرتے ہیں جیسا کہ مجہول الحال لوگوں
کے باب میں دستور ہے ازالۃ الخفا کے صفحہ (۱۵۸) پر لکھا ہے کہ مسماۃ خولہ حضرت عمر کا اوج
موج روز افزوں دیکھ کر تعجب سے کہا کرتی تھیں کہ صدقے تیری شان کے ابن حنتمہ عمرا
سے عمر بنا۔ عمر سے امیر المومنین بنا۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا ہر شخص گو کہ کیسا ہی کیوں
نہو اپنی دو تین پشت تک کا پتہ اوپر تک چلا سکتا ہے۔ لیکن حضرت دوم کچھ ایسے بھولے
بھالے اور سادہ طبیعت تھے کہ عند الاستفسار اہل مکہ کچھ اوپر تک اپنا نسب نامہ نہ سنا کے
ازالۃ الخفا کا صفحہ (۲۱۵) بتائید کلام خود پیش کرتا ہوں قطع نظر ان سب باتوں کے
ایک اور بات ایسی ہے جس سے مجکو کیا ہر سننے والے کو بڑا قوی شبہہ خلیفہ کی بدنسبی پر پیدا
ہو سکتا ہے اور اُن سب واقعات کی بخوبی تائید ہو سکتی ہے جنکو بعد ملاحظہ کتب عدالت معلوم
کر چکی ہے وہ بات یہ ہے کہ کنز العمال کے باب الحدود میں صفحہ (۲۳۹) پر لکھا ہے۔ کہ
ابو ہریرہ نے حدیث بیان کی کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ ولد الحرام شر الثلاثہ ہوتا ہے

یعنی زانی و زانیہ سے یہ تیسرا نتیجہ زنا بدتر ہوتا ہے۔ شیخ عبداللہ عمر صاحب کے بیٹے یہ سُنکر گھبرا گئے۔ چیں بہ جبیں ہو کر فرمانے لگے کہ یہ حدیث غلط ہے بلکہ حرامی خیر الثلاثہ ہوتا ہی یعنی دونوں حرام کاروں پدر و مادر سے خوشتر ہیں ہنیں سمجھ سکتا کہ بہ مخالفت ابوہریرۃ بتکذیب حدیث نبوی کرکے عبداللہ ابن عمر کیوں ایسے شخص کی حمایت پر کمر بستہ ہو گئے جس کی بُرائی پر تمام عالم کو اتفاق ہے۔ ضرور ہے کہ غیر حلالی کے اچھا سمجھنے میں اُن کے واسطے کوئی نہ کوئی عمدہ پہلو نکلتا ہوگا ورنہ ایسی بات پر جس کی بُرائی مسلمات تمام عالم سے ہے کبھی اصرار نہ فرماتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اشخاص کی جنکو تمام زمانہ بُرا جانتا ہے اچھا سمجھنے میں مدعیان کا کوئی خاص فائدہ ہے۔ امام راغب الاصفہانی کتاب محاضرات میں لکھتے ہیں کہ حلالی سے حرامی نجیب تر ہوتا ہے اور نیز اُس کے قوائے بدن چاق و درست و مضبوط ہوتے ہیں بایں وجہ کہ جب آدمی منکوحہ عورت سے گرم مباشرت ہوتا ہے تو بوجہ مشق روزانہ چونکہ طبیعت سیر ہوتی ہے نعوظ پورا نہیں ہوتا کچھ اپنی خواہش کچھ گھر والی کی خاطر داری سے ویسے ہی گھُسر پُسر کر لیا جاتا ہے اسی وجہ سے بچہ بج بجا اور کمزور ہوتا ہے اور جو اولاد بروئے زنا ہوتی ہے۔ سبحان اللہ اُسکا کیا کہنا بوقت مجامعت جانبین کا اشتیاق زوروں پر ہوتا ہے۔ ہزار داؤ دھوکے سے گھڑی دو گھڑی ملنے کی نوبت پہنچی ہے۔ عالم جوش میں شدت انتشار سے و نعوظ سے رگیں پھٹ پڑتی ہیں فرط شوق میں نہایت جست و خیز کرکے نطفہ داخل رحم ہوتا ہے اُس کے ساتھ جوہر بدن متحرک ہو کر مل ملا جاتا ہے جس سے بچہ قوی اور عقیل و نجیب حاصل ہوتا ہے عبارت متعلق یہ مضمون بالا یہ ہی قال قد اشتہ اولاد الزناء انجب لان الرجل یزنی لشہوۃ و نشاط فیخرج الولد کاملا و مایکون علی الحلال ممن تقنع الرجل الی المراۃ علامہ قطب الدین شیرازی نے تو عقل و دانش کو حرامی کی ذات سے مخصوص کر دیا ہے چنانچہ کتاب احقاق الحق میں بحوالہ منزہتہ القلوب لکھا ہے کہ معاویہ و عمر ابن العاص کو جو حدت ذہن و زنانت عقل

وذکا وطبیعت ۔ مادۂ متانت وفطانت حاصل تھا اُس کی وجہ یہ ہی ہے کہ وہ دونوں بزرگوار
ثرے وہ ہی تھے عبارت یہ ہے قال قد ﴿امتہا اولاد الزناء فقد انجب لان الرجل
یزنی بشہوۃ انشاط فیخرج الولد کاملا وما یکون من الجلال فمن تقنع الرجل
الی المرأۃ ولھذا کان عمر ابن العاص ومعاویہ من دھاۃ الناس ثم ساق
الکلام فی بیان نسبہما علی وجہ ذکر فی کتاب ربیع الابرار ثم زاد علی ذالک و
قال منہم زیاد بن ابیہ بقول الشاعر ؎ شعر

الا ابلغ معویۃ بن حرب مغللۃ من الرجل الیمانی ۱ تغضب ان یقال ابوک عفیف
وترضی ان یکون ابوک زان ۔ ان معاملات سے ظاہر ہوتا ہے کہ علمائے مدعیان کو ایسے
لوگوں کے ساتھ کوئی ایسی خصوصیت ہے کہ جس سے بدلایل فلسفی اُن کے فضائل چھانٹنے کے لئے
آمادہ ہوگئے تاکہ ولد غیر طیب کو عام نگاہوں میں وقعت ہوجائے اور روسی فوج کی طرح سب موٹے
تازے چست وقوی بنجائیں کوئی اُسکو بہ قاعدہ تثلیث خیر الثلاثہ کہتا ہے کوئی صاحب
حلالی سے افضل بلکہ انجب تر فرماتے ہیں ایک حضرت عقل ودانش اسی کی ذات سے چسپاں
سمجھتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی بڑے الٹ پھیر والے خوش نسب کی اس ترکیب سے عیب
پوشی منظور ہے ۔ عمر ابن العاص ومعاویہ کو جو دھاۃ الناس یعنی عاقل وفرزانہ محض بوجہ
متذکرہ بالا بیان کیا گیا ہے اُس کی کوئی خاص علم معلوم نہیں ہوتی کہ دونوں غیر معمولی
مولودنے ایسا کیا کارنمایاں کیا تھا جس سے امتحان عقل ودانش میں تعریف کے ساتھ پاس
حاصل کیا سوچتے سوچتے واضح ہوا کہ ہردو صاحبنے (وزیرے چنیں شہر یارے چناں) بنکر
خاندان رسول سے آئی ہوئی حکومت کو نکالا علانیہ ممبر ونپر حضرت امیرؑ کو بُرا کہا اور کہلوایا
امام حسن کو زہر دغا پلوایا اُن کے مرنے کی خبر سنکر خوشی کی تکبیریں کہیں اسواسطے عقلمند کہے گئے
ہرچند کہ خلیفہ دوم بھی جن کی نسبت یہ بحث پیش ہے عند السنیہ باوصف طول قامت اعلیٰ
درجہ کے لوگوں میں داخل ہیں مگر عمر ابن العاص سے گھٹے ہوئے تھے اس کی چند وجوہ

معلوم ہوتی ہیں اوّل یہ کہ عمر ابن العاص اشخاص کثیر التعداد کا نطفہ تھا اور جناب دوم گو
کہ کیسے ہی کیوں نہوں مگر شخص واحد کے ثابت ہوئے ہیں ابن کثیر و ابن قلیل میں ضرور
کچھ فرق ہونا چاہئیے۔ دوم عمر ابن العاص بقول صاحب تحفہ مندرجہ باب دہم استاد
ابوبکر و عمر تھا۔ شاگرد و استاد میں کچھ امتیاز ہونا ضروری ہے سوم عمر نے جناب امیرؑ کو
اُن کے حق خداداد پر قبضہ نہ دیا بلکہ اپنی مدبرانہ رائے سے پہلے ایک ورق سادہ یعنی خلیفہ
اول کو حاکم بنایا اور خود وزیر بنکر جو ظلم چاہا اہلبیت پر کیا بالآخر بروئے استخلاف
بادشاہ بن گئے عمر عاص نے بڑھی ہوئی کارروائی کی کہ قبضہ پائی ہوئی حکومت کو
بزور تدابیر و جدال و قتال حضرت علی کے ہاتھ سے نکال لیا پس کسی شخص کو اُس کی
چیز پر قبضہ نہ دینا اتنا قابل تعریف نہیں ہوتا جتنا کہ جمی ہوئی سلطنت سے قبضہ اُٹھا دینا
داخل عقلمندی سمجھا جاتا ہے معلوم ہوا کہ ان کارگذاریوں سے عقل و تمیز کا نمبر ان دو پر
ڈالا گیا شیعہ اولاد زنا کی ہمیشہ مذمت کرتے رہے ہیں اور سنی صاحبان اُس کے خلاف
اثبات کے کوشاں رہتے ہیں کہ کسی ترکیب سے اس بے اصل گروہ کا بول بالا اور مرتبہ بلند
رہے۔ چونکہ شیعہ کو فاطینۃً ان لوگوں سے تنفر ہے اور سنیونکو تانس لہذا مخالفت شیعہ
مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی نے منتہی الکلام کے صفحہ (۷۵۵) پر صاف لکھدیا بحمد اللہ
کہ متقدین اہل حق از تخریج روایات مذمت اولاد الزنا مبرا اند) یعنی سنیونکی مذہب میں
درباب مذمت اولاد زنا کوئی روایت نہیں ہے اسکا جواب جناب مولوی حامد حسین صاحب
قبلہ نے استقصاء الافحام کے صفحہ ۸۳۷ سے تا صفحہ ۸۴۷ جو دیا ہے وہ شامل نقل کرتا
ہوں پس نتیجہ یہ نکلا کہ شیعہ اس آوارہ گروہ کے مخالف ہیں اور سنی حامی و مددگار علمائے
مدعیان سنت نے ہمارا مذاق اوڑایا ہے کہ ہرگاہ ولد الحرام اپنے قصد و ارادہ سے نہیں پیدا ہوا
بلکہ ماں باپ کی بدکاری و سوء عملی سے روئے ظہور لایا اسصورت میں اُسکا کیا قصور ہے جو وہ
ہمیں لوما در و پدر نہ کہ فرزند خوش سیر یہ کلمہ بظاہر ایسا دل لگتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اکثر

آدمی چکّر میں آجاتے ہیں۔ حقیقت معاملہ پر مطلع نہیں ہوتے لہذا میں اُس کی حقیقت
بیان کرتا ہوں شیعہ مدعا علیہم یہ نہیں کہتے کہ امر پیدائش میں مولود کا کوئی قصور ہے
بلکہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ سزاء زناکاری تو فاعل و مفعول ہی پائیں گے مگر یہ تیسر الثلاثہ
جسکو ابن عمر خیر الثلاثہ بتلاتے تھے بوجہ بدطینتی و ناپاک سرشتی ایسا مجمع قبائح و جمیع
مفاسد ہوگا کہ سوائے دیگر بُرائیوں اور بد اخلاقیوں کی عداوت اہلبیت بلا شراکت غیرے
اس کا مخصوص حصّہ ہوگا چنانچہ شعراء اسلام نے اسطرح اسکا تصفیہ کیا ہے کہ ~~محبت شہ~~
مرداں مجو ز بے پدری ٭ کہ دست خبر گرفت ست پائے مادر او۔ یا یہ کہ ~~نیاشد~~
جز از بے پدر دشمنش ٭ کہ یزداں بآتش بسوزد تنش ٭ یا یہ کہ ~~حلال زادہ شناسد~~
علی و آلش را ٭ چرا کہ نور دو دیدہ حلال زادہ علی ست چونکہ ہم شیعہ لوگوں کو اہلبیت
نبوی سے خصوصیت ہے اور سنیوں کو عداوت لہذا ہم اُن کے دشمنان قدیم کو جو کہ ولد
صحیح نہ تھے بُرا جانتے ہیں اور اہل سنّت اُن لوگوں سے محبت و موالات رکھ کر اپنا پیشوائے
دین سمجھتے ہیں حسب مضمون اشعار بالا ہمارا یہ مقولہ ہے کہ عدوئے اہلبیت کبھی حلالی نہیں ہوتا
علمائے مدعیان کہتے ہیں کہ یہ بات کوئی ضروری نہیں حلالی بھی دشمن اہلبیت ہو سکتا
ہے مدعی صاحبان چونکہ اپنے بزرگوار انکی شرافت ذاتی سے خوب واقف ہیں لہذا اُن کو
یہ تردد ہوا کہ عداوت اہلبیت ایسی چیز نہیں جو چھپائے سے چھپ سکے ضرور ہے کہ کبھی نہ کبھی
سے اُسکا راز کھل جائے گا لیکن اگر یہ دریردہ کارروائی بھی دشمنان آل طیب کے لئے
ایک کسوٹی قرار دی گئی تو عامۃ الناس کی بنظر ان عناد پر ایک اور چھٹنگی چڑھ جائے گی اور
اقتدار خلفا انظر خلایق میں کچھ نہ رہے گا۔ لہذا اُنھوں نے بخیال حفاظت خلفاء اولاد
زنا کی فضیلت میں گرم زبانی شروع کر دی اور قطعی منکر ہوگئے کہ ہمارے مذہب میں
اولاد زنا کی کوئی مذمت نہیں ہے۔

سوال عدالت از وکیل مدعا علیہم

ہرگاہ تمہارے نزدیک عدوے اہلبیت سوائے غیر معمولی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا
لہذا انبلائے کہ وہ لوگ جو کہ قطعی طور پر مجہول النسب ہیں اور محبت اہلبیت اُن کی طبایع
میں بہ مثل ولدالحلال لوگوں کے راسخ و مستقر ہے زیارت کربلا و حج بیت اللہ سے بھی
فیضیاب ہوئے ہیں نماز و روزہ و جمیع احکام شرعیہ کی پابندی کی ہے اور اشہد ان
لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ و علی ولی اللہ کے لفظ پر اُن کا خاتمہ ہوا ہے اُن
کا کیا حال ہوگا اور وہ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں

جواب نثار پنجتن وکیل شیعہ

بہت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ عداوت اہلبیت کے لئے حرام زادگی ایسی ضروری ہے
کہ جیسے سو روپیہ سے زیادہ کی دستاویز کو تصدیق رجسٹری مگر یہ ضرور نہیں ہے کہ ہر ولد ناجائز
خواہ مخواہ دشمن اہلبیت ہی ہو بلکہ ضرور یہ ہے کہ آل رسول کا دشمن طہارت نطفہ کے شرف سے
بے نصیب ہوگا جس کسی کو ہم دشمن اہلبیت دیکھیں گے اُسکو یقینی طور پر غیر صحیح سمجھیں گے کیونکہ
ولدالحلال سے اون کی دشمنی ایسی ہے ناممکن و محال ہے کہ جیسے سو روپیہ کے سادے
قبالہ سے ڈگری اس سے اور صاف و روشن مثال پیش کرتا ہوں جس سے عدالت بخوبی
سمجھ جائے گی۔

مثال گورنمنٹ کی نوکری سوائے کسی خاص وجہ کے نہیں مل سکتی مگر سند یافتہ مدارس کو
لیکن ہر تعلیم پایا ہوا شخص اگر چاہے کہ بوجہ سند ضروری طور پر ملازم ہو جائے یہ نہیں ہو سکتا
بایں عنوان نوکری کے لئے مدرسہ کا پاس لازمی ہے نہ کہ سارٹیفکٹ کے لئے ملازمت۔ ایسے
ہی بغض اہلبیت کے لئے نقص نطفہ ضروری ہے نطفہ ناتحقیق کے واسطے بغض لازمی نہیں
جو کہ لوگ کہ باوصف مجہول النسب ہونے کے دوستدار اہلبیت ہیں وہ اُن کے ساتھ ضرور ہونگے
اور دیگر اشخاص عبداللہ ابن عمر کا دامن رحمت سنبھالے ہوئے ہونگے جو کہ خیر الثلاثہ کے

معتقد تھے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ایسے آدمی عمل نیک و محبت اہلبیت کے ثمرہ سے محروم رہیں ورنہ جبر خدا لازم آجائے گا جو کہ مذہب شیعہ میں قطعاً حرام ہے۔ خدا کا ملک وسیع ہے ایک نہیں بلکہ آٹھ بہشت ہیں ممکن ہے کہ منجملہ متعدد بہشتوں کے ارم شداد میں جگہ دیوے جس کو قرآن میں (لم یخلق مثلها فی البلاد) کہا گیا ہے۔ میں نے اسوقت تک حضرت عمر کے باب میں جسقدر گفتگو کی ہے وہ سب دبے ہوئے لفظوں میں کیونکہ مدعی صاحبان کا قاعدہ ہے کہ جواب نہیں دیتے عدالت میں کھڑے ہو کر سر کھجانے لگتے ہیں صدہا مقدمات برپا کر کے تکلیف دہ عدالت ہو چکے ہیں کبھی کناٹ پر استغاثہ ہوا گاہے برق لامع کے شاکی ہوئے۔ ڈپٹی امجد علی خاں صاحب بہادر متوطن امروہہ نے ناصر الایمان لکھ کر عبارت عربیہ کا اردو میں ترجمہ فرمایا تھا۔ ہزاروں جولاہے لٹھ لیکر چڑھ گئے لہذا میں خود کچھ نہیں کہتا جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کا ارشاد ہدایت بنیاد در باب نسب حضرت عمر پیش کرتا ہوں اُس کے معائنہ سے واضح ہو جائے گا کہ آپ کا نسب درحقیقت کیسا تھا اگر وکیل صاحب یا اُن کے موکل میرے ثبوت سے ناراض ہوں تو غصہ کا جوش نبی پر نکالیں مجکو معاف فرمائیں ابن حجر مکی بہ صواعق محرقہ و سیوطی بہ تاریخ الخلفا و شیخ جلال الدین محدث بہ روضۃ الاحباب و بیہقی بہ دلائل النبوۃ لکھتے ہیں کہ ایک روز عمر بہ ارادۂ قتل خیر البشر تلوار حمایت کر کے نبی کے گھر پر تشریف لائے دروازہ پر حضرت امیر و جناب حمزہ و طلحہ بیٹھے ہوئے تھے خلیفہ دوم کو بایں شان دیکھ کر گرم کلام ہوئے ہر دو فریق کی بلند کلامی سنکر حضرت باہر آئے اور عمر کی قمیص پکڑ کر فرمایا کہ تو اپنی حرکات ناذیبا سے باز نہیں آتا۔ اگر تیری یہی شورش رہی تو میں خدا سے دعا کر دوں گا کہ جن لفظوں میں ولید ابن مغیرہ کو اُسنے رسوا فرمایا ہے اُنھیں الفاظ میں تمکو بھی بہ نگاہ عامۃ الناس خوار و ذلیل کرے گا ہر سہ کتب کی عبارت نقل کرتا ہوں تاکہ وکیل مدعیان پر حجت ہو کر اطمینان بخش عدالت ہو جائے

عبارت صواعق محرقہ

ینزل اللہ بک عن الخزی والنکال ما انزل بالولید ابن المغیرہ) ترجمہ
آنحضرت نے بمخاطبہ عمر فرمایا کہ خدا تجھپہ بردہ خواری ورسوائی نازل کرے گا جو ولید بن
مغیرہ پر وارد ہوئی ہے۔

عبارت تاریخ الخلفا سیوطی ان النبی مخاطبا لعمر اما انت بہ منتہ یا عمر حتی
ینزل الیہ بک من الخزی والنکال ما انزل بالولید بن المغیرہ ترجمہ حسب بالا

عبارت روضۃ الاحباب عمر در خانہ حمزہ را بکوفت وے بیروں آمد دید کہ عمر شمشیر
بر دوش نہادہ۔ گفت اے عمر طمع داری کہ بر محمد دست یابی و حالانکہ ما جماعتے ایم از فرزندان
عبد المطلب این معنی کہ ہم میسر سد کہ تو ارادہ آں داری چوں رسول خدا نام عمر شنید بیروں آمد
و گفت اے عمر مسلمان شو والا حق تعالیٰ بر تو بہ فرستد آنچہ بہ فرستادہ خدا ولید بن مغیرہ
را عمر چوں از حضرت این سخن شنید از ہیبت بند در بندش بلرزید و شمشیر از دست وے
بہ افتاد و سر در پیش افگند و گفت اشہد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ
میں حضرت عمر کی رائے اور مصلحت وقت پر عامل ہونے کی بڑی تعریف کرتا ہوں کہ انھوں
نے اپنے ذاتی حالات پر نظر کرکے فوراً بخوف رسوائی کلمہ پڑھ لیا ورنہ مثل ولید پلید
کوئی آیت اُن کی شان میں بھی نازل ہوکر ہمیشہ تراویح میں پڑھی جاتی بہ خیال توضیح
مطلب وہ آیت بھی پیش کئے دیتا ہوں جو کہ بحق ولید نازل ہوئی ہے اور جس سے
آنحضرت نے عمر کو خوف دلایا تھا۔

سورہ نون والقلم

ولا تطع کل حلاف مہین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک
زنیم ان کان ذا مال وبنین اذا تتلی علیہ ایاتنا قال اساطیر الاولین
سنسمہ علی الخرطوم (ترجمہ) اے محمد نہ کہا مان ہر ایک قسم کھانے والے ذلیل و عیب کنندہ

دخیل خور و مانع امر خیر و بیرون روندۂ حدود الٰہی و بہ خود سخت کلام و نطفہ حرام کا
تفسیر کبیر جلد ہشتم مطبوعۂ قسطنطنیہ صفحہ (۲٦۵) و ۲٦٦ و تفسیر مدارک و تفسیر حسینی کے ملاحظہ
سے عدالت پر واضح ہو جائے گا کہ آیت بالا ولید کے باب میں نازل ہوئی ہے
.... آیۂ موصوف الصدر میں
ولید کی دس عیبوں کا اظہار کیا گیا ہے از انجملہ سب سے آخر حرامزادگی کو خدا نے
ظاہر فرمایا ہے رسول مقبول نے جو حضرت عمر کو مماثل و مشاکل ولید قرار دیا اس سے
ہمکو پورا یقین کرنے کی گنجایش ملتی ہے کہ قبل از اسلام جناب دوم اُن تمام صفات کے
حامل تھے جن سے ولید بحکم آیۂ موصوف تھا اگر وہ ہم رتبۂ ولید نہوتے تو مخبر صادق
کبھی ایسی سخت دھمکی نہ دیتے اور قتم کا خوف دلاتے۔ دبادُڑاتے مگر ولید کا ہم راز
نہ بتلاتے۔ اگر جناب دوم ایمان ظاہری نہ لاتے تو ضرور ہے کہ رسول پاک خدا سے
التجا فرماتے اور بر بنائے دعا رسولِ خدا کی جانب سے بواسطۂ جبرئیل علیہ السّلام اُن کے لئے
بھی وہی دس پارچہ کا خلعت آتا جو کہ اُن کے پیر بھائی ولید کو آیا تھا مگر اُن
کا کلمہ پڑھ لینا عدم نزول رسوائی کا سبب ہو گیا اسموقع پر مجکو اور نیز ہر اہل عقل کو یہ خیال
پیدا ہو سکتا ہے کہ منجملہ نو صفات مندرجہ آیۂ نون والقلم کے کس فضیحت سے حضرت عمر
بچے اور کس سے محفوظ نہ رہ سکے آیۂ موصوفہ بالا میں نو باتوں مثل جیل خور و مانع امر
خیر وغیرہ کا تعلق عادات و اخلاق انسانی سے ہے اور دسویں بات متعلق بہ نجاست
ولادت ہے۔ نو باتیں ایسی ہیں کہ جنکو آدمی ترک کر سکتا ہے اور دسویں کا دور کرنا
اُس کے یا ہر کسی کے اختیار سے باہر ہے۔ ہر گاہ رسول پاک عمر صاحب کو ثانی ولید کا
فرما چکے تو لازم آیا کہ ہم بروئے عقل یہ یقین کر لیویں کہ وہ دسویں صفت ولید میں غالب
حصہ دار تھے۔ اگر ایسا یقین نکریں گے تو مخبر صادق کی لغو گوئی قرار پائے گی کیونکہ
اگر حضرت عمر ویسے نہوتے تو نبی کبھی بھی اُن کو نظیر ولید نہ بتلاتے یہ امر

بھی قابل خیال ہے کہ ولید کی جو زیادہ تر رسوائی منظور جناب باری ہوئی اُن میں غالب وجہ حرام زادگی ہے۔ ورنہ صرف چغل خوری و مانع امر خیر ہونا وغیرہ وغیرہ اس قسم کی صفات میں داخل نہ تھا جس سے ولید کی تفضیح بہ نظر عامۃ الناس ثابت ہوتی۔ اگر حضرت عمر صرف نو صفات میں شریک ولید ہوتے اور دسویں صفت میں کوئی حصہ اُن کا ہوتا تو نبی کبھی اُنکو خوف نہ دلاتے اور نہ عمر صاحب بہ فور سماعت ارشاد رسول چغل خوری وغیرہ کو باعث فضیحت خیال کر کے اسلام قبول فرماتے چونکہ ہر شخص اپنی نسبی حالت سے پوری واقفیت رکھتا ہے۔ لہذا حضرت عمر ڈر گئے کہ اگر مسلمان نہیں ہوتا تو داخل دفتر شدہ مثل برآمد ہو کر عوام الناس کی واقفیت کا سبب ہو جائے گی لہذا اُنھوں نے دائرہ اسلام میں قدم رکھ کر پچھلی نازیبا حالت نسبی پہ پردہ ڈالدیا سید سجاد حسین بارھوی نے رسالہ تحقیق جدید میں اس واقعہ کو بہ طرز دل پسند بیان کیا ہے سید موصوف الصدر نے یہ بھی دکھلایا ہے کہ مسلمان ہونے کے بعد بھی حضرت عمر کی ذات خجستہ سے وہ خصائل ظاہری جنکا حامل ولید تھا یعنی بدمزاجی و چغل خوری وغیرہ ہا دفع نہوئی تھیں۔ چنانچہ ایک شخص نور الدین ساکن پٹیالہ اسی بحث کو دیکھ کر شیعہ ہوا ہے رسالہ تحقیق جدید ثبوت میں پیش کرتا ہوں نتیجہ کلام یہ برآمد ہوتا ہے کہ اگر فی الواقع جناب عمر دسویں صفت مندرجہ آیت سے موصوف نہ تھے تو رسول پاک نے انکو جو کہ دیگر مسلما ن کیا اور جو عیب کہ اُن میں نہ تھا اُسکو زبردستی اُن کی ذات میں داخل بتلایا ہے سو دو نقص نبیؐ پر الزام وارد ہوتا ہے ایک نبی اور دوسرے اُن کے ذی عزت خلیفہ پر نبی پر الزام دھوکہ دہی اور لغو گوئی کا ہے اور خلیفہ پر بدنسبی کا دیدہ باید وکیل مدعیان ہر دو بزرگوار سے کس کے بچانے میں کوشش فرماتے ہیں اگر ہزار سال وکیل صاحب محنت کریں گے حضرت عمر کو بدنسبی کے پھندے سے نہ نکال سکیں گے مشکل یہ واقع ہو گئی ہے اگر حضرت عمر کو خوش نسب بتلاتے ہیں۔ نبیؐ کی

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

تکذیب لازم آتی ہے نبی کو عبث کو کہتے ہیں ظاہری اسلام جاتا ہے۔ چونکہ رسول پاک نے حضرت عمر کو باعتبار ولادت مثیل ولید قرار دیا ہے لہذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ بہ طرفداری آنحضرت ایسا ثبوت دکھلائے جس سے باعتبار واقعہ تصدیق ارشاد نبی ہو جائے لہذا میں کتاب لسان الواعظین کے ایک مقام کا جسکا تعلق جناب عمر کے نسب سے ہے صحیح صحیح اردو میں مطلب بیان کرتا ہوں اس کے معائنہ سے عدالت پر واضح ہو جائے گا کہ ہمارے نبی کا بیان کس درجہ پر سچائی کا پہلو لئے ہوئے ہے اور عمر صاحب کو ولید کا ہم نسب بیان کرنے میں وہ کس حد تک صحیح القول ہیں۔

مضمون لسان الواعظین

منقول ہے کہ حضرت عبد المطلب کی ایک حبشیہ کنیز تھی جسکا نام نامی بی صحاکہ تھا۔ مگر طبیعت میں چلبلاہٹ وحرارت زیادہ تھی بدیں وجہ مرتکب بے احتیاطی ہو جاتی تھیں۔ چونکہ ایسے آدمی کی نگہبانی بہ مشکل ہوتی ہے لہذا ان کو بہ نظر حفاظت ایک چرمی پائجامہ پہنا کر مزید برآں ایک قفل لگایا گیا تھا۔ تاکہ گاہ وبیگاہ نہ کھل سکے اس حیثیت سے وہ بدکار جنگل میں اونٹ چرایا کرتی تھی ایک روز نفیل عمر کی دادا اسے ملاقی ہوئی یہ حضرت بھی ارباب شوق سے تھے زن حبشی کی زلف پیچدار نے مانند مار پر پیچ طبیعت کو تڑپا دیا عالم شوق میں دست وبغل ہوئے مگر بند ازار مانع کار ہوا درخت میں لٹکا کر آہستہ آہستہ پائجامہ کھینچا جب موقع پر پہنچ گیا منہ کالا کیا بعد انقضائے مدت معہود حضرت عمر کے پدر بزرگوار جناب خطاب پیدا ہوئے اثر نطفہ کہاں جاتا ہے یہ بچہ مانع ہوتے ہی اچھل کود کرنے لگا اس زمانہ میں بی صحاکہ کبیر السن ہو چلی تھیں مگر پچھلا شوق جوانی گاہ گاہ مجبور کرتا تھا۔ اکثر نوخیز لڑکوں سے طبیعت خوش کر لیا کرتی تھیں۔ خطاب کو اپنی گود کا پالا سمجھ کر دام فریب میں لائیں اور بالآخر اپنے جنگلی بیٹے سے آتش شوق پر آب نجس کا چھینٹا ڈلوایا اُن سے بی بی حنتمہ نے (والدہ عمر)

سر وجود نکالا چونکہ بقول مشہور ماں پر دہی پتا پر گھوڑا۔ لڑکی میں ماں کے اخلاق و
عادات کا زیادہ اثر ہوتا ہے لہذا یہ ہوا کہ بلوغ کھاتے ہی مثل مادر گرامی ایک
آفت روزگار و غارتگر عقل و ہوش ہوئیں ایک روز دونوں بھائی بہن یعنی خطاب
و حنتمہ تنہا بیٹھے ہوئے خوش فعلیاں کر رہے تھے خطاب کا دل نہ رہ سکا جوش طبیعت
سے عالم شوق میں ایک سے دو ہوا اب یہ ثانی لاثانی یعنی خیر الثلاثہ پیدا ہوئے تم
بسا مشکل ہے کہ راس الٹے پلٹے رشتہ و تناسب کا کوئی محاسب باآسانی حساب کر سکے
لہذا بہ نظر تسہیل ابن حجاج بغدادی کا اُسے لسان الواعظین سے جس کا ترجمہ اوپر
دیا ہے ایک شعر پیش کرتا ہوں جس میں پورا حساب اس سود بالائے سود کا لگا ہوا ہے
شعر ابن حجاج بغدادی۔

من جدہ خالہ ووالدہ   وامہ اختہ و عمتہ

حسب مخوائے شعر مذکور خطاب عمر کا جد فاسد یعنی نانا ماموں اور باپ ہوا اور حنتمہ
محترمہ ماں بہن اور پھوپھی اماں ہوئیں ہرگاہ بالاتفاق امت دشمن اہلبیت ولد ناجائز
ہوتا ہے لہذا جناب عمر چونکہ سرکردہ منغضین و راس و رئیس معاندین خاندان نبوت
ہیں لہذا چند گردشیں کھا کر روئے ظہور لائے دیگر دشمنان اہلبیت بھی گو کہ بہ مفاد ع
نباشد جز از بے پدر دشمنش ولد صحیح نہیں مانے جا سکتے مگر بہ مثل جناب عمر اُن کے انساب
میں الٹ پھیر نہیں دیکھا گیا معمولی قسم کے غیر طیب لوگوں میں اُن کا شمار ہوا ہے حضرت
عمر اور دیگر دشمنان اہلبیت میں فرق صرف اتنا ہے کہ حضرت دوم چونکہ معمار مکرہ عداوات
و موسس بنیاد ظلم و شقاوت ہیں بنا بر ایں رنگین برنگ مختلف ہو کر بڑی اینٹھ مروڑ
کے شخص معلوم ہیں اور دیگر حضرات چونکہ معمار اول کے بنائے ہوئے مکانوں میں
استراحت فرما ہوئے ہیں لہذا اُن پر فقط ایک ہی ڈوب چڑھا ہے۔
بعد بیان کرنے ان تمام واقعات کے بہت ادب کے ساتھ عدالت کے سامنے عرض

کرتا ہوں کہ جو شخص شل باندی بچوں کے ماں کے نام سے پکارا جاتا ہو اور جس کا بیٹا
عبداللہ ابن عمر برد حدیث ابوہریرہ آوارہ گروہ کا مددگار بنکر خیر الثلاثہ بتلاتا ہو اور کتب
فریقین میں جس کا حال ایسے مکروہ طریقہ سے لکھا ہو۔ جسکا استاد عمرابن العاص یا وصیف
ابن الکثیر ہونے کے نسب میں قدح کرتا ہو جسکو رسول مقبول نے باعتبار مجموعہ صفات
ذمیمہ شبیہہ ولید بتلایا ہو ایسے شخص سے جناب امیر اپنی صغیر سن لڑکی کا عقد کیونکر کر سکتے
تھے

رائے عدالت

اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ عدوئے خاندان رسالت بدنسب ہے کیونکہ سنی و
شیعہ نے اسبات کو مان لیا ہے کہ جو شخص آل رسول پر افتتاح باب ظلم کرے گا یا انکے ایسے
اسباب فراہم کرنے میں کوشاں ہوگا جسکا نتیجہ بحق اہلبیت مضرت رساں ہو وہ بے شبہہ طہارت
ولادت سے بے نصیب ہے شروع مقدمہ سے جسقدر دستاویزی شہادتیں وکیل مدعا علیہم
نے ہمارے سامنے پیش کیں اُن کا ضرور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سیدۂ جناب عمر میں انتہا درجہ
کا اختلاف تھا اور سیدہ کو بڑا صدمہ عمر صاحب کے ہاتھ سے پہنچا تھا پس عمر کا عدوئے دین
رسالت ہوکر اس خلعت سے مزین ہونا جو کہ دشمنان آل طیب کے لئے خیاط ازل نے
کتر بیونت کرکے آراستہ کیا ہے ہمارے لئے یہ باور کرنے کا پورا ذریعہ تھا کہ دعوے
عقد سراسر باطل ہے۔ مگر کتب مدعیان مدخلہ وکیل مدعا علیہم کے معائنہ سے جن میں عمر کا
بے خوف تفضیح ایمان لانا لکھا ہے صاف ظاہر ہوگیا کہ بنی عمر کو شبیہہ ولید بیان کرنے
میں بالکل راست گو ہیں ترجمہ لسان الواعظین جو ہمارے سامنے پیش ہوا ہے وہ بالکل
تائیدی ثبوت بنکر ہمکو یقین دلا رہا ہے کہ فی الواقع حضرت عمر ایسے ہی تھے لہذا ہم
تجویز کرتے ہیں کہ علی تو بجائے خود رہے ایسے پیچیدہ نسب سے تو دو ایک پشت کا بگڑا
ہوا رذیل بھی اپنی لونڈی کا رشتہ کرنا پسند نہ کرے گا۔

تنقیح پنجم ۵

زن مومنہ سے اُس کے منافق یا کافر شوہر کو کوئی ایمانی مدد مل سکتی ہے مرد ایماندار زوجہ منافقہ یا کافرہ کو کوئی دینی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔

تقریر مختار پنجتن وکیل مدعا علیہم

خدائے کریم نے اپنی قدرت بالغہ و انصاف سے یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہر شخص کو انہیں افعال کی جزا اور سزا دیجاتی ہے جو کہ اُس کی ذات سے صادر ہوں کسی کی نیک و بد حرکات دوسرے کے حق میں فائدہ و ضرر نہیں دے سکتیں قانون سلاطین دنیا بھی اسی پر متفرع ہے باپ کے جرم کی پاداش میں بیٹا سزا نہیں پا سکتا ایسے ہی اگر بد آدمی کے گھر میں نیک نہاد عورت مدام مشغول نماز و روزہ و خیرات مبرات ہے اور عصمت طہارت و نیک رفتاری میں اپنا عدیل نہ رکھتی ہو تو شوہر کو بوجہ کفر و نفاق کوئی مفاد آخروی نہیں مل سکتا بہت آدمی ایسے دیکھے جاتے ہیں کہ اُن کی عورتیں نیک و ابرار ہیں اور وہ خود فاسق و ناہنجار سزائے گناہ کے وقت کوئی مجرم یہ کہنے کا حق نہیں رکھتا کہ مجکو قطعی بری کر دیا جائے کیونکہ میری بی بی بڑی صالحہ و ابرار ہے دیکھئے فرعون جیسے اشد الناس کے گھر میں حضرت آسیہ علیہا السلام تھیں مگر بوقت گرفت جناب باری فرعون کو اُن سے کوئی مدد نہ مل سکی اگر میں بہ فرض محال فرض کر لوں کہ معاذ اللہ عمر سے اُم کلثوم کی شادی ہوئی تھی تو درحالیکہ حسب تحریر بالا افعال عمر صاحب صحیح نہ تھے تو اُن کو وہی نتیجہ ملیگا جو فرعون کو آسیہ کے زوجہ ہونے سے ملا عمر صاحب نے جو بقول مدعیان بغرض حصول مفاد آخرت یہ عقد کیا تھا۔ نظر بر آں اُسیوقت مفید ہو سکتا تھا جبکہ حضرت دوم صحیح الایمان ہو کر نفاق کے سیاہ دھبّہ سے صاف ہوتے جیسا کہ حسب گذارش بالا عورت کا ایمان مرد کے کار آمد نہیں ہو سکتا اسی طرح مرد کا با ایمان ہونا منافقہ بی بی کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا ملاحظہ ہو کہ حضرت لوط و نوح علی نبینا علیہم السلام

نے باوصف نبی برحق ہونے کے اپنی ازواج کو جو کہ کافرہ تھیں اور جنکا ذکر سورۂ تحریم میں موجود ہے کیا امداد دی خود ہمارے نبی کی دو ازواج عایشہ و حفصہ عرصہ دراز تک زیر مشق ہمی مرتبت رہیں ہر جزو بدن نبی کا اُن کے بدن سے ملا مگر بایں ہمہ اُن کے قلوب کی کجی اور طبیعت کی کدورت دفع نہوئی (فقد صغت قلوبکما) مندرجۂ سورۂ تحریم شاہد ہے نتیجہ یہ ہوا کہ سورۂ موصوف کے آخر میں دونوں اُمہات المومنین لوطؑ و نوحؑ علیہم السلام کی کافرہ عورتوں سے مثال دی گئی مدعیان اکثر بنظر مردم فریبی کہا کرتے ہیں کہ عائشہ و حفصہ سے رسول مقبول کے بدن بلکہ ہر عضو تن نے مس کیا پس جن عورتوں سے ایسا اتفاق ہو وہ بقول شیعہ نار جہنم میں کیونکر داخل ہو سکتے ہیں اُن لوگوں پر لازم ہے کہ چشم انصاف کھول کر دیکھیں کہ جس طرح ازواج انبیاء موصوفین باوصف زیر تصرف رہنے کے دوزخ کے کھولتے ہوئے پانی میں ڈالے جائیں گے اسی طرح یہ کج طبیعت اور تیز درائے عورتیں بھی - جو کہ یہ حکم قرآن اُن کی ہم شبیہ و ہم مثل ہیں جا سکتے ہیں خلاصہ کلام و انتہائے مرام یہ ہے کہ بلا ایمان کامل مرد عورت کے ذریعہ سے یا عورت مرد کے سبب سے نجات نہیں پا سکتی اندریں صورت عمر کے لئے بفرض و قوع یہ عقد کوئی فائدہ نہیں دے سکتا وکیل مدعیان پر لازم تھا کہ ردّ مضامین رسالہ نفاق الشیخین و رسالہ سجادیہ خلیفہ کا با ایمان مرنا ثابت کر لیتے تو بلا عقد بھی وہ مستحق جنت ہو سکتے تھے اور بصورت نفاق اگر عقد در واقع ہوا بھی ہو تو اس سے زیادہ خلیفہ صاحب کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا جیسا کہ زوجیت آسیہ سے فرعون کو ملا -

رائے عدالت

بعد سماعت بحث عدالت بھی یہ ہی تجویز کرتی ہے کہ اگر تنقیحات آیندہ میں عقد کا واقع ہونا ثابت بھی ہو جائے تب بھی سند ایمان جس کے عطا ہونے کی عدالت سے درخواست ہے باسانی نہیں مل سکتے -

تنقیح ششم

اگر عمر صاحب نے بہ عدم خواہش نسوان و فقدان مادہ رجولیت عقد کیا تھا تو ایسی صورت میں اُن سے اولاد کا ہونا ممکن ہے۔

تقریر شارپ بخبن وکیل مدعیان

جو شخص کہ ساٹھ برس کی عمر رکھتا ہو اور خود اقرار کرتا ہو کہ مجھ میں خواہش نفسانی مطلق نہیں رہی صرف بغرض حصول شرف آخرت عقد کرتا ہوں اُس کی نسبت بحکم اقرار العقلاء علی انفسہم مقبولؐ ضرور ماننا پڑے گا کہ خلیفہ بوقت شادی قوت رجولیت نہ رکھتا تھا اور وہ ایسا ہی سست و بیکار تھا جیسے کہ نامرد و معطل ہوتے ہیں ساٹھ برس کا عربی النژاد آدمی معمولاً و عادتاً بیکار نہیں ہو سکتا۔ مگر بعض وجوہ خارجی ایسی داخل ہو جاتی ہیں کہ جس سے اچھا کھاتا پیتا چلتا۔ پھرتا آدمی ناکارہ ہو جاتا ہے۔ حضرت عمر میں بعض علتیں ایسی تھیں جن کی وجہ سے وہ مردوں کی صفوں میں نہیں بیٹھ سکتے تھے۔ اول یہ کہ وہ بخلاف معمول اہل زمانہ اپنے مقام تحتی کی زیادہ حفاظت کرتے تھے حتی الوسع اُسکو چوڑا اور کشادہ ہونے دیتے تھے۔ بلکہ مثل گل ناشگفتہ اُس کے تنگ و منقبض رکھنے میں کوشاں رہتے تھے بدرالعیون کے ایک بڑے معتمد کتاب میں لکھا ہے کہ وہ بیٹھ کر پیشاب کرنا اس وجہ سے ناپسند فرماتے تھے کہ اُن کے تجربۂ ذاتی میں اسطرح موتنے سے نیچے کے مقام کا مثل وُرۂ بولان کشادہ ہونیکا احتمال تھا اور کھڑے ہو کر بول بازی اُسکی تنگی کا سبب تھا۔ پس وہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا کرتے تھے۔ عدالت خود سمجھ لیوے کہ مرد گوز دانی کے تنگ رکھنے سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے آیا وہی جو عورات بازاری ادویہ یابسہ کے شیاف سے جو مرد اپنی مبرز کی بابت احتیاط نگہبانی کرتا ہو وہ صرف نام کا مرد کہا جا سکتا ہے ورنہ درحقیقت عورتوں کا مدمقابل بلکہ اُن کا بھاڑو بگاڑ ہونے والا ہے۔

سوم حضرت دوم کی عادت تھی کہ گاہ گاہ اپنی اہلیہ مقدسہ کے ساتھ بطرز معکوس

کارروائی کیا کرتے تھے سید سجاد حسین بارھوی نے رسالہ لفٹ حریر میں چند تفاسیر مدعیان سے
ثابت کیا ہے کہ قرآن میں آیہ "نساؤکم حرث لکم" عمر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جناب
دوم نے قدرتی راہ چھوڑ کر تنگ بٹیہ پر ہوا خوری شروع کی اور اُسکا اظہار رسولپاک
سے کیا کہ میں ایسا کرتا ہوں تب اُنکی تنبیہ وہدایت کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ کتب طبیہ
میں لکھا ہے اور اکثر مشاہدہ میں آیا ہے کہ جو لوگ ایسا عمل کرتے ہیں اُن کو استرخائے
اعصاب ہو کر قوت شہوانی جواب دیدیتی ہے عجب نہیں کہ حضرت عمر اس بدعملی سے
بیکار محض ہو گئے ہوں یہ وہ بُرا فعل ہے کہ جوان آدمی عورات سے مُنہ چھپا کر مرہم وطلاء
کی فکر میں اِدھر اُدھر مارے مارے پھرا کرتے ہیں اور خلیفہ تو بوڑھے بھی ہو چکے تھے
پس شک نہیں کہ خلیفہ دوم بیکار تھے خلیفہ صاحب کے بیکار محض ہونیکا ثبوت مزید بھی دکھلاتا
ہوں ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغۃ کی جلد دوازدہم میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے
ایک زن عفیفہ سے عقد کرنے کی اپنے بیٹے کو ترغیب دی اور کہا کہ اگر میں لائق کار ہوتا
تو سب سے پہلے لنگوٹا کھولتا مگر کیا کروں موقعہ معلوم بوڑھے آدمی کی طرح سٹپڑھا
ہو رہا ہے عبارت یہ ہے ولو کان فی ابیکم حرکۃ الی النساء لم یسبقہ احد الیہا یہ سنکر
عاصم پسر عمر نے اس سے عقد کیا جس سے ایک لڑکی ہوئی یہ ام عاصم پیدا ہوئے اور عمر بن عبد
العزیز بن مروان اس سے پیدا ہوا پس معلوم ہوا کہ
حضرت دوم میں مادّہ رجولیت نہ رہا تھا اور قدرت زاد و ولد ان میں باقی نہ تھی اور
وہ ایسے ہی بیکار ہو گئے تھے جیسکہ مخلوقی و بدعمل ہو جایا کرتے ہیں ممکن نہیں کہ ایسا
آدمی اولاد حاصل کرنے پر قادر ہو۔ مدعیان جو عرضی دعوے میں زید کا ام کلثوم سے
پیدا ہونا بیان کرتے ہیں یہ بات نظر بواقعات صدر نہایت ناممکن و محال معلوم ہوتی ہے
کبھی ممکن نہیں ہو سکتا کہ پانچ برس کی لڑکی سے ایسا بیکار شخص اولاد حاصل کرنے پر
قادر ہو۔

رائے عدالت

بے شبہہ جو شخص کہ ساٹھ برس کی عمر کو ایسی حالت میں پہنچ جائے جیسکہ معائینہ کتب مدعیان سے عمر صاحب کی ظاہر ہوتی ہے وہ بالضرور عورتوں کی جانب متوجہ ہونے کی قابلیت نہیں رکھ سکتا کیونکہ مقام معلومہ میں کار فرما ہونے سے جیسکہ عمر ہوتے تھے اعضا ڈھیلے ہو جاتے ہیں سختی بالکل باقی نہیں رہتی ایسی صورت میں اس قسم کا آدمی بڑھی چڑھی عورت سے بھی اولاد حاصل نہیں کر سکتا چہ جائیکہ پانچ برس کی لڑکی سے لہذا یہ تنقیح بھی بحق شیعہ فیصل کیجاتی ہے

تنقیح ہفتم

اگر عمر نے دختر پنج سالہ سے صرف بغرض حصول مفاد آخرت نکاح کیا تھا نہ کہ بہ مراد دیگر تو اس صورت میں اپنر زوال حق الناس کا جرم عاید ہو سکتا ہے یا نہیں

تقریر سید نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم

کتب مدعیان میں وارد ہوا ہے کہ خلیفہ دوم نے بوقت خطبہ فرمایا - میری عمر ساٹھ برس کی ہوئی اسوقت عورتوں کی خواہش مطلق نہیں رہی یہ نکاح بخیال لذت نہیں کرتا بلکہ صرف حصول عزت آخرت کے لئے کرتا ہوں کیونکہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ تمام نسب و سبب قطع ہو جائیں گے الا میرا نسب باقی رہے گا - کسی شخص کا بحالت نامردی عقد کرنا ایک بندۂ خدا کا حق تلف کر دینا ہی نہیں بلکہ اُسکا زندہ در گور کر دینا ہے - چونکہ عمر بلا ضرورت اُس کے مُرتکب ہوئے لہذا میں کہ سکتا ہوں کہ اُنھوں نے اقدام قتل بالعمد کیا بایں حالت بجائے سند ایمانداری اُن کے لئے وہی سزا تجویز ہونی چاہئے جو کہ عمداً قتل کرنے والوں کے واسطے ہوتی ہے بہ نظر اطمینان عدالت مدعیوں کے ایک بڑے عالم کی کتاب سے عبارت پیش کرتا ہوں جس سے ثابت ہو جائے گا کہ حضرت عمر نے بوقت خطبۂ نکاح یہ ظاہر کیا تھا کہ مجکو اب قوت باہ بالکل جواب دے گئی بخط نفس کے لئے نکاح نہیں کرتا بلکہ صرف اسواسطہ کہ نسب رسول میں داخل ہو جاؤں -

نیز یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ عمر کے پیغام دینے پر حضرت امیرؑ نے عذر صغر سنی کیا اور اپنے برادر زادہ سے اُسکا منسوب ہو جانا ظاہر فرمایا۔ مگر حضرت عمر نے بزور حکومت نما ناصواعق محرقہ میں ابن حجر مکّی نے لکھا ہے قال صح عن عمر انہ خطب ام کلثوم بن علی فاعتل بصغرھا وبانہ اعدھا لابن اخیہ جعفر فقال ما اردت الباہ ولاکن سمعت رسول اللہ یقول کل سبب ونسب ینقطع یوم القیامۃ ماخلا سببی ونسبی۔

چونکہ وہ اسوقت دنیا میں موجود نہیں ہیں استر بستر باندھ کر جہاں جانا چاہئے تھا وہاں چلے گئے۔ نظر براں ہم عدالت سے اجازت طلب ہیں کہ ہمکو اُن کے حق میں ایسے برتاؤ کی اجازت دی جائے جس سے اُن کی روح کو اذیت پہنچے۔

رائے عدالت

روایات پیش کردہ وکیل مدعا علیہم جو کہ کتب مدعیان کے ہیں اس امر کی شہادت دیتی ہیں کہ عمر نے بحالت نامردی محض بغرض حصول عزت عقبیٰ عقد کرنا چاہا تھا چونکہ ایک سُست بنیاد اور ناکارہ آدمی کا دیدہ و دانستہ ایک ایسی لڑکی کو جو کہ حدّ بلوغ کو نہ پہنچی ہو عقد میں لانا تمام عمر لڑکی کی زندگی کو تلف کر دینا ہے لہٰذا عدالت تجویز کرتی ہے کہ بے شبہہ عمر نے دیدہ و دانستہ وہی کام کیا جو کہ ایک سفاک کسی بے گناہ کے ساتھ کیا کرتا ہے اگر اسوقت وہ موجود ہوتا تو ہم وہی سزا دیتے جو کہ مجرم قتل عمد کو دیجاتی ہے مگر چونکہ ہمارے سامنے موجود نہیں ہے اس واسطے مدعا علیہم کو اجازت دی جاتی ہے کہ اُس کی روح سے اذیت دینے والا برتاو کریں۔

تنقیح ہشتم

اس عقد کے متعلق کچھ ایسی روایات بہ طریق مدّعیان وارد ہوئی ہیں جن سے توہین اہلبیت پیدا ہوتی ہے اگر ہے تو کیا اور سوائے اس کے دیگر مواقع پر بھی اہانت کی گئی۔

تقریر سید نثار پنجتن وکیل مدّعا علیہم

میں اس بات کو انشاء اللہ بدلائل شافیہ ثابت کردوں گا کہ علمائے مدعیان نے اکثر اور ہمیشہ دشمنان اہلبیت کی طرفداری کی ہے اور اُن کی آبروریزی کی وسائل کی بہمرسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور یہ دعوےٰ عقد سراسر افترائے ہے اور اس ضمن میں وہ تہتک آمیز باتیں درج کی ہیں جس سے سراسر خاندان نبوت کی ذلّت و نکبت بہ نظر عوام الناس ہوتی ہے اصلیت یہ ہے عام قاعدہ ہے کہ عیبدار ہمیشہ یہ ہی خواہش کرتا ہے کہ دنیا بھر میں تمام آدمی عیبوں سے مثل اُس کے بھرے پُرے نظر آئیں۔ تاکہ اُسکو مجمع خلایق میں کسی کے سامنے نیچی گردن کا موقع نہ ملے دیکھئے گنجا آدمی کسی کی زُلف پیچدار دیکھ کر خوش نہیں ہوتا یہ ہی چاہتا ہے کہ میری طرح سب کا میدان ہوجائے ہر ایک کی کھوپری کچھوے کی پشت بنجائے علی ہذا القیاس مفلس و لاولد کبھی کسی کی دولت و اولاد دیکھکر خوشدل نہیں ہوتا چونکہ ہمارے آئمہ معصوم و طاہر تمام عیبوں سے پاک اور صاف ہیں اور پیشوایان مدعا علیہم عیوب ہر قسمہ کی دستار سر پر رکھے ہوئے ہیں لہذا وہ ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں کہ اُن بزرگوار ونکی شان رفیع میں کوئی عیب پیدا کریں تاکہ وہ بھی بہ نظر خلایق مثل خلفا معیوب ہوجائیں میں عدالت کے سامنے اس تنقیح کے متعلق حالات بیان کرنے سے زمین شرم میں گڑا جاتا ہوں۔ مگر نقل کفر کفر نباشد سمجھ کر عرض کرتا ہوں مولوی عبد الحلیم صاحب لکھنوی سنّی المذہب نے جنکا تخلص شرر اور پیشہ ناول نویسی ہے۔ مارچ سنہ ۹۳ء کے پرچہ دلگداز میں بزور تاریخ دانی اپنے ہم مذہبوں کا دل خوش کرنے کی غرض سے لکھدیا کہ معاذاللہ جناب امام زین العابدینؑ نے ایک غلام آزاد سے جسکا نام زید تھا اپنی والدہ کا نکاح کردیا تھا۔ چونکہ شرر صاحب کے مزاج میں شوخی و شرارت ازبس ہے اور آل نبیؐ و اولاد علیؑ کی اہانت پر فرض منصبی سمجھ کر کمر بستہ رہتے ہیں لہذا اسی پر اکتفا نہیں فرمایا کہ صرف عقد ہی کا ذکر کیا ہو بلکہ گدگداتے ہوئے الفاظ میں۔ بدگو عہدہ رقابت دیگر خاندان نبوت کا رقیب ظاہر

کیا ہے بتائید کلام تاریخ طبری مطبوعہ لندن صفحہ (۲۴۷۸) اور کتاب معارف ابن قتیبہ مطبوعہ لندن صفحہ (۱۰۰) اور وفیات الاعیان ابن خلکان اور کتاب آغانی کو پیش کر کے ظاہر فرمایا ہے کہ ان صحیح و سندی کتب اہل سنت میں یہ واقعہ لکھا ہے شرر کے اس غلط و بے بنیاد و کذب محض شرارت بھرے ہوئے مضمون نے صرف شیعہ ہی کو رنج نہیں دیا بلکہ بعض منصفین مذہب مدعیان کو بھی کسی قدر حیائے اسلام نے جوش دیکر شرارہ ہائے شرر کے بجھانے پر بہ آبیاری دوات و قلم امادہ کر دیا۔ چنانچہ اس قصۂ واہی و بیہودہ کوئی ننگ نوشان کا ابطال مولوی عبدالحق صاحب لکھنوی نے اخبار طوطی ہند میرٹھ میں کرایا اور مولوی عبدالباقی و مولوی انعام الدین صاحب سکنائے فرنگی محل واقعہ بلدۂ لکھنؤ نے بجواب ایک مستفتی کے صاف لکھدیا کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی ایسا نہ کہنا چاہیئے اور نہ یقین و اعتقاد کرنا لازم ہے مولوی عبدالحق صاحب موصوف الصدر نے جو بہ جواب ایک استفتا، کی عبارت لکھی ہے وہ بجنسہ نقل کی جاتی ہے (حضرت امام زین العابدین کا اپنی والدہ ماجدہ کا عقد کسی غلام سے کر دینا محض اتہام ہے اس کی کوئی اصل نہیں اگر ایسا ہوتا تو قریش میں بہت لوگ موجود تھے غیر کفو میں عقد کیوں کرتے جو ایسے مزخرفات بکتا ہے وہ واہی ہے) دنیا میں اپنے گروہ کے علماء سے تو شرر صاحب کو یہ شرف ملا عقبی میں جو اُن کے لیئے اس گستاخی اور بے ادبی کی پاداش و مکافات مہیا ہوئی ہے اسکو بجائے خود خوب سمجھ رہے ہوں گے میں عدالت کے روبرو اس زور شور کی حقیقت بھی ظاہر کرتا ہوں جس میگزین کے بھروسہ پر شرر صاحب نے خاندان رسالت کے قلعہ اقتدار کو گرانا چاہا ہے اپنے مذہب کی چار کتابیں مولوی شرر صاحب نے پیش کیں ہیں پہلے تو میں یہ ہی کہوں گا کہ کسی مذہب والے کو یہ اختیار نہیں ہو سکتا کہ اپنے مذہب کی کتب سے دوسرے کا گلا دبائے شرر صاحب پر لازم تھا کہ کتب شیعہ کو اپنے دعوے کی تصدیق میں پیش کرتے چونکہ ویسا نہیں کر سکے لہذا اُن کا پیش کردہ ثبوت لایق استدلال نہیں ہو سکتا مگر بایں ہمہ میں اس ثبوت کا اقتدار دکھلاتا

ہوں کہ عند السنیہ بھی لایق تسلیم نہیں ہوسکتا چہ جائے کہ شیعہ تاریخ طبری سے جو سند شرر صاحب نے پیش کی ہے اُس کی یہ حالت ہے کہ عدالت خود ورق اُٹھاکر دیکھے اگر کسی جگہ اسکا ذکر ہو تو میرا ذمہ بات فقط اتنی ہے کہ طبری مطبوعہ مطبع مذکور کے آخر میں تاریخ ذیل المذیل کا انتخاب چھاپا گیا ہے اُس میں البتہ یہ افترائی مضمون درج ہی شرر صاحب نے بایں خیال کہ تاریخ طبری ایک مشہور کتاب ہے ہر دیکھنے والے کو باعتبار عزت کتاب مضمون کی صحت کا اعتبار ہوجائے گا - لہذا اُنھوں نے بجائے ذیل المذیل طبری کا حوالہ دیدیا جو شخص کہ مابین کتب امتیاز نہ دے سکے اور دو جدا گانہ مختلف المضامین کتابونکو ایک سمجھے اُسکو ارباب دانش جیسا خیال کرسکتے ہیں ظاہر ہے اس مایہ و بساط و عقل و دانش پر یہ شور و شر دو حال سے خالی نہیں اول یہ کہ شرر صاحب کو طبری و ذیل المذیل میں تمیز دینے کا مادہ نہ تھا دوم آنکہ سمجھ بوجھ کر یہ شرارت پھیلائی - شرر صاحب سے اس جگہ چند خطائیں سرزد ہوئیں اول انتخاب ذیل المذیل کو اصل تاریخ طبری جہل یا تجاہل سے سمجھا دوم یہ کہ بلا کسی حوالہ و سند کے اُسکو تمام تواریخ اسلام سے صحیح ترجانا تیسرے یہ کہ اس واقعہ بے سر و پا یعنی عقد شہربانو کو بلا اظہار سلسلہ سند صحیح و واقعی باور کرایا ایک جلسہ میں تین خطائیں ہوئیں دو خطا کے واقع ہونے پر تو ہم شاید کچھ نہ کہتے - مگر اب تین خطاؤں کے سرزد ہونے پر سوائے اُس کے کیا کہیں جو مشہور عالم ہے دوسری سند ابن قتیبہ کی کتاب معارف سے ہے اُس کی یہ عزت و شان ہے کہ امام ذہبی جیسا مستند عالم مدعیان میزان الاعتدال میں قلمزن ہے قال الحاکم اجمعت الامة علی ان القتیبی کذاب) یعنی حاکم کہتا ہے کہ امت کو اسبات پر اتفاق ہے کہ ابن قتیبہ جھوٹا تھا اور مراۃ الزمان میں ہے ان دار القطنی قال کان ابن قتیبہ یمیل الی التشبیہ منحرفاً علی العترة وکلامہ یدل علیہ) ترجمہ یہ ہے کہ ابن قتیبہ تشبیہ کی طرف قائل تھا اور عترت آل رسول سے اسکو پیوستگی نہ تھی بلکہ منحرف تھا چنانچہ یہ بات

کتبخانہ وقف

اس کے کلام سے مترشح ہے تیسری سند تاریخ ابن خلکان منجانب شرر پیش کی گئی ہے وہ بناء
فاسد علی الفاسد ہے کیونکہ ابن خلکان معارف ابن قتیبہ سے نقل کرتا ہے جس کی عزت اوپر
دکھلائی گئی کہ جھوٹا اور دشمن اہلبیت تھا۔ چوتھی شہادت کتاب آغانی کی ہے یہ نسخہ
معارف ابن قتیبہ سے بھی دو چار ہاتھ بڑھا ہوا ہے ابن حجر لسان المیزان میں کتاب
مذکورہ کے مصنف کی صفت میں لکھتے ہیں کان ابو الفرج الاصفہانی اکذب الناس
کان یشتری شیئاً کثیرا من الصحف ثم یکون روایاتہ کلہا منہا یعنی ابو الفرج اصفہانی
اکذب الناس تھا پرچہ اور نوشتہ لوگوں سے لیکر مضمون تیار کیا کرتا تھا ان ٹوٹے پھوٹے
ہتھیاروں کے بھروسہ پر جو مخالف کے بدن پر ایک چرکہ نہیں لگا سکتے بلکہ ضارب کو
مضروب بنا دیتے ہیں شرر صاحب خاندان نبوت سے آمادہ نبرد ہوئے تھے بحمد اللہ خود
ایسی چوٹ کھائی کہ ہالو بصاحب کے مرہم سے بھی اچھی نہوگی ہر چہار اسناد شرر کا خلاصہ
عرض کرتا ہوں طبری کے حوالہ دینے میں شرر سے جہل یا تجاہل ہوا ابن قتیبہ کاذب
ومفتری و دشمن اہلبیت ہے۔ ابن خلکان ابن قتیبہ کی کاسہ لیسی کر رہا ہے مصنف اغانی
بقول ابن حجر ایک بازاری و جھوٹا شخص تھا۔ بھلا ایسی بیہودہ روایات جن کے ناقلوں
کی یہ شان ہو اہل ایمان کے سامنے کیا اقتدار پا سکتے ہیں ان ناقابل روایتونکو
سچا اور با اعتبار وہ ہی سمجھہ سکتا ہے جسکو خاندان نبوت کا ذلیل کرنا مدنظر ہو اور جس کی
طینت سے شرارہ ہائے جانسوز نکل کر خرمن دین و ایمان کے جلانے والے ہوں بالآخر
نتیجہ یہ ہوا کہ رجماً للغیب علمائے مدعیان نے بہ مخالفت شرر جوش حیا سے لکھدیا
کہ یہ روایات قابل اعتماد نہیں جو شخص ایسی بیہودہ باتیں بکتا ہے وہ فاسق ہے چنانچہ
پہلے عبارات استفتاء سے عدالت کو دکھلایا گیا ہے روایت ابن قتیبہ پر جو مولوی
صدر الدین احمد حنفی قادری نے قدح کرکے اصل بات دکھلائی ہے وہ بھی قابل
ملاحظہ عدالت ہے عالم موصوف کتاب روائح المصطفیٰ میں رقمطراز ہوئے ہیں (اصل عبارت

کہ امام زین العابدین را مادر رضاعی بود از جواری پدرش اور ابعد واقعۂ کربلا بہ نکاح زید دادہ بود۔ دل گواہی میدہد براستی این روایت ورنہ شہربانو آنوقت عمر او از پنجاہ تجاوز نمودہ قریب شصت رسیدہ بود و صاحب اولاد بود ضرورت نکاح و موقعہ آں نداشت) دیکھئے کیا بات تھی اور راویان غلط گو نے بہ نظر اہانت خاندان رسالت اُسمیں کیا جوڑ بند لگائے ہیں۔ ان لوگوں کو خاصہ ہے کہ صحیح اور اصلی بات کو چھوڑ کر اغراض ذاتی سے معاملہ کو ایسا غتربود کر دیتے ہیں کہ اصلیت واقعہ بدل کر کہیں سے کہیں مطلب پہنچ جاتا ہے۔ مؤلف روائح المصطفیٰ نے ایمانداری سے بیان کر دیا کہ وہ مسمّاۃ جنکا نکاح ہوا تھا امام سجّاد کی مادر رضاعی تھی نہ کہ حقیقی و واقعی یہ ہی غلطی بعض نے دیدہ و دانستہ اور بعض نے باعتبار راویان عقد امّ کلثوم میں کی ہے جس وقت اصلی معاملہ کے متعلق بحث پیش ہوگی عدالت پر حقیقت معاملہ پیش ہو جائے گی جناب شہربانو کی بہنت کتب شیعہ میں یہ طے پایا ہے کہ وہ معرکہ کربلا میں موجود نہ تھیں بلکہ بوقت ولادت سیّد الساجدین علیہ السلام زچہ خانہ میں وفات فرما گئی تھیں اگر زندہ ہوتیں تب بھی شاید کچھ جوڑ لگ سکتا۔ رواۃ مدعیان کی بددیانتی قابل نظر ہے کہ ایک مدّت مدید کی مری ہوئی عورت کا بیاہ رچا رہے ہیں اگر شہربانو بعد واقعہ کربلا زندہ بھی ہوتیں تب بھی ممکن نہ تھا کہ وہ عقد کرتیں۔ میں عدالت کے سامنے عقلی قرینہ سے نکاح کا عدم وقوع ثابت کرتا ہوں مقام تامل ہے کہ واقعہ کربلا میں جسکی نظیر دنیا کی تاریخوں میں نہیں جس عورت کے بچے بصد بیدردی مارے گئے ہوں۔ شوہر شہید ہوا ہو گھر لٹ کھسٹ کر خاک سیاہ ہوا ہو ایک رات کی بیاہی بیٹی رانڈ ہوئی ہو بیٹا اسیر ہو کر شتر بان بنایا گیا ہو خود رسن بستہ ہو کر مثل بندیان ترک و روم ایک جابر بادشاہ کے سامنے مجرمانہ حیثیت سے پیش کی گئی ہو سوائے ازیں قریب ساٹھ برس کے عمر بھی رکھتی ہو ڈھل رہا ہو سن اولاد بھی نہ ہو بلکہ بیٹا بیٹی پوتا پوتی سب کچھ موجود ہوں وہ اپنے بیاہ رچاتے

اور شوہر ڈھونڈنے کی فکر کرسکتی ہے اور وہ بھی اپنے غلام سے اس زمانہ میں اگر کوئی بال بچوں والی بڑھیا عورت ایسا کام کرے تو محلہ کی عورتیں اُس کو بہ نظر بے وقاری دیکھ کر مُنہ پر تھوکیں اور ہزاروں طرح کے نام رکھیں ہرچند کہ شریعت پاک میں مرد و عورت کے لئے درباب عقد ثانی ایک حکم رکھا گیا ہے۔ مگر ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے وارد۔ بوڑھا مرد جس کے ہر طرح کی اولاد مُراد ہو اگر عقد کرے تو ہر شخص مذاق اڑاتا ہے حالانکہ صحیح القوے آدمی اسی ۹۰ نوے برس تک اولاد حاصل کرنے پر قادر ہوتا ہے اور ساٹھ برس کی بال بچہ دار عورت صدمہ و آلام شدید کی ماری ہوئی بروئے قواعد طبیہ بچہ جننے کی قابل ہرگز نہیں ہوسکتی ہر ملک کی عورت پینتالیس ۴۵ یا پچاس برس کی عمر تک باتفاق اطبا وسن یاس کو پہنچ جاتی ہے انقطاع حیض ہو کر اولاد ہونی بند ہو جاتی ہے مرد کی صحبت سے نفرت ہوتی جاتی ہے شادی سے اصلی غرض اولاد کا حاصل کرنا اور خواہش نفسانی کا پورا کرنا ہے جو عورت کہ سب طرح کی اولاد والی ہے اور بوجہ کبر سن ضرورت مرد نہ رکھتی ہو وہ کیوں اپنی ذات کو نشانہ ملامت بنائے۔ میں عدالت پر یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ جناب شہربانو بعد واقعہ کربلا بالضرور ساٹھ یا باسٹھ ۶۲ برس کی تھیں باتفاق اہل اسلام جناب امام حسین علیہ السلام چھپن برس کی عمر میں شہادت پائی اور جناب شہربانو سے اُن کا پہلا عقد ہوا ہر عقد ابتدائی میں زن و شوہر ہم عمر ہوتے ہیں پس اس قاعدہ سے شہربانو حادثہ کربلا کے وقت ۵۶ سال کی عمر رکھتی تھیں ایک سال اہلبیت زندان دمشق میں رہے ۵۷ برس ہوئے اور یہ قیاس نہیں کیا جاسکتا کہ قید سے چھوٹ کر فوراً ہی نکاح کرلیا ہو کیونکہ روایات میں وارد ہوا ہے کہ جب تک ابن زیاد کا سر نجس مختار نے نہیں بھیجا اہلبیت رسول سے کسی نے شال عزا نہیں اُتاری اور نہ سر میں شانہ کیا شبانہ روز مصروف آہ و زاری و نالہ و بیقراری رہیں دو تین سال اسکے واسطے بھی رکھ لیجئے وہی ساٹھ ۶۰ باسٹھ ۶۲ برس ہوتے ہیں جس میں عورت مایوس ہو کر عقلاً و رواجاً نکاح سے ممتنع ہے علاوہ ازیں عقل کبھی مجوز نہیں

ہوسکتی کہ نوشیرواں عادل کی بیٹی پوتی فاطمہؑ کی بہو تو اماموں کی مادر گرامی عالی نسب والا حسب ایک غلام سے بیاہی جائے۔ سوائے دیگر قبائح کے خلاف حمیّت بھی ہے جیسا کہ تمام اعتبارات سے بنی ہاشم عرب کے اونچے گھرانے میں شمار ہوتے ہیں ایسے ہی غیرت و حمیّت کا بھی اسی خاندان پر خاتمہ سمجھا گیا ہے۔ چنانچہ رشید الدین شاگرد شاہ عبدالعزیز صاحب نے رسالہ ایضاح میں اقرار کیا ہے کہ جو حمیت خاندان نبوت میں تھی وہ عرب میں کسی کو حاصل نہیں ہوئی رسالہ مذکور کے صفحہ (۱۳) پر لکھا ہے قال صاحب النواقض فی الھاشمیۃ توجد الحمیّۃ والغیرۃ یعنی بنی ہاشم کی غیرت سب سے بڑھی ہوئی ہے مقام تامل ہے کہ ایسے غیرت مند خاندان کا شخص جو کہ چوتھا امام تھا وہ اپنی بوڑھی والدہ کا عقد ایک غلام سے بایں موانع کر دیتا اور خاندانی غیرت کا کچھ لحاظ نہ کرتا میں مناسب موقع سمجھ کر ازواج جناب امام حسینؑ سے ایک ذی عزت بی بی کا حال بیان کرتا ہوں عجب نہیں کہ اس واقعہ کو سماعت فرمانے سے عدالت کو بھی بوجہ اہلبیت و شرافت ایک نوع کا روحانی صدمہ پہنچے حضرت رباب مادر جناب سکینہ جبکہ قید شام سے چھوٹ کر مدینہ میں آئیں تو شبانہ روز ایک دیوار کے نیچے بیٹھنا اختیار کیا۔ گرمی۔ جاڑے۔ بارش۔ آندھی میں اپنا بستر نہ اٹھایا ہمیشہ آہ آہ کرکے فرمایا کرتی تھیں کہ جو عورت اپنے سامنے تمام کنبہ کو بحالت تشنگی و گرسنگی خون میں لوٹتا ہوا دیکھے شوہر کے سر کو شہروں اور بازاروں میں گشت کرتا ہوا دیکھے صدہا اور ہزارہا لوگوں کے سامنے دربار میں سر برہنہ کھڑی رہے وہ دنیا میں کب گوارا کرسکتی ہے کہ ایک دم آرام کرے اہلبیت رسول جتنک زندہ رہے واقعہ کربلا کو یاد کرکے شبانہ روز روتے تھے ایک دم گریہ وزاری سے فراغت نہ ہوتی تھی جس خاندان پر ایسا سخت حادثہ پڑے اس قبیلہ کی کوئی بڑھیا عورت شوہر کی تلاش کرسکتی ہے۔

عدالت توجہ فرمائے کہ شمر نے جو کہ مدعیان کے مذہب کا ایک نامی آدمی ہے کیسی توہین اہلبیت کی اور سادات و مومنین کا کس بیدردی سے دل دکھایا ہے اب میں روبرو سے

عدالت وہ واقعات پیش کرتا ہوں جن کے ملاحظہ سے واضح ہو جائے گا کہ دعوے مدعیان سراسر لغو ہے اور صرف بغرض توہین دائر کیا گیا ہے۔ کوئی اہانت ایسی نہیں جسکو مدعیان نے اہلبیت سے چھپا رکھا ہو اکثر کتب مدعیان میں یہ زہر بھرا ہوا مضمون وارد ہوا ہے کہ جسوقت عمر نے علی کو ام کلثوم کے عقد کا پیغام دیا تو اُنھوں نے عذر کیا کہ وہ لڑکی کم سن ہے اور اُس کی نسبت میں قبل ازاین اپنے بھتیجے جعفر طیار کے بیٹے سے کر چکا ہوں عمر نے نمانا اور یہ اصرار کہا کہ اگر وہ در اصل کم عمر ہے اور قابلیت زوجیت نہیں رکھتی تو آپ اُس کو میرے پاس بھیجدیں تا کہ میں خود اُسکو جانچ لوں کہ وہ شادی کی قابل ہے یا نہیں جسوقت علی نے اپنی بیٹی کو بھیجدیا تب عمر نے اُن کی چادر کھینچی۔ بازو تھامہ۔ بوسہ لیا۔ ساق یا کھولی اس حرکت پر ام کلثوم کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر تو خلیفہ وقت نہوتا تو میں تیری آنکھ پھوڑ ڈالتی اور ناک توڑ دیتی مجکو میرے گھر بھیجدے عمر نے دیکھ بھال کر اُس لڑکی واپس کر دیا مولوی حیدر علی فیض آبادی نے جو کہ مدعیوں کے بڑے معتمد عالم ہیں اور جن کی تصنیف سے منتہی الکلام ہے ازالۃ الغین کے صفحہ (۹۲۵) پر کتاب استیعاب و اصابہ سے اس مضمون کو بصد رنگ آمیزی بیان کیا ہے مقام تامل ہے کہ علمائے مدعیان نے یہ ایسا بڑا اتہام کیا ہے اور ایسے سخت عنوان سے خاندان نبوت کی تذلیل کی ہے کہ جس کا ما فوق کوئی دوسرا امر نہیں ہو سکتا آج تک میں نے یا اور کسی شخص نے یہ بات نہیں سُنی کہ کسی رزیل آدمی نے بھی اپنی کنواری اور کم سن لڑکیکو اُس کے چاہنے والے کے پاس بغرض پسند و غیر پسند بھیجا ہو۔ زنا پیشہ لوگ با وصف بیحیا ہونے کے کبھی ایسا نہیں کر سکتے اور نہ کسی نے کیا ہے علمائے مدعیان نے بو قت مضمون تراشی یہ نہ سوچا کہ اس ترکیب سے صرف استخفاف اہلبیت ہی نہوگا بلکہ حضرت عمر بھی اُن طوفان بندیوں سے بہ نظر عوام و خواص نہایت بُری نگاہوں سے دیکھے جائیں گے اگر یہ بات صحیح ہو تو عمر پر چند الزام شرعی قایم ہو کر منجر بہ سزا دہی ہو سکتے ہیں الزام اول ایک ذی عزت شخص کو مجبور کر کے اُس کی بیٹی کو بغرض جانچ دلپسند بلوانا

دوم بدمست آدمیوں کی طرح چادر کھینچنا بوسہ بازی کرنا سینہ سے چمٹانا - ساق پا کھولنا سوم ایک مسلمان کی مخطوبہ (محمد بن جعفر طیار) سے اپنی منگنی کرنا اگر کسی مجسٹریٹ کے روبرو کوئی ایسا بدعمل چالان ہو جیسکہ حسب روایت استیعاب واصابہ وغیرہ مدعیوں کا خلیفہ تھا تو میں یقین کرتا ہوں کہ حاکم فوجداری اسی پر اکتفا نہ کرے گا کہ اُسکو دس بیس سال قید ہی کردیوے بلکہ بغرض تنبیہ و پاداش جرم سنگین اُس کے ساتھ کوئی دوسرا سخت برتاؤ کرے مثلاً مُنہ میں گوہ دلوانا یا مقام معروف میں میخ ٹُھکوانا -

روایات متذکرہ بالا پر نظر ڈالنے سے مجکو ایسا غصہ چڑھا ہوا ہے کہ اگر وہ شخص جس نے امام زادی سے معاذ اللہ ایسا وحشیانہ برتاو کیا کہیں مجکو مل جاتا تو وہ فعل اُس کے ساتھ کرتا جسکو وہ بھی بحق خود افلح جانتا اگر احتیاط قانون مانع نہوتی تو ابھی صاف صاف کہدیتا کہ کیا کرتا کچھ مجھ ہی پر موقوف نہیں ہر مسلمان جسکی نظر میں کچھ بھی خاندان رسالت کی توقیر ہوگی وہ دو باتوں کے سوا تیسری بات کو طبیعت میں جگہ نہ دے گا اول یہ کہ صاحب استیعاب واصابہ نے بددیانتی سے ایسا اتہام کیا ہے تاکہ واقعہ عقد کو تقویت ہو جائے دوم اس واقعہ کو باعتبار اندراج کتب مذکورہ صحیح سمجھ کر حضرت عمر کو اُنھیں خونی نگاہوں سے دیکھے گا جن سے میں دیکھ رہا ہوں - شاید عدالت یا کسی ناظر کتاب کو یہ خیال پیدا ہو کہ استیعاب واصابہ نامعتبر کتابیں ہونگی جنمیں یہ واہی مضمون درج ہے - لہذا مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی مصنف منتہی الکلام کا ارشاد دربارہ توثیق پیش کرتا ہوں عالم موصوف ازالۃ الغین کے صفحہ (۲۲٦) پر رقمطراز ہیں (انچہ در کتاب مستطاب اصابہ فی معرفۃ الصحابہ ابن حجر عسقلانی دربارہ مابہ النزاع مرقوم ست بلا اختلاف نسخ و بے کم وکاست بگوش اصغا باید شنید) یہ عبارت وقعت کتاب کے لیے کافی ثبوت ہے - افسوس ہے کہ علمائے معتبرین اہل سنت ایسے واقعات درج کتب کریں جن کے دیکھنے سے اہل ایمان کی روح کانپ جاتی ہے - ہرچند کہ میں بوجہ تشیع

حضرت عمر کا پورا مخالف ہوں اور ہر کلمہ ناگفتنی اُن کے حق میں کہنا روا بلکہ جائز و مستحب جانتا ہوں۔ مگر اس موقع پر اُن کا طرفدار ہو کر عرض کرتا ہوں کہ معاذ اللہ حضرت عمر نے ہرگز ایسا نہیں کیا نہ عقد کا پیغام دیا نہ کوئی جبریہ لفظ زبان پر لائے نہ اپنے گھر بُلا کر چادر کھینچی۔ نہ مُنہ چوما۔ نہ ساق پا کھولا۔ علمائے متعصّبین نے محض بغرض اثبات عقد و حفت اہلبیت اس مضمون کو کاٹ چھانٹ کر لایق افسوس بنا دیا علمائے فرقہ مدعیان سے بھی ایک بڑے ذی رتبہ عالم نے لکھدیا کہ اہل تعصب نے یہ بیہودہ مضمون تراشا ہے حضرت عمر سے کبھی ایسی واہی حرکت واقع نہ ہوتی وہ ادب شناس و عارف مراتب اہلبیت تھے اُن کی لونڈی سے بھی اس نوع کی بے ادبی نہ کرتے وہ بزرگ سبط ابن جوزی ہیں۔ خواص الامۃ کے باب گیارہ میں اپنے جد اعلیٰ ابن جوزی کا بیان اسطرح نقل کرتے ہیں رد ذکر جدی فی کتاب المنتظم ان علیا بعثہا الی عمر وان کشف ساقہا ولمسہا بیدہ قلت وھذا اقبح واللہ لو کانت امۃ لما فعل بھا ھذا باجماع المسلمین لا یجوز لمس الاجنبیۃ فکیف ینسب الی عمر مثل ھذا والذی روی لنا ان علیا لما قال لعمر انہا صغیرۃ قال ابعث بہا الی فبعثہا و بعث معہا بہ ثوب وقال لہا قولی لہ یقول لک الی یصلح لک ھذا الثوب فلما جاءت الی عمر صوب النظر الیہا وقال لہا قولی لہ نعم فلما عادت الی علی قالت لہ یا ابت لقد ارسلتنی الی شیخ سوء لقد صوب النظر وھذا اقبح واللہ لو کانت امۃ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ عمر نے سینہ سے چمٹایا چادر کھینچی مُنہ چُوما ساق پا کو ہاتھ لگایا یہ قصہ نہایت قبیح ہے عمر اہلبیت کی کنیزوں سے بھی یہ حرکت نہ کرتے کیونکہ باتفاق اہل اسلام غیر عورت پر نظر ڈالنا حرام ہے۔ ہاں اتنی بات صحیح ہے کہ جب علی نے بعذر کم سنی عقد کرنے سے انکار کیا تو عمر نے کہا کہ میرے پاس بھیجدو میں خود اندازہ کر لوں گا چنانچہ علیؑ نے بھیجدیا جب وہ لڑکی اُن کے پاس

گئی تو انھوں نے گہری نگاہ سے دیکھا اور باپ کے گھر واپس کردیا۔ لڑکی نے شکایت
کی کہ بابا تم نے مجھکو کس بڈھے خبیث کے پاس بھیجدیا تھا ابن جوزی کا بعض حصہ روایت
سے انکار اور بعض سے اقرار نہایت تعجب انگیز ہے نیمے حواب راست و نیمے صحیح اسی کو
کہتے ہیں مدعیوں کی روح اس عالم راست گو و انصاف پسند و عالی خاندان والا دودمان
کی رائے سلیم پر تصدق ہو جائے۔ جو کشف ساق وغیرہ ہا کو خلاف شان عمر سمجھتے ہیں
مگر علی کے بھیجنے اور عمر کے گھورنے اور لڑکی کی شکایت کرنے کی تصدیق کرتے ہیں معلوم
ہوتا ہے کہ ابن جوزی کے گھرانہ میں یہ بات قبیح و معیوب نہوگی کہ ناکتخدا لڑکیکو اس کے
پیغام دینے والے کے پاس بغرض پسند و ناپسند لڑکی کا باپ بھیجدیوے علمائے مدعیان
کی عجیب حالت ہے ایک شخص جس بات کو صحیح کہتا ہے دوسرا عالم اسی کو غلط تبلا دیتا ہے
ملاحظہ ہو کہ ابن جوزی حسب تصریح بالا قبول فرما چکے کہ عمر نے کشف ساق وغیرہ کچھ نہیں
کیا۔ کیونکہ باتفاق جمیع اہل اسلام اجنبی عورت پر نظر ڈالنا حرام ہے ابن حجر مکی صواعق
محرقہ کے صفحہ (۱۶۰) پر تحریر فرماتے ہیں (ہنوز بحد شہوت نرسیدہ بود کہ حرام باشد
اگر صغیر نمی بود پدرش علی اورا باین طریق نمی فرستاد) جس بات کو ابن جوزی بالجماع
اہل اسلام حرام تبلاتے تھے اسکو ابن حجر حلال فرماتے ہیں نہ معلوم دونوں میں کون سچا
ہے ابن حجر نے تحریر استیعاب و اصابہ کو صحیح مانکر یقین فرمالیا کہ عمر نے علی کو مجبور کرکے
ان کی بیٹی کو بلوایا اور حسب صراحت اول سب بے ادبیاں کیں اور وہ تمامتر بوجہ صغر سنی جائز
تھیں اس سے بالا تر عرض کرتا ہوں مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ الغین کے صفحہ ۹۲۶
پر لکھ چکے ہیں اور جسکو اس سے پہلے بندے عرض کیا ہے (آنچہ دراں کتاب مستطاب یعنی اصابہ فی
معرفۃ الصحابہ ابن حجر عسقلانی درباره ما بہ النزاع مرقوم ست بلا اختلاف نسخ و بکلم دکاست
بگوش اصفا باید شنید) تحریر ہذا سے چند باتیں ظاہر ہوئیں اول یہ کہ اصابہ کو مستند سمجھکر مولوی
حیدر علی صاحب نے استدلال فرمایا۔ دوم اسکو بلفظ کتاب مستطاب یاد فرمایا سوم اسکو بلا اختلاف

و نسخ تجویز کیا مگر بقولے دروغ گورا حافظہ نباشد مولوی صاحب نے ایسی ذی عزت و باوقار
کتاب کو خاک میں ملا کر لکھدیا کہ ہماری کتاب میں شیعہ نے منہ چومنے اور ساق پا وغیرہ کا
مضمون ملا دیا ہے چنانچہ ازالۃ العین کے صفحہ (۷۴۹) پر لکھتے ہیں (شیعہ کشف ساق را
ضمیمہ روایت فرمودند تا زعم خود محمدت را بمنقصت بدل کنند) یعنی شیعہ نے یہ مضمون اس
غرض سے ملا دیا ہے تا کہ عمر کے محامد و فضائل برائیوں سے بدل جائیں تعجب ہی اس عالم
کی عقل پر جس کتاب کو بلا اختلاف و نسخ بتلاتے ہیں اسے ہیں شیعہ کی دراندازی کو
تسلیم فرماتے ہیں نہ معلوم مولوی صاحب کا کون فقرہ لباس راستی سے آراستہ ہے۔ سنیوں کو
جب کچھ نہیں بن پڑتا بیدھڑک ہو کر لکھدیتے کہ شیعہ نے ہماری کتابوں میں اپنے مفید
مطلب لکھدیا ہے انھیں حیدر علی صاحب نے مسلم و بخاری کی دو سو دس حدیثوں کو جنمیں
غضب سیدہ یہ ابو بکر و امتناع عمر بہ احضار دوات و قلم وغیرہ درج ہے غلط قرار دیدیا
المختصر اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ شیعہ نے اہلسنت کی کتابوں میں اپنے فائدے کی باتیں لکھدی
ہیں تو جو لوگ شیعہ کے عقائد و ادب سے واقف ہیں وہ کبھی یقین نہیں کر سکتے ہیں
کہ کسی شیعہ کا دختر علی کے ساتھ گستاخی کرنے میں باین عنوان قلم اٹھا ہو۔ بھلا جو شخص
حضرت ام کلثوم سلام اللہ علیہا کو اپنی شاہزادی اور ہمسر معصومہ جانتا ہو اور ان کی
لونڈیکو اپنی مخدومہ سمجھتا ہو وہ محض بخیال منقصت عمر ایسا مضمون لکھنے کی جرات کر سکتا
ہے کہ جس کے دیکھنے اور سننے سے دل و جگر کانپ کر ہاتھوں اچھل رہے ہیں
گو کہ حیدر علی صاحب نے بدالسنت خود شیعہ پر الزام لگایا۔ مگر پھر سوچیے کہ اس سے
کام نہ چلیگا ہر شخص سمجھ جائے گا کہ یہ شیعہ پر افترا ہے لہذا انھوں نے دوسرا طریقہ
اختیار کیا جس سے استیعاب و اصابہ کے اندراجات پر کوئی حرف بھی نہ آئے اور عمر بھی
الزام شدید سے بچ جائیں مولوی صاحب ممدوح اسی ازالۃ العین میں فرماتے ہیں
وازاقوال معتبرہ و روایات معتمدہ فریقین بوضوع پیوستہ کہ ہرکس کہ ارادہ عقد نکاح

بازنے داشتہ باشد وآں زن اگر بحدّ بلوغ رسد دیدنش در حالت قعود وقیام وسکون ومشی درست ہست بلکہ محاسن اورا بنر تواں دید فکیف مخطوبہ بحدّے صغیر باشد کہ پنج و شش سالہ بود چنانکہ خواہی دانست انشاء اللہ) مولویصاحب نے تحریر صدر سے یہ مطلب ظاہر فرمایا ہے کہ ہرگاہ باتفاق فریقین یعنی سنّی وشیعہ مخطوبہ کا کھڑے بیٹھے چلتے۔ پھرتے دیکھنا بلکہ اس کی صورت کا بھی باوصف بالغہ وراشدہ ہونے کی معائنہ کرنا جائز ہی تو پانچ چھ برس کے لڑکے سے بالا وٗنے جائز ہوگا اسمیں قباحت کیا لازم آتی ہے آفریں ہے حیدر علی صاحب کہیں لکھتے ہیں کہ شیعہ نے ہمارے کتاب ہیں کشف ساق وغیرہ کو درج کر دیا ہے جس سے محامد عمر متبدل بہ مناقض ہو جائیں کسی جگہ مجتہدانہ فتوے دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں کہ جب جواں وبالغ سے سب بالائی کارروائی جائز ہے تو صغیر سن سے کیوں حرام تجویز کی جائے اسپر طرہ یہ کہ لفظ اتفاق فریقین سے شیعہ کو بھی اپنا ہمرنگ بنا لیا تاکہ اعتراض باقی نہ رہے لہذا میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے مذہب میں اجازت نہیں دی گئی جو سنیوں کو آزادی ہے۔ بحمد اللہ مولوی صاحب سب جنگلوں کی سیر کر کے پھر اسی کوچہ میں آگئے جسمیں صاحب استیعاب واصابہ گشت فرما رہے تھے نتیجہ یہ نکلا کہ یہ اعتقاد مولوی حیدر علیصاحب حضرت علیؑ نے اپنی لڑکیکو عمر کے پاس بھیجا اور اُسنے وہ سب کچھ حرکات کیں جنکا بار بار ذکر کرنا مکروہ معلوم ہوتا ہے اور عمر نے کوئی ارتکاب ناجائز نہیں کیا بلکہ وہ شرعاً اُسکا استحقاق رکھتے تھے میرا پہلا اعتراض تو یہی ہے کہ ایسا فعل جو حسب روایات مدعیان علیؑ نے کیا تمام اقوام زمانہ حتی کہ بازار نشین لوگ بھی نہیں کر سکتے اگر کسی کنچن سے کہا جائے کہ تم اپنی صغیر سن لڑکی کو فلاں شخص کے پاس بھیجدو تاکہ وہ خود ہاتھ پھیر پھار کر امتیاز بلوغ کر لیوے تو ممکن نہیں کہ باوصف پیشہ ور ہونے کے وہ شخص جس کی روزی اسی پر موقوف ہے ایسا کر سکے ہر جائز واقعہ کے لیے کچھ نہ کچھ نظائر مل جایا کرتی ہیں مگر اس قصہ واہی کی نظیر میں تو تاریخ دنیا خاموش ہیں بڑے تجسس اور چھان بین سے صرف ایک

نظر اہل سنت کے یہاں سے ملی ہے وہ یہ کہ حضرت ابوبکر نے عایشہ صدیقہ کو اُن کے بچپنے میں
آنحضرت کے پاس غم غلط کرنے کے لئے بھیجدیا تھا۔ مولوی نذیر احمد صاحب کتاب اُمہات الامہ
کے صفحہ ۶۳ سطر ۱ پر لکھتے ہیں کہ عائشہ چھ برس کی تھیں اور آنحضرت پچاس سال کے اگر بقول
حیدر علی صاحب حسب صراحت بالا مخطوبہ نابالغہ سے کچھ کر لینا جائز تھا تو حضرت بھی ضرور شوق
طبیعت پورا کرتے لیکن جناب نے نہ ران سہلائی نہ بوسہ بازی کی نہ سینہ سے چمٹایا نہ گھُورا گھاری
کی ویسی ہی... گھڑی دو گھڑی آنکھیں ٹھنڈی کرکے واپس کردیا سوائے نذیر احمد صاحب
علمائے مدعیان بیان طراز ہوئے ہیں کہ بعد انتقال جناب خدیجہ حضرت ابوبکر نے عائشہ
کو جبکہ وہ چھ برس کی تھیں بنا سنوار کر نبیؐ کی خدمت میں بایں غرض بھیجدیا کہ اُنکو اپنا
مونس تنہائی بنائیں بعد ازاں آنحضرت ابوبکر کے گھر آنے جانے لگے اور عقد کرنے پر
آمادہ ہوگئے۔ تب ابوبکر ذرا ابھاری بنے اور بہ مقام عذر فرمایا کہ آیندہ معاف فرمائیے
میں اُس کی نسبت پسر مطعم سے کرچکا ہوں بعد اصرار نکاح کردیا اور متقاضی ہوئے کہ اپنے
گھر لیجاکر شوق سے زفاف فرمائے حضرت اسباب میں تامل فرماتے تھے ابوبکر نے بہ فراست
معلوم کیا کہ شاید حضرت کے پاس زر مہر نہیں اسواسطے درنگ فرماتے ہیں ہمت مردانہ سے
مہر بھی جیب خاص سے پیش کیا اسپر بھی حضرت متوجہ نہوئے بالآخر ایک روز زوجہ ابوبکر نے
دل کڑا کرکے حضرت کی گود میں عائشہ کو بٹھا ہی دیا پھر کیا تھا۔ عرب میں یہ پہلی لڑکی
تھی جس نے نو برس کی عمر میں عورات بالغہ کو طاق میں رکھدیا عبارات کتب ذیل مؤید
دعوے فدوی ہیں۔ علمائے مدعیان نے جو بہ جوش عداوت اہلبیت اہانت خاندان
رسالت میں قلم فرسائی کی ہے وہ اس قابل نہیں کہ جسکو کوئی قلم لکھ سکے اور کان سُن
سکے۔ مگر چونکہ مسئلہ کا مکمل کرنا اور عدالت پر مدعیان کا آل نبی سے عناد ظاہر کرنا مدنظر ہے
لہذا طبیعت پر جبر کرکے عرض کرتا ہوں کہ بوسہ بازی و ساق پا کھولنے سے ہزار دل
درجہ بڑھی ہوئی اور باتیں اس معصومہ کے باب میں لکھی ہیں حضرت عمر نے روبروئے

اصحاب فرمایا کہ دختر علی سے جماع کرا دو مہاجرین اولین یہ ارشاد سنکر خاموش ہو رہے اور کسی نے عمرؓ کے منہ میں روڑہ نہ ٹھونسا کہ ایسی بات کہنے لازم نہیں ہے وہ عالم مدعیان جن کی عبارت متعلق بہ واقعہ مذکور آیندہ پیش کروں گا بہ مقام عذر فرماتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمر کو اس کلام کی حرمت و ناواجبیت پر اطلاع نہ تھی اگر ہوتی تو کبھی ایسا نہ فرماتے اسی طرح صحابہ کی نسبت فرماتے ہیں کہ وہ بھی مطلع نہونگے کہ یہ بات بری ہے ورنہ ضرور عمر کو روکتے ۔ سیرت حلبیہ کا صفحہ (۶۳ ۴) ملاحظہ ہو یہ عبارت لکھی ہے

وفی الامتاع ان سیدنا عمر لما تزوج ام کلثوم بنت علی ابن ابی طالب جاء الی مجلس المہاجرین الاولین فقال رفئونی (الرفث الجماع) فقالوا ماذا یا امیر المومنین قال تزوجت ام کلثوم بنت علی ھذا کلامہ ولعل النہی لم تبلغ ھؤلاء الصحابہ بما حیث لم ینکروا وقولہ کما لم یبلغ سیدنا عمر) میں حیران ہوں کہ یہ کیسے اصحاب تھے جو تہذیب و شائستگی کے نام سے آگاہ نہ تھے ایسی باتوں کی برائی سے ہر شخص فطرتاً آگاہ ہوتا ہے نہ معلوم یہ پامال کنندۂ مسند نبوی کس جنگل سے آنکر شریعت رسول کی ہری ہری گھانس چرنے پر تیز دندان ہوئے تھے ۔ علمائے مدعیان کی سادگی پر افسوس آتا ہے کہ ایسے لوگوں کی برات بعذر جہالت کرکے پھر بھی ان جہلاء کا دامن نہیں چھوڑتے یقین کیا جاتا ہے کہ اس مضمون کی نسبت بھی یہ ہی کہا جائیگا کہ شیعہ نے ہماری کتابوں میں لکھدیا ہے مدعیوں کے ہاتھ میں یہ اچھا عذر ہے جواب سے عاجز ہوکر ہر جگہ یہ کہدیتے ہیں مگر عند العقلاء اس بیان کی کوئی وقعت نہیں ہوسکتی ۔ ہر مجرم بوقت ماخوذی اپنی برات میں عذر لاطائل پیش کیا کرتا ہے ۔ مگر جرم سے بری نہیں ہوسکتا ۔ مثالاً عرض کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی تھانہ دار کسی شخص کے صندوق سے جو کہ محفوظ جگہ رکھا ہو کچھ مال مسروقہ برآمد کرکے صاحب خانہ سے پوچھے کہ یہ کہاں سے آیا وہ جواب دے کہ مکان صندوق دونوں میرے ہیں مگر برآمدہ شدہ مال میرا کوئی دشمن رکھ گیا ہے ۔ لیکن میں کوئی ثبوت نہیں رکھتا تو کیا

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

اس بیان پر افسر پولیس اُسکو چالان نہ کرے گا اور مقدمہ سرقہ کو نقشہ حرف (ب) کاٹکر
خارج کرادے گا ایسے ہی علمائے مدعیان محض زبانی جمع خرچ پر کہ شیعہ نے ہماری کتاب
میں لکھدیا ہے بری نہیں ہوسکتے تاوقتیکہ گواہان معائنہ یا کوئی قرینہ قابل یقین نہ دکھلاویں
مدعی صاحبان کوی وجہ لایق اطمینان ظاہر نہیں کرسکتے" فقط یہ ہی کہے جاتے ہیں کہ شیعہ نے
اپنے مفید اور ہمارے مُضر کتابوں میں لکھدیا ہے سب سے پہلے مدعیوں کو اس عُذر کرنیکا
سبق شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے دیا ہے اسی پرانے اموختہ کو اُن کے سب شاگرد
رٹے جاتے ہیں۔ شاہ صاحب تحفہ میں لکھتے ہیں کہ دہلی کے خوشنویس شیعہ ہماری غیر مشہور
کتابوں کو خوشخط لکھ کر سونے چاندی کی جدول سے آراستہ کرکے گدڑی میں بیچنوں کو ہاتھ
بہ قیمت ارزاں بیچدیتے ہیں نادان بیچارے سستا مال دیکھکر لے لیتے ہیں اُن کتابوں
میں موقع پاکر ایسے مضامین درج کردیا کرتے تھے جس سے پیشوایان اہل سنت کی تہجین
وتنقیص پیدا ہو۔ مگر صحاح میں وہ کوئی کارروائی نہ کرسکے بعنایت الٰہی ہماری صحاح ستہ
دستبرد شیعہ سے محفوظ رہیں شاہ صاحب پر لازم تھا کہ اتنا ضرور بتلا دیتے کہ فلاں فلاں
کتاب میں شیعہ نے اِن اِن مضامین کو چالاکی سے لکھدیا ہے بقول شاہ صاحب شیعہ نے
غیر مشہور کتابوں میں مضمون بنایا ہے استیعاب و اصابہ جیسی مشہور کتابوں میں سارق یا کھولے کا مضمون
کسنے درج کردیا۔ ۲ کتابوں میں رسالتمآب کا حق جناب فاطمہ فدک کا ہبہ کرنا اور عند التنازعہ
روبروئے خلیفہ اول حضرت امیر و حسنین شریفین و اُم کلثوم و اُم ایمن کا وقوع ہبہ پر گواہی
دینا کون شیعہ لکھ گیا بحث وراثت میں حضرت امیر کا اجرائے وراثت بہ ترکہ انبیاء پر قرآن
سے محتج ہونا کس شیعہ نے لکھدیا۔ ۱۶ کتابوں میں قصہ آتش زنی بخانہ فاطمہ کس نے درج کیا
ہبہ وراثت و احراق وغیرہ جملہ معاملات بحوالہ کتب و عبارات تنبیہ المطاعن میں موجود ہیں
مسلم میں کس شیعہ کو یہ لکھنے کا موقع ملا کہ علی ابوبکر و عمر کو کاذب و غادر و خاین جانتے تھے وغیرہ
وغیرہ مدعیان پر فرض ہے کہ اصلی مجرم کو پیدا کریں ورنہ اُن کا چالان اسی طرح کیا جائیگا

کہ جیسے حسب تصریح بالا تھانہ دار صندوق محفوظ سے مال مسروقہ نکلنے پر مجرم کو سپرد حوالات کرے گا اور ہاں خوب یاد آیا شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ صحاح میں شیعہ کچھ چالاکی نہیں کر سکے مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ الغین میں حسب تصریح بالا لکھتے ہیں کہ دوسو دس حدیثیں مسلم و بخاری کی غلط ہیں یہ سیکڑوں بے بنیاد احادیث صحیحین میں کسنے لکھدیں نہ معلوم اس اختلاف بیان میں جھوٹ کا ستارہ کس کی پیشانی پر چمکیگا شاہ صاحب یا حیدر علی صاحب کی بہرحال ان دونوں میں سے ایک کے چہرہ پر ضرور قشقۂ بدنامی لگایا جائیگا ۔ المختصر یہ توہین جس کی اجمالی حالت میں نے عرض کی ایسی ہے کہ جو اہلبیت نبوی کی ساتھ علمائے مدعیان سنت کی ہی چند اور اہانتیں ایسی ہیں جنکا ذکر داخل طوالت ہے سید سجاد حسین بارھوی نے رسالہ تقریر دلپذیر میں اُنکو بہت تشریح سے لکھا ہے ملاحظہ فرما لیا جائے اہلبیت رسول کو بعد آنحضرت مسلمان ایسی بیوقار نظروں سے دیکھتے تھے کہ پایان نہیں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ معاذ اللہ عمر نے مہاجرین اولین کے سامنے کہا کہ علی کی بیٹی سے جماع کر ادو سب نے سنکر مطلق سرزنش نہ کی خود عمر کے سامنے بدمعاش و زناکار لوگ اہلبیت کو نامزا کہتے تھے اور وہ سنکر ٹالدیتے تھے وفیات الاعیان ابن خلکان میں ایک طولانی عبارت لکھی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ خلیفہ عمر اور مغیرہ زناکار جس کا ام جمیل سے زنا کرنا اور عمر کا مقدمہ سے بوجہ اتحاد مغیرہ کو بری کر دینا تشیید المطاعن میں کتب اہل سنت سے بہ صفحہ (۵۹۶) لکھا گیا ہے) کعبہ میں وارد تھے اتفاقات سے ام جمیل معشوقہ مغیرہ بھی بقول "ستر چوہے کھا کے بلی حج کو چلی" طواف خانہ کعبہ کے لئے آئی ایکروز مغیرہ زانی اور عمر فاروق ہاتھ میں ہاتھ ڈالے ہوئے پھر رہے تھے کہ برابر سے ام جمیلہ زانیہ گذری خلیفہ عمر نے پہچانکر مغیرہ سے بطور تجاہل عارفانہ دریافت کیا کہ دوست اس عورت کو بھی جانتے ہو اُنھوں نے نہایت پُرمذاق لہجہ میں جواب دیا کہ ہاں خوب جانتا ہوں یہ ام کلثوم بنت علی ہے عبارت وفیات الاعیان کا ایک مختصر ٹکڑہ متعلق

یہ معاملہ لکھا ہوں قال نعم ھذہ ام کلثوم بنت علی فقال لہ عمر اتتجاھل علی الی آخرہ) عمر نے یہ سُنکر صرف اتنا فرمایا کہ آپ تجاہل عارفانہ سے ایسا فرماتے ہیں مقام غور ہے کہ ایک زانی کا معصومہ کو زن زانیہ سے تشبیہہ دینا اور عمر کا ہنسکر ٹالدینا کسقدر جہ اہلبیت کی بے وقاری کو ثابت کرنے والا ہے میں درباب اہانت اہلبیت جو کہ علمائے مدعیان نے کی ہے بہت کچھ گفتگو کر سکتا ہوں مگر خوف طوالت سے اس جگہ عنان زبان روک کر عرض کرتا ہوں کہ بعد سماعت حالات مصرحہ بالا عدالت نے ضرور یقین فرمالیا ہوگا کہ اس فرضی و قیاسی نکاح کے واقعی ثابت کرانے میں علمائے مدعیان نے خاندان رسالت کی کیسے الفاظ میں ذلت کی ہے کوئی توہین و ہتک آمیز واقعہ ایسا نہیں ہے جسکو اہلبیت نبوی سے منسوب نہ کیا ہو مدعیان کا دعوے ہے کہ بلا جبر و کراہت طیب خاطر و خوشدلی سے علیؑ نے عقد کردیا تھا روایات مذکورہ بالکل اس خیال کو بدل دینے والے ہیں صاف ظاہر ہوگیا کہ حضرت علیؑ پر اسقدر دباؤ ڈالا گیا کہ بناچار انھوں نے اپنی لڑکی کو پسند و غیر پسند کے لئے بھیجدیا میں ان تمام واقعات کو بالکل غلط و پادر ہوا سمجھتا ہوں حضرت عمر سے جسقدر باتیں نسبت دی گئی ہیں سکو بناوٹی و غیر واقعی جانتا ہوں ہرگز ہرگز کوئی اہانت از جملہ مندرجہ صدر حضرت عمر سے واقعہ نہیں ہوئیں وہ صرف مراتب حکومت سے اہلبیت کے گرانے والے تھے نہ کہ اُن کی ذاتیات میں عیب پیدا کرنے والے البتہ متاخرین نے اُنکی تعلیم سے بہر نوع خاندان نبوت کو ذلیل و حقیر سمجھا۔

رائے عدالت

معائنہ کُتب مدعیان پیش کردہ وکیل مدعاعلیہم و نیز سماعت تقریر وکیل سے جو نتیجہ کہ برآمد ہوا اُس سے صاف طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اگر فی الواقع عمر صاحب اُن حرکات کے مرتکب ہوئے تو وہ ہرگز مسلمان نہ تھے جو شخص کہ خدا و رسولؐ پر ایمان بصدق دل لایا ہو وہ کبھی ایسی حرکات نہیں کرسکتا جو کہ عمر سے معرض وقوع میں آئیں۔

تنقیح نہم ۹

عمر صاحب نے یہ عقد کس عمر میں کیا اور بعد عقد کتنے دنوں زندہ رہے اور ام کلثوم کی بروقت نکاح کیا عمر تھی اور بہ مقتضائے سینت فریقین اولاد کا ہونا ممکن ہے یا محال

بیان غلام معاویہ وکیل مدعیان

میرے مذہب کے تمام علماء کا اسپر اتفاق ہے کہ بروقت خطبہ حضرت عمر کا سن شریف ساٹھ برس یا اُس سے کچھ اوپر تھا مولوی شہاب الدین دولت آبادی کتاب ہدایۃ السعدا میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت عمر نے ام کلثوم سے عقد کرنا چاہا تو فرمایا کہ میں بیکار محض ہوگیا ہوں عورتوں کی خواہش مطلق نہیں رہی بغرض حصول عزت آخرت خاندان رسالت میں عقد کرنا چاہتا ہوں فاروق نے جن لفظوں میں اُسوقت اپنی عمر کا اظہار کیا تھا اُن کو مولانائے ممدوح اس طرح ادا کرتے ہیں (عمر گفت من مرد پیر معمرم از شصت سال بالا شدہ) اور اسماء الرجال کے صفحہ (۶) پر لکھا ہے قتل عمر ادبع من ذالحجہ سنہ ثلاثۃ و عشرین ولد من العمر ثلاثۃ و ستون سنۃ یعنی یہ ہوئے ۲۳ھ میں چوتھی ذالحجہ کو عمر قتل ہوئے اور بروقت شہادت اُن کا سن مبارک ۶۳ سال کا تھا اس حساب سے ۲۰ھ میں عقد ہوا کیونکہ حضرت فاروق سنہ مذکور میں ساٹھ برس کے تھے اور ۲۳ھ میں ۶۳ سال کے عقد کرنے سے کچھ کم تین برس کے بعد قضا کر گئے ام کلثوم کی عمر کا تذکرہ پہلے ہوچکا ہے کہ چار پانچ سال یا انتہا چھ سال کی تھی مولانا حیدر علی صاحب درباب بحث عقد ام کلثوم ازالۃ الغین کے صفحہ (۳۳۹) پر عمر کا فیصلہ اسطرح کرتے ہیں (طفلیکہ دختر پنج شش سالہ باشد) ہدایۃ السعدا کے صفحہ (۲۵۹) پر تحریر ہے (اربع سنین او ما بین الاربع الی خمس یعنی چار سالہ تھی یا چار اور پانچ سال کے بیچ میں سوائے ازاین ام کلثوم کی خوردسالی کا ہمارے علماء ..... کو اعتراف ہے جس کا ثبوت وکیل مدعا علیہم نے تنقیح ہشتم مدلل بہت صحت سے پیش کیا ہے مولوی حیدر علی صاحب منتہی الکلام کے صفحہ (۲۴۴) پر رقمطراز ہیں

فدعاء ام کلثوم و هی یومئذ صبیه یعنی عمر کا ام کلثوم کو اپنے پاس بُلانا صرف بوجہ خورد سالی تھا یہ ہے مضمون صواعق محرقہ کے صفحہ (۱۶۰) پھر کہ فرستادن ام کلثوم بواسطہ صغرسن بود کہ ہنوز بحد شہوت نرسیدہ بود کہ حرام باشد اگر پیغمبر نمی بود پدرش علی اورا باین طریق نمی فرستاد علاوہ بریں حضرت امیر نے جو عقد سے انکار کیا تھا وہ بھی بوجہ صغرسنی تھا ہر روایت میں حضرت علی کا جو قول درباب عذر نکاح واقع ہوا ہے وہ کم سنی کا ثابت کرنیوالا ہے لہذا میں بلا تردد کہتا ہوں کہ حضرت عمر بوقت خطبہ ساٹھ برس کے تھے اور ام کلثوم چھ برس یا پانچ اور چار سال کے درمیان میں تھیں

تقریر سید نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم

یہ تنقیح تمام مقدمہ کی اصل اصول ہے عدالت کو اس موقع پر بہت توجہ فرمانی چاہیئے مقدمہ کی اصلیت اسی پر کھل جائے گی۔ وکیل مدعیان کو بلا فکر و تردد و باعتبار روایات و تحقیقات علمائے خود تسلیم ہے کہ ام کلثوم چار۔ پانچ سال یا انتہا درجہ چھ برس کی تھیں اور خلیفہ دوم بوقت عقد ساٹھ اکسٹھ برس کے تھے بعد عقد اڑہائی تین سال زندہ رہ کر ۲۳ھ میں جبکہ اُن کی عمر ۶۳ سال کی تھی نہضت فرمائے دار القرار ہو گئے اندریں صورت بروے حساب اُم کلثوم کیطرح لایق ہم بستری بھی نہ تھی چہ جا کہ دو بچے زید و رقیہ کا پیدا ہونا آخر حصہ حیات عمر یہ میں ام کلثوم آٹھ برس کی ہو گی پس کسی ملک کی عورت اتنی مدت میں مرد کی صحبت نہیں اُٹھا سکتی العجب کل العجب ۶۳ برس کا نامرد بوڑھا گور میں پیر لٹکائے بیٹھا ہے آٹھ برس کی دولھن اُس سے پیر فرتوت سے دو بچہ جن رہی ہے۔ بھلا یہ خیالی پلاؤ کیونکر پک سکتا ہے اس معاملہ میں دو محال واقع ہیں محال اول بوڑھے نامرد سے اولاد کا ہونا محال دوم سات آٹھ برس کی لڑکی کا دو بچہ جننا۔ جس ام کلثوم کو مخطوبۂ عمر بتلایا جاتا ہے اور جس سے زید و رقیہ کا پیدا ہونا ظاہر کیا گیا ہے وہ حسب روایات مدعیان و تسلیم وکیل صاحب ۲ سنہ میں

جبکہ عمر ساٹھ برس کے تھے پنج سالہ تھی اور ام کلثوم دختر جناب امیر علیہ السلام اسوقت
عاقلہ و بالغہ و راشدہ و جوان السن تھیں۔ میں عدالت کو اثبات سے ایسا اطمینان
دلاؤں گا جسکو ہر مذہب کا آدمی ملکہ خود وکیل صاحب مان لیویں باتفاق امت ۲ھ
میں حضرت امیر کی شادی جناب سیدہ سے ہوئی اور ۱۱ھ میں معصومہ نے وفات پائی پس
نو برس سے کچھ کم دونوں کا ساتھ رہا چنانچہ اہلبیت کے ایک معزز مداح نے فرمایا ہے
ع ساتھ آٹھ برس تک رہا زہرا و علی کا۔ اسی آٹھ نو سال کے عرصہ میں پانچ اولادیں
ہوئیں حسنینؑ و زینبؑ و ام کلثومؑ و محسن سلام اللہ علیہا۔ ۱۵ رمضان شریف ۳ھ کو
امام حسن علیہ السلام اور سوم شعبان ۴ھ کو امام حسین علیہ السلام اور ۶ھ میں ام کلثوم اور
اگر زیادہ وسعت دیجائے تو ولادت ام کلثوم کے لئے ۷ھ یا ۸ھ ہوسکتا ہے اس سے زیادہ
کوئی زمانہ نہیں ملتا ۶ھ سے ۲۰ھ تک ۱۴ سال کی عمر ہوتی ہے اور ۷ اور ۸ سے بارہ یا تیرہ
برس ہوتے ہیں اس مستقل حساب سے بالاتر کوئی دوسری صورت ممکن نہیں ہوسکتی پس جسقدر
روایات مدعیان متعلق بہ عمر عدالت نے سماعت فرمائیں وہ اس ام کلثوم کے مقابلہ میں
کوئی اثر نہیں رکھتیں۔ اگر کہا جائے کہ رواۃ نے اظہار عمر میں غلطی اٹھائی تو کیا سب
کے سب غلطی میں پڑ گئے ایک بھی جادۂ صحت پر نہ رہا خیر میں تھوڑی دیر کے لئے اگر اس غلطی
کو تسلیم بھی کر لوں تو اس حصہ روایات کو کیا کہا جائیگا جس میں ام کلثوم کا عمر کے پاس
جانا اور اس کا گود میں بٹھانا اور سب بے ادبیاں کرنا درج ہے کیونکہ ۱۳ یا ۱۴ برس
کی عاقل و بالغ لڑکی کا کسی کے پاس بغرض پسند و غیر پسند بھیجنا بالکل ہی گناہ عظیم ہے
میں پانچ ۶ برس کی لڑکی کے واسطے پسند نہیں کرتا چہ جائے کہ ۱۳ یا ۱۴ سال کی بالغہ کے
واسطے۔ اسجگہ علی و عمر دونوں ملزم قرار پاتے ہیں علی پر یہ الزام ہے کہ انھوں نے بالغ کو
نابالغ بیان کرکے معاذ اللہ صریح جھوٹ بولا۔ دوم یہ کہ جوان بیٹی کو العیاذ باللہ
شخص اجنبی کے پاس بغرض پسند و ناپسند بھیجدیا جو کہ قطعاً حرام ہے حضرت عمر پر یہ الزام

عاید ہوتا ہے کہ جناب امیر کو مجبور کیا کہ لڑکی کو میرے پاس بھیجدو اور جوان عورت کے ساتھ وہ کارروائی کی جو کہ حرام محض ہے - مدعی یا کوئی کبھی یہ حق نہیں رکھتے کہ ایک جزو یا چند اجزائے روایت کو جھوٹا تبلائیں اور جسکو بحق خود نافع سمجھیں اُسکو سچا باور کریں شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا کے مقصد ۲ صفحہ (۱۴۱) پر لکھتے ہیں کہ امام شافعی کا قول ہے کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ حدیث کے ایک حصہ کو صحیح مانا جائے اور دوسرے کو جھوٹا عبارت یہ ہے قال الشافعی فکیف یوخذ بعض الحدیث و یترک بعضہ پس اب لازم آیا کہ اس جگہ تلاش کرنا چاہیئے کہ وہ کون ام کلثوم ہے جو سنہ ۱۷ھ میں پنج سالہ تھی سو اُس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ ہی ام کلثوم دختر ابوبکر ہے جس کی بابت تنقیح نمبر (۲) میں بحث ہو چکی ہے ملاحظہ ہو کہ کتاب اسماء الرجال کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے ومات ابوبکر لیلۃ الثلثا و قیل یوم الاثنین جمادی الاخر سنہ ثلاثۃ و عشر یعنی ابوبکر نے سنہ ۱۳ھ میں وفات پائی - کتاب اصابہ کے صفحہ (۴۳۴) پر لکھا ہے کہ بوقت وفات ابوبکر ام کلثوم شکم مادر میں تھی عبارت یہ ہے ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق التیمیہ و نا بعد مات ابوھا و ھی فی حمل فوضعت بعد وفات ابیہا سوائے ازیں کتاب کشف الغطاء ترجمہ موطا مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ (۴۸۴) سطر ۲۰ پر لکھا ہے - حضرت ابوبکر نے عائشہ سے کہا کہ بعد ہمارے وفات کے حبیبہ بنت خارجہ کے شکم سے ایک لڑکی پیدا ہوگی چنانچہ پیدا ہوئی اور نام اُسکا ام کلثوم رکھا گیا - جبکہ وفات ابوبکر سنہ ۱۳ھ میں واقع ہوئی تو سنہ ۱۴ھ میں ام کلثوم کی ولادت ہونی چاہیئے سنہ مذکور سے تا سنہ ۱۷ھ جس میں عمر نے عقد کیا چھ برس کا فاصلہ ہے - اس موقع پر اگر کسی شخص کو یہ وہم ہو کہ عمر بڑھاپے میں کیا چھ برس کی لڑکی کا اچار ڈالتے اُن کو آنحضرت کے حال پر نظر کرنی چاہیئے کہ عائشہ سے حضور انور نے نکاح کیا تھا وہ بھی خیر سے چھ ہی سال کی تھیں جو امر صغیرہ سے حضرت کو منظور تھا وہ ہی عمر صاحب کو تھا اس میں استبعاد کیا ہے پس بلا اشتباہ واضح ہوگا کہ وہ ہی ام کلثوم

دختر ابوبکر تھی جسکا عمر نے منہ چوما اور سینہ سے لپٹایا۔ سارق پاکھولی سب کچھ کیا خیر اُنکے
محسن کی بیٹی تھی جو کچھ اُن کی لڑکی کے ساتھ کیا حق احسان ادا فرمایا۔ جس لڑکی کو
حیدر علی صاحب و دیگر علمار نے پنج وشش سالہ لکھا تھا بحمد اللہ اُسکا پتہ چل گیا دختر
ابی بکر چونکہ بوجہ اسمار بنت عمیس حضرت امیر کے گھر پرورش پاتی تھی لہذا غلط نویسیان
فرقہ مدعیان نے ایک طوفان بے تمیزی برپا کردیا تھا نہ اسقدر چھان بین ہوتی ہی
اور نہ معاملہ کی اصلیت کھُلتی۔ علاوہ بریں ملک العلمار دولت آبادی کا بیان اول نقل
ہو چکا ہے کہ اسمار بنت عمیس کے شکم سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ابوبکر کے نطفہ سے
پیدا ہوئی لڑکی کا نام ام کلثوم تھا اُسکا عقد عمر سے ہوا چونکہ بعد وفات عمر اسمار حضرت
امیر علیہ السلام کے عقد میں آئی۔ لہذا وہ لڑکی اپنی والدہ کے ساتھ زیر حمایت امیر المومنین
آگئی اُسی کے بارہ میں حضرت علیؑ نے عذر صغر سنی پیش کیا۔ واہ مدعیان نے دیدہ و دانستہ
فی الواقع غلطی اُٹھا کر حضرت علیؑ کے انکار کو اُن کی اصلی بیٹی سے متعلق کرکے مضامین بیہودہ
کا دریا بہا دیا اصلی واقعہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لی

رائے عدالت

اس تنقیح سے تمام مقدمہ صاف ہو گیا جیسا کہ پانچ چھ برس کی لڑکی سے ہم بستری دادلاد
کا ہونا عقلاً محال ہے ایسا ہی ساٹھ باسٹھ برس کے بوڑھے سے جو کہ بقول خود سُست
و نامرد ہو زاد و ولد ناممکن ہے بایں وجہ یہ عقد محالات عقلی میں داخل ہے نیز یہ بھی واضح
ہو گیا کہ ام کلثوم دختر علیؑ سے اس قصہ کو کچھ علاقہ نہیں یہ مقدمہ دختر ابوبکر پنج سالہ سے
تعلق رکھتا ہے مدعیان نے عدالت کو سخت دھوکہ دیا کہ ایک بے بنیاد و خلاف عقل دعوے
دائر کرکے ہمارے وقت عزیز کو غارت و برباد کر دیا۔

تنقیح دہم ۱۰

خلیفہ دوم کی کتنی بیبیاں مسمیٰ بام کلثوم تھیں اور زید کس بی بی سے پیدا ہوا دختر علی

یا اور کسی سے -

تقریر سید نثار پنجتن وکیل شیعہ

حضرت دوم کی تین بیبیوں کا نام ام کلثوم تھا اول ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ جن سے
عبید اللہ و زید پیدا ہوئے تاریخ کامل ابن اثیر کی جلد ۳ کا صفحہ ۲۲ اور کتاب اصابہ کا
صفحہ (۳۴۳) متضمن یہ واقعہ مذکورہ پیش کرتا ہوں - احتیاطاً ہر دو کتب کی عبارت بھی
پڑھ کر سناتا ہوں تاکہ وکیل مدعیان بھی سن لیں -

عبارت کامل جلد ۳ صفحہ ۲۲ کانت امہات زید ام کلثوم بنت جرول خزاعی و
کان الاسلام فرق بینہا و بین عمر

عبارت اصابہ صفحہ (۳۴۳) ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ کانت زوج عمر ابن
وھی والدۃ عبید اللہ بن عمر بالتصغیر و قد ذکرھا فی البخاری غیر مسماۃ وان
عمر طلقہا لما نزلت لا تمسکوا بعصم الکوافر وساھا الطبری وقال تزوجہا بعد عمر
ابو جہم بن حذافیہ ہر دو عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ عبید اللہ و زید ام کلثوم بنت جرول
خزاعیہ کے شکم سے پیدا ہوئے چنانچہ بخاری شریف میں بھی اسکا ذکر ہے جب حضرت
عمر مسلمان ہوئے اور بی بی صاحبہ نے شوکت عمریہ کو نہ مانا اور اپنے قدیم مذہب پر قایم
رہیں تب انھوں نے طلاق دے کر گھر سے نکالدیا -

دوسری زوجہ عمر ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تفسیر کبیر کی جلد ہشتم کا صفحہ (۱۹۱) ہی
ملاحظہ ہو لکھا ہے کہ یہ مسماۃ پہلے عمر ابن عمر ابن العاص کی بی بی تھی عین عالم جوانی میں
اسکو چھوڑ کر چلی آئی اور عمر کی گلوگیری ہوی - بخاری شریف کی جلد سوم میں (۷۶) پر بھی
اسکا حال درج ہے نیز قسطلانی مطبوعہ مطبع نولکشور کی جلد چہارم میں صفحہ (۳۴۹)
پر یہ ہی لکھا ہے -

تیسری زوجہ ام کلثوم جمیلہ بن عاصم بن ثابت حمی الدین تھی تاریخ خمیس مطبوعہ مصر کی

دوسری جلد کا صفحہ (۲۵۱) ملاحظہ ہو پس حسب تصریح علمائے مدعیان بخوبی تمام ثابت ہوگیا کہ حضرت عمر کے تین زوجہ مسمیٰ بنام کلثوم تھیں اور ایک دختر ابوبکر جن سے نسبت ہو کر عقد ہوا یا جھوٹ چھٹا ہوگیا ان ساڑھے تین ام کلثوم کے واقعات نے رواۃ مدعیان کو یہ مغالطہ دیا کہ ام کلثوم بنت علی سے بعض واقعات منسوب کر کے ایک غلط سلط بات بنادی جس سے متاخرین دھوکہ میں پڑ کر مستقل طور پر اس بات کے معتقد ہو گئے کہ دختر علی سے ضرور عمر کا عقد ہوا تھا زیادہ خرابی اس معاملہ میں ام کلثوم بنت ابوبکر کے کچے رشتہ نے ڈالدی اسپر حضرت امیرؑ کا انکار بدلیل صغر سنی مدعیوں کے لئے اور بھی سونہ میں سہاگہ ہوگیا بقول اس نے تو گل ارم بنایا لوگوں کو شگوفہ ہاتھ آیا جس سے جیسا کچھ ہوسکا بغرض اثبات فضائل عمر و استحکام مودت بخاندان نبوت ام کلثوم سے مضمون چسپاں کر دیا اولاد مراد سمجھ کچھ ہوگئی مگر جھوٹ کے کب پاؤں ہوتے ہیں کتنا ہی بات بناؤ کہیں نہ کہیں رخنہ رہ ہی جاتا ہے ولادت زید و کم سنی ام کلثوم و نامردی عمر نے تمام دعوی کی حقیقت کھولدی قصہ مختصر تاریخ کامل سے اوپر دکھا چکا ہوں کہ ام کلثوم بنت جرول خزاعی سے زید پیدا ہوا تھا دارقطنی و شاہ عبدالحق صاحب دہلوی نے بھی اسی کو تسلیم فرمایا ہے کہ عبیداللہ ابن عمر جو کہ جنگ صفین میں معاویہ کا طرفدار ہو کر حضرت امیرؑ کے ہاتھ قتل ہوا اور زید دونوں ام کلثوم مذکورہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے سوائے ازیں برکات حسین سجادہ نشین خانقاہ مارہرہ ضلع ایٹہ نے ایک رسالہ مسمیٰ بقول موثوق بہ ثبوت عقد ام کلثوم لکھا ہے وہ بھی رسالہ مذکور کے صفحہ (۳۷) پر لکھتے ہیں کہ عبیب وزید و عبیداللہ ام کلثوم بنت جرول کے شکم سے پیدا ہوئے تھے مروج الذہب مسعودی میں لکھا ہے کہ عبداللہ و حفصہ و عاصم و فاطمہ و زید ایک زوجہ سے تھے اور ابوشحمہ جسپر حد شراب جاری ہوئی تھی اور دیگر لڑکیاں اور بی بی سے تاریخ کامل کی جلد پانچ صفحہ (۴۳) پر بھی یہ ہی درج ہے صاحب روضۃ الاحباب لکھتے ہیں کہ

کہ امیرالمومنین عمر ہشت زن درحبالہ نکاح داشت از انجملہ یک ام کلثوم بنت جرول خزاعی ہیں
ان سے دو بیٹے ایک زید اور دوسرا عبداللہ پیدا ہوا عدالت غور فرمائے جبکہ عمر صاحب
کا بیٹا زید بنت جرول خزاعی سے پیدا ہوا تھا تو زید کو ام کلثوم دختر علی کا بیٹا بیان
کرنے سے مدعیان کس درجہ راہ راستی سے دور ہو گئے۔ ملک العلمار دولت آبادی ہدایت
السعدا کے صفحہ (۲۵۹) پر لکھتے ہیں کہ ام کلثوم صغر سنی میں عمر کے گھر مر گئی اور کوئی اولاد
اس کے نہ تھی عبارت یہ ہے ام کلثوم ماتت فی الصغر عند عمر ابن الخطاب لاعقب
لہما ملک العلمار نے مدعیوں کے سارے عرضیدعوے پر پانی پھیر دیا کیونکہ عرضی دعوے
میں لکھا ہے کہ ام کلثوم اور زید نے بعہد معاویہ مع والدہ خود ایکوقت میں وفات پائی
ملک العلمار ام کلثوم کا بعد عمر مرنا اور کسی اولاد کا نہ چھوڑنا بیان کرتے ہیں اس سے
تمام کلیہ باطل ہو گیا۔

رائے عدالت

اس مقدمہ میں چند معاملہ اہم ہیں از انجملہ علی کا بطیب خاطر و خوشدلی رغبت طبیعت سے
عمر کو لایق رشتہ سمجھ کر اپنی لڑکی کا عقد کرنا۔ دوم ام کلثوم کا لایق ازدواج و قابل اولاد
ہونا سوم زید کا بطن ام کلثوم سے پیدا ہونا ہر سہ امور و دیگر معاملات تصفیہ طلب کی
حقیقت تنقیح ہذا و تنقیحات بالا کی تصریح سے ظاہر ہے نہ عمر و علی میں اتحاد تھا اور نہ
خوشدلی سے رشتہ ہوا بلکہ جبر شدید ثابت ہوتا ہے نہ ام کلثوم قابل عقد تھی نہ اولاد
ہوئی زید عمر کی اور زوجہ سے تھا ثبوت اور دعوے میں مثل زمین و آسمان فرق ہے لہذا
یہ تنقیح بھی بحق مدعاعلیہم فیصل کیجاتی ہے۔

سوال عدالت از غلام معاویہ وکیل مدعاعلیہم

اسوقت تک عدالت کے سامنے دس تنقیح پیش ہوئیں ہر تنقیح آپ کے مُضر اور مدعاعلیہم کے
مفید ثابت ہوئی عقد داخل محالات ہے آپ کوئی اور ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں

یا اسی مواد پر جو اسوقت تک پیش ہو چکا ہے فیصلہ کردینا اپنی حق رسی کا سبب سمجھتے ہیں

جواب وکیل مدعاعلیہم

ہر چند کہ اسوقت تک جسقدر تنقیحات پر بحث ہوئی ہے وہ سب میرے موکلوں کے حق میں غیر مفید ثابت ہوئی ہیں مگر میں اور بہت ثبوت رکھتا ہوں عدالت اُسکو سماعت فرمائے میں چند گواہوں کا اظہار کرانا چاہتا ہوں مگر عرصہ ہوا کہ سب مر چکے ہیں مستدعی ہوں کہ بذریعہ مسمریزم اُن کی ارواح کو طلب فرماکر اظہار لیا جائے۔

حکم عدالت

حکم ہوا کہ گواہان مدعیان کی روح بذریعہ مسمریزم طلب کی جائے ناظر سرشتہ تعمیل کرے

اظہار گواہ اول

سفیان:- سوال منجانب وکیل مدعی آپ کا بیان مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی مؤلف منتہی الکلام نے ازالۃ الغین کے صفحہ (۲۶۹) بحوالہ کتاب اصابہ یہ ظاہر کیا ہے کہ جسوقت حضرت عمر نے ام کلثوم سے منگنی کرنی چاہی تو اُن کی درخواست پر اُنھوں نے جواب دیا کہ لڑکی کم سن ہے قابلیت عقد نہیں رکھتی اس عذر پر لوگوں نے عمر کے کان بھرے اور برانگیختہ کیا کہ علیؑ نے تمہاری درخواست پر کچھ اعتنا نہ کیا اور اُسکو فضول و بیوقعت سمجھ کر رد کردیا دوبارہ عمر نے باصرار خواہش ظاہر کی تب حضرت امیرؑ نے اُس لڑکی کو خلیفہ کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ اگر آپ رضامند ہیں تو وہ آپ کی زوجہ ہے جب ام کلثوم عمر کے پاس آئیں اُنھوں نے چادر کھینچی مُنہ چُوما سینہ سے لگایا ران کھولی اُسپر ہاتھ پھیرا وہ لڑکی یہ حرکات دیکھ کر کہنے لگی کہ اگر تو امیرالمومنین نہوتا تو میں تیری ناک توڑ ڈالتی اور آنکھ پھوڑ دیتی آپ اسکو تصدیق کرتے ہیں کہ ابن حجر عسقلانی نے تمہارے حوالہ سے یہ بات سچ لکھی ہے۔

جواب گواہ ۔ میں حرف بحرف تسلیم کرتا ہوں۔

سوال وکیل شیعہ

سفیان دو گذرے ہیں ایک سفیان بن عیینہ جن کی تفسیر ہے دوسرا سفیان ثوری آپ کون سے سفیان ہیں جواب مظہر سفیان ثوری ہے جسکو مدعی اپنا بڑا ثقہ ومعتمد عالم جانتے ہیں۔

جرح وکیل مدعا علیہم

اس سچے اور سخت ایمان دار کا وہی بیان ہے جسکا ذکر پہلے آچکا ہے کتاب اصابہ میں انھیں حضرت سے یہ طوفان بے تمیزی برپا ہوا ہے کہ معاذ اللہ بپناہ بخدا حضرت علی نے اپنی لڑکیکو پسند و ناپسند کے لئے بھیجدیا اور عمر نے اُس صاحبزادی سے معاذ اللہ ارتکاب حرکات ناشائستہ کیا انہیں کے بیان سے نادم ہو کر مولوی حیدر علی صاحب کو یہ لکھنا پڑا کہ روایت کشف ساق وغیرہا شیعہ نے اضافہ کردی ابن جوزی نے انہیں حضرت کے بیان سے نامعتبر سمجھ کر لکھدیا کہ مُنہ چومنے اور چادر کھینچنے کی روایت سرتاسر غلط ہے اس گواہ کو مدعی بڑا ثقہ اور عادل جانتے ہیں مگر ملا علی قاری شرح الشرح نخبۃ الفکر میں لکھا ہے کہ چار شخص سفیان ثوری وسفیان بن عیینہ اعمش ابن اسحاق وابو اسحاق تدلیس کیا کرتے تھے یعنی کہیں کا مضمون کہیں ملا دیا کرتے تھے مثلاً زید کے حالات بکر کے واقعات سے ملا دیتے تھے واقعہ ہیں ملا علی قاری کا کہنا نہایت ہی سچ ہے اسی قصہ عقد میں آپ کی گھڑت اور تدلیس نے اسلامی دنیا میں ایک قیامت برپا کردی ابن جوزی تدلیس کو فعل شیطانی بتلاتے ہیں اور علامہ سیوطی کتاب تدریب میں بدتر از زنا فرماتے ہیں سب سے بالاتر یہ کہ گواہ صاحب اہلبیت کے کھلے ہوئے دشمنوں میں ہیں مدام آئمہ اطہار پر اعتراض کرتے رہتے ہیں لوا فتح الانوار کے صفحہ ۴۲ اور حلیۃ الاولیا کی جلد دوم صفحہ ۱۸ اور تذہیب التہذیب کے صفحہ ۸۸ اور مطالب السئول کے صفحہ ۳۰۴ اور تذکرہ خواص الامۃ ابن جوزی کے صفحہ ۳۴۵

اور فصول المہمہ کے صفحہ ۲۱۳ پر لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس گواہ کو اپنی
مجلس سے نکلوا دیا تھا کیونکہ صادق آل محمد سے مدام بر سر پرخاش و مخالف رہتا تھا
تمام کتب متذکرہ صدر حسب ملاحظہ عدالت پیش کر کے لواقح الانوار کا مطلب اردو
میں بیان کئے دیتا ہوں تاکہ جملہ حاضرین کچہری سن لیں یہ حضرت ایک روز امام جعفر
صادق علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوئے اسوقت وہ جناب لباس ریشمین پہنے
ہوئے تھے اور گواہ صاحب ایک پرانا سڑیل پھٹا گھٹا جبہ ڈانٹے تھے لوگوں کی
نگاہ میں وقار امام گھٹانے اور اپنا زہد جتانے کی غرض سے فرمایا کہ آپ اہلبیت
رسول ہو کر ایسا لباس زیب بدن فرماتے ہیں جس سے روح کو راحت اور جسم کو آرام
پہنچے ۔ حضرت نے فرمایا کہ بحکم الناس مع اللباس یہ پارچہ ہم بہ حسب ظاہر پہنے ہوئے
ہیں ۔ لیکن ہمارے بدن سے جو کپڑا ملحق ہے وہ بہت موٹا اور خشن و کھرا ہے یہ فرما کر
آپ نے تکمہ گریبان کھول کر اس کو رباطن کو دکھلا دیا ۔ بعد ازاں حضرت نے حکم دیا
کہ اس کی گدڑی جبہ جابجا پیوند لگے ہوئے ہیں اتاریں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سب
سے اندر ایسا راحت رسان جسم لباس حریر پہنے ہوئے ہے کہ جس کی نرمی و نازکی پوست
اندرون بیضہ کو شرما رہی ہے عدالت کو توجہ فرمانی چاہیے کہ جو گواہ روایات میں
دیدہ و دانستہ تدلیس کرتا ہو جو کہ کار شیطان و مثل زنا ہے اور جسکو عداوت اہلبیت
اس درجہ ہو کہ آئمہ پر ارادہ اعتراض کرے اور دربار امام سے نکلوا دیا جائے
خلقت کو دھوکہ دینے کے لئے فقرانہ لباس پہنکر گندم نمائی و جو فروشی کرے آل رسول
کے باب میں ایسی بیہودہ روایات نقل کرے جسکو سنکر شرفا بجائے خود رہے رذیل
کا جگر کانپ اٹھے ایسے شخص کا بیان کب قابل اعتماد ہو سکتا ہے ذی علم وکیل کو ایسے مجروح
و مقدوح گواہ کی پیش کرنے سے سوائے اہانت اہلبیت و سفاہت و بے تمیزی عمر نہ معلوم
اور کیا مقصود تھا ۔

دوسرا گواہ زید بن اسلمہ

سوال وکیل مدعی مولوی حیدر علی صاحب نے ازالۃ الغین کے صفحہ (۹۲۷) پر کتاب اصابہ نے معرفۃ الصحابہ کے صفحہ (۳۴۳) سے تمہارا یہ بیان نقل کیا ہے کہ بہ تعین چالیس ہزار مہر عمر نے ام کلثوم سے عقد کیا آپ اسکو تصدیق کرتے ہیں۔

جواب گواہ بے شبہہ میرا ایسا ہی بیان ہے۔

جرح وکیل مدعا علیہم

وکیل صاحب نے جو گواہ پیش کیا وہ صرف یہ بیان کرتا ہے کہ ام کلثوم کا عقد اسقدر مہر پر ہوا نہ معلوم دختر علیؑ سے اسکو کیا علاقہ محض لفظ ام کلثوم سے دختر علی سمجھ لینا کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ عمر کی تین بیبیوں کا نام ام کلثوم تھا۔ اگر یہ رقم صحیح سمجھی جائے تو اُن تین میں سے کسی کے ساتھ علاقہ رکھتی ہوگی اُم کلثوم دختر علی کا مہر کبھی نہ چالیس ہزار روپیہ ہو سکتا ہے اور نہ عمر اتنے دولت مند تھے کہ اسقدر روپیہ جیب خاص سے ادا کر سکتے۔ بلکہ اُن کی کوشش یہ تھی کہ عورتوں کا مہر کم ہو ہر ایک بات کو بہ صراحت عرض کیا جاتا ہے۔

امر اوّل اُمّ کلثوم کا مہر کثیر بہ تعداد چالیس ہزار کیوں نہ ہو سکتا تھا

رسالتمآب نے بہ خیال سہولت امت اپنی صاحبزادی جناب سیدہ کا مہر بہت ہی قلیل جسکی مقدار بہ حساب ہندوستان اکیسو سات روپیہ ہوتی ہے مقرر فرمایا آنحضرت نے اپنے فعل سے امت کو سبق دے دیا کہ وہ بھی اپنی لڑکیوں کا ہلکا اور کم مقدار مہر مقرر کریں پس ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جناب امیر خلاف سنت رسول اللہ کرتے یہ خاندان مروج شرائع اسلام و احیاء کنندہ سنت نبوی تھا نکہ اُسکا مخالفت کرنے والا مہر کا مثل ہونا بھی شرائط مہر میں گو وجوباً نہو مگر استحباباً داخل ہے مہر بالمثل اُسی کو کہتے ہیں کہ جو ماں بہن کی مہر کی تعداد سے ملتا ہوا ہو جبکہ سیدہ کا مہر اکیسو سات روپیہ کا تھا تو بیٹی کا چالیس ہزار ہزاروں درجہ کیونکر بڑھ سکتا ہے

امر دوم عمر ارباب دولت و ثروت سے تھے یا کہ مفلس و قلاش

کتب بدعیان میں وارد ہوا ہے کہ حضرت عمر ابن الخطاب نے بیت المال سے روپیہ لیکر خانگی ضرورتوں میں صرف کر لیا تھا مرتے مرگئے مگر ادا نہوا مرتے وقت بیٹے سے کہ گئے کہ بیت المال کا روپیہ ادا کر کے مجکو سبکدوش کر دینا چنانچہ تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ حضرت عمر رقعہ بھیجکر داروغہ بیت المال سے ذاتی ضرورت کے لئے روپیہ منگا لیتے تھے جب خزانچی تقاضا کرتا تو ٹال جاتے اور کبھی کبھی کچھ دے بھی دیتے اخیر حساب پر چھیاسی ہزار روپیہ برآمد ہوا عبد اللہ پسر خود سے ارشاد فرمایا کہ بیت المال کے اس گھاٹے کو پورا کر دینا اگر کسی طرح ادائگی ممکن نہو تو قریش سے چندہ کر کے۔ فتح الباری شرح بخاری میں بھی یہ ہی لکھا ہے کہ خلیفہ نے جو قرضہ چھوڑا وہ بیت المال کا تھا حضرت عمر قرضہ لینے اور اُس کے واپس نہ دینے پر بڑے جری تھے۔ مناقب شہر آشوب میں لکھا ہے او رد الشافعی عن ابی حنیفہ باسنادہ عن عبد اللہ بن ابی لیلی ان فی عہد عمر اتی مال کثیر من فارس وشوش والاھواز فقال یا بنی ہاشم لو اقرضتمونی حقکم من ھذا لغنایم لاعوض علیکم مرۃ اخری فقال علیہ السلام یجوز فقال العباس اخاف فوت حقنا فکان لما قال مات عمر ومارد علی بنی ہاشم حقہم امام شافعی ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ عبد اللہ بن ابی لیلی سے کہ عمر کے زمانہ میں فارس و شوش و اہواز سے مال کثیر آیا تھا اسوقت خلیفہ دوم نے بنی ہاشم سے فرمایا کہ اگر اس مال سے بطور قرض مجکو دو تو دوسرے وقت پر ادا کروں گا جناب امیرؑ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ مگر جناب عباس نے فرمایا کہ ہمکو اپنے مال کے ضائع ہونیکا احتمال ہے بالاخر وہ ہی ہوا جو عباس نے کہا تھا۔ عمر مر بھی گئے مگر ایک کوڑی نہ دی۔ پس جس شخص کا یہ حال ہو کہ خدا و بندگان خدا کا مال ہضم کر جائے اور ڈکار تک نہ لی وہ ایک بی بی کا اتنا بڑا مہر کہاں سے دے سکتا تھا۔

کتبخانہ ... منصبیہ میرٹھ

حضرت عمر کی کوشش درباب تعیّن مہر کیا تھی

شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ میں لکھا ہے کہ عمر نے حکم دیا کہ جو عورت اپنا مہر زیادہ قرار دیگی اُسکو تادیب کیا جائے گا اور زر مہر داخل بیت المال ہوگا ایک عورت نے یہ سُنکر آیہ قرآنی سے استدلال کیا کہ عورتونکو درباب مہر اختیار ہے جسقدر چاہیں مقرر کریں عمر نے متنبہ ہوکر انتہائے انصاف سے فرمایا کہ کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال (یعنی پردہ نشین عورتیں مسائل فقہ میں عمر سے بالاتر ہیں - اس تقریر سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ جو شخص مقدار معمولی سے زیادہ مہر مقرر کرنا پسند نہ کرتا تھا وہ اپنا مہر اسقدر کیوں تجویز کرتا جس کے لئے ریل گاڑی کے ایک بریک کی ضرورت ہوتی ہے - اندریں صورت یہ تعداد گواہ صاحب کی گھڑت ہے علاوہ بریں گواہ صاحب عمر کے غلام بھی ہیں چنانچہ مولوی حیدر علی صاحب اسی قضیہ عقد میں ازالۃ الغین صفحہ (۹۲۴) پر فرماتے ہیں کہ زید ابن اسلم غلام عمر تھا یہ وہی قصہ ہے کہ لومڑی کی گواہ اسکی دم آقا کے نکاح میں غلام گواہ اور وہ بھی ایسے ذی عزت جنکو اہل مدینہ جھوٹا جانتے ہیں اور عبداللہ ابن عمر کا قول تھا کہ یہ شخص تفسیر قرآن اپنی رائے سے کرتا تھا میزان الاعتدال جلد اول کا صفحہ (۱۵۲) ملاحظہ ہو خود حیدر علی صاحب منتہی الکلام کے صفحہ (۴۲) پر لکھتے ہیں - کہ روایت زید ابن اسلم البتہ لایق احتجاج نخواہد بود عدالت کو غور فرمانا چاہیے کہ اول تو ایسی بے جوڑ روایت اور وہ بھی عمر صاحب کے غلام کی اور غلام بھی کیسے جنکو اہل مدینہ جھوٹا سمجھیں اور جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے حیدر علی صاحب جسکو معتمد نہ سمجھیں اوس کی شہادت ایسی پیچیدہ مقدمہ میں کب لایق اعتنا ہو سکتی ہے

نمبر ۱ گواہ زبیر ابن بکّار

سوال وکیل مدعی مولوی حیدر علی صاحب نے کتاب اصابہ سے بحوالہ جناب ازالۃ الغین کے صفحہ (۹۲۷) پر اسمقدمہ کے متعلق آپ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ام کلثوم کے بطن سے زید پسر و رقیہ

دختر پیدا ہوئی اور ام کلثوم و زید نے ایک وقت وفات پائی آپ کے حوالہ سے جو روایت اصابہ میں کی گئی ہے کہاں تک اُسکو صحیح سمجھتے ہو۔

جواب بالکل درست ہے میں اُسکو حرف بہ حرف تسلیم کرتا ہوں۔

جرح وکیل مدعاعلیہم

یہ تیسرا گواہ بھی مثل دوسرے گواہ کے بے پتہ بات کہتا ہے وہ سے اتنا دیہ ولی نکلے اُنھوں نے تعداد مہر ظاہر کی تھی یہ اولاد بھی گنوانے لگے اور پھر ایک دفعہ سب کا خاتمہ ہی کردیا ساری زلیخا پڑھ گئے مگر یہ نہ سمجھے کہ بی بی زلیخا مرد تھیں یا عورت یہ معلوم وکیل صاحب بایں طمطراق و قانون دانی ایسی فضول لاطایل شہادت پیش کرکے کیوں عدالت کا وقت رائگاں کرا رہے ہیں دعوے یہ ہے کہ دختر علیؓ سے عقد ہوا اور ثبوت میں کہیں اُسکا پتہ نہیں نہ معلوم کس ام کلثوم سے یہ دو بچہ پیدا ہوئے۔ گواہ صاحب حضرت امیرؑ کے دشمنوں میں اعلی درجہ پر شمار کئے گئے ہیں علامہ ذہبی نے جھوٹی حدیث بنانے والوں میں ان کا شمار فرمایا ہے میزان الاعتدال کا صفحہ (۱۴۵) کھول کر دکھلاتا ہوں یہ حضرت عجیب دل و دماغ کے تھے بخوشامد عائشہ لکھدیا کہ جب اُمّ رومان والدہ عائشہ نے قضا کی تو آنحضرت اپنی خوشی سے اُن کی قبر میں اُترے اور اُن کے لئے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اور فرمایا جسکو حور العین کے دیکھنے کا شوق ہو وہ اُمّ رومان کو دیکھے ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری شرح بخاری کے صفحہ (۲۵۰) پر لکھدیا کہ دعا ر آنحضرت بہ قبر اُمّ رومان بالکل غلط ہے پس ایسا بے پتہ بیان ایک جھوٹے اور دشمن حضرت امیر کا اس مقدمہ میں لایق التفات نہیں ہوسکتا۔

چوتھا گواہ ابن اسحاق

سوال وکیل مدعی مولوی حیدر علی صاحب نے ازالۃ الغین کے صفحہ (۹۲۷) پر کتاب اصابہ سے آپ کا بیان بحوالہ ابو بشر دولابی اس طرح نقل کیا ہے کہ جب اُمّ کلثوم بنت علی عمر سے

بیوہ ہوئیں تو عون بن جعفر سے اُن کا عقد ہوا آپ اُسکو تصدیق کرتے ہیں جواب مجکو

جرح وکیل شیعہ

تسلیم ہے

تعجب ہے اس گواہ کے بیان پر ابن حجر صواعق محرقہ میں اور ابن عبد البر استیعاب میں لکھتے ہیں کہ عون بن جعفر جنگ تستر میں بعہد عمر ابن الخطاب شہید ہوئے ذخائر العقبیٰ والے بھی اس بات کے ناقل ہیں جبکہ حسب روایات راویان مدعیان عون بہ عہد عمر شہادت پا چکے تھے تو گواہ صاحب کا یہ کہنا کہ بعد وفات عمر عون سے عقد ہوا کس درجہ لایق استبعاد ہے اس سے بڑھ کر سنیئے ملک العلماء دولت آبادی ہدایت السعداء کے صفحہ (۲۵۹) پر لکھتے ہیں کہ ام کلثوم صغرسنی میں عمر کے گھر مر گئیں۔ چنانچہ جس جگہ میں۔ عمر کی تین بی بیوں کا ام کلثوم ہونا ظاہر کیا ہے وہاں دولت آبادی کی عبارت کو نقل کر دیا ہے اب تمام دفتر گاؤ خورد ہوگیا جبکہ ام کلثوم زن ہی نہ تھی تو بیوہ کون ہوئی اور عون سے کس کا عقد ہوا حقیقت الامر یہ ہے کہ علمائے مدعیان نے اختلاف بیان کرکے اسدرجہ اظہار وقعات میں غلطیاں کی ہیں کہ صحیح پتہ چلنا دشوار ہوگیا گواہ صاحب کے نفس بیان کا اقتدار تو دکھا چکا اب اُن کی دیانت کا اظہار کرتا ہوں میزان الاعتدال کے صفحہ (۲۴۳) پر لکھا ہے کہ ابوداؤد نے اس گواہ کو قدری کہا ہے ہشام بن عروہ و یحییٰ ابن سعید نے بڑا بھاری جھوٹ بولنے والا بیان کیا ہے امام مالک نے اسکو دجال امت محمدی سمجھا ہے گواہ صاحب بڑے رتبہ کے آدمی ہیں ایک روز مسمی درآوردی آپ سے سبق پڑھ رہا تھا جناب کو پڑھاتے پڑھاتے کچھ غنودگی سے آگئی دیکھا کہ ایک شخص ان کے مدرسہ میں آیا اور ایک گدھے کی گردن میں رسی باندھ کر کھینچتا ہوا لیگیا چونک کر شاگرد سے کہا کہ میاں ہمنے ابھی ایسا ایسا دیکھا ہے تھوڑی دیر بعد ایک شاہی ملازم آیا اور گواہ صاحب کو رسن بستہ کرکے دربار میں لے لیگیا وہاں لات گھونسے وغیرہ سے خوب استہزکاری کی۔ عدالت انصاف فرمائے کہ ایسے شخص کا بیان جو کہ محض جھوٹا

اور دجال ہوا مر نزاعی میں کیا اعتبار رکھتا ہے

پانچوں گواہ ابو حنیفہ معروف باامام اعظمؒ

سوال وکیل مدعی - ازالۃ العین کے صفحہ (۱۳۹) پر یہ عبارت لکھی ہے (نور الدین حسینی از رئیس المحدثین دار قطنی روایت می نماید کہ ابو حنیفہ در مدینہ بشرف خدمت امام باقرؑ مشرف شد در وقتیکہ باشندگان کوفہ را بہ سوئے خود راہ نمی داد و آنہا را نزد خود نمی نشانید ابو حنیفہ گوید کہ من مطلب امام را فہمیدم و بسوئے آنجناب نشستم و گفتم در حق ابوبکر و عمر چہ میفرمائی فرمود کہ خدا رحمت کند بر ایشان عرض کردم کہ اہل کوفہ میگویند کہ تو از ہر دو بیزاری فرمود کہ برب کعبہ قسم میخورم کہ آنہا بر من افترا می کنند آیا تو نمیدانی کہ حضرت علی ابن ابیطالب دختر خود را کہ نام او ام کلثوم بود از بطن مبارک حضرت فاطمہ زہرا پیدا شدہ بہ نکاح عمر در آورد جدّ او حضرت پیغمبر خاتم المرسلین ست و جدہ او خدیجۃ الکبریٰ سیّدہ اہل الجنۃ و برادرش حسنؑ و حسینؑ سرداران اہل بہشت و عم او حمزہ و جعفر بن ابی طالب اگر علی عمر ابن خطاب را مستحق تزویج نمیدانست زینہار دختر خود را کہ حالش دانستی بہ نکاح عمر نمی سپرد ابو حنیفہ گوید کہ بعد ازاں عرض کردم کہ کاش این مضمون را باہل عراق در مکتوبے مینوشت کہ تو ازاں تہمت مبرا ہستی فرمود کہ اہل عراق اطاعت من نمی کنند نزا گفتم کہ نزد من بنشیں بر گفتہ من عمل نکردی آنہا کہ سر از شریعت می تابند سخن مرا کے گوش می کنند۔

جرح وکیل مدعا علیہم

آپ غلام ہیں یا آزاد وطن شریف کہاں ہے جناب کی قوم کیا ہے۔

جواب ابو حنیفہ میں غلام ہوں چنانچہ اسی وجہ سے امام فخر الدین رازی نے شافعی سے میرا کم رتبہ سمجھا ہے مولوی محمد شبلی صاحب پروفیسر مدرسہ علی گڈھ نے جو ایک کتاب میرے حالات میں مسمیٰ بہ سیرۃ النعمان لکھی ہے اس کے صفحہ ۱۷ پر میرا غلام ہونا ظاہر

کیا ہے باشندگی کی یہ حالت ہے کہ کسی نے مجکو کابلی لکھا ہے اور کسی نے عجمی و عربی بیان کیا ہے مگر در اصل میرا دادا از وطنی نام کابل سے گرفتار ہو کر آیا تھا اور عرب میں قبیلہ بنی تمیم میں ایک عورت کا غلام رہا قوم خزبافی ہے۔

سوال وکیل شیعہ یہ تو معلوم ہوا کہ آپ غلام ہیں اور نیز عرب کے رہنے والے بھی نہیں بلکہ کابلی ہیں۔ مگر خزباف کو میں نہیں سمجھ سکتا صاف لفظوں میں اپنی قوم بیان کیجیے

جواب نوزباف وکیل شیعہ حضرت اینچ پینچ نہ کیجیے میں ہندی ہوں اس ملک میں جو آپ کی قوم کو بولتے ہیں وہ فرمایئے۔ جواب۔ جولاہہ۔ آہا آپ مومن مسلمان ہیں جب ہی بحکم (الجنس یمیل الی الجنس) تمام دنیا کی چھوٹی اور زیل قومیں آپ کو اپنا امام جانتے ہیں آج ثابت ہوا کہ جناب نلی جنگ بہادر ہیں۔

گذارش وکیل شیعہ درباب ابوحنیفہ از عدالت

اس روایت کے ناقل نور الدین حسینی ہیں جنکو سمہودی بھی کہتے ہیں انھوں نے دارقطنی سے مضمون نقل کیا ہے پہلے میں نورالدین کی حقیقت بیان کروں گا کہ کس پایہ کے آدمی تھے۔ پس ازان دارقطنی کی کیفیت عرض کروں گا ازاں بعد جولائے صاحب کے حالات بخنہ روشنائی سے لکھوں گا

حالات نورالدین

ان کی تصنیف سے تاریخ مدینہ و جواہر العقدین ہے مولوی رشید الدین شاگرد شاہ عبدالعزیز صاحب مولف شوکت عمر یہ لکھتے ہیں کہ کتاب جواہر العقدین الخ دانیم و مصنف آنرا نمی شناسیم ذکر این قسم مجہولین بجز اظہار حمق فائدہ نمی بخشد مقام انصاف ہے جس شخص کو اُسی کے مذہب کا عالم جاہل بتلاتا ہو وہ ہمارے مقابلہ پر کیا اعتبار حاصل کر سکتا ہے رہے دارقطنی صاحب اون کی نسبت کتاب سعی مشکور کے صفحہ (۳۰۰) پر لکھا ہے کہ اُسنے روایات ضعیف و منکرہ سے اپنی کتاب کو بھر دیا ہے

جناب مولوی عبدالحی صاحب ساکن فرنگی محل واقعہ لکھنؤ نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ موضوعات و منکرات و غرائب سُنن سے دارقطنی نے اپنی کتاب کو مزین کیا ہے عدالت غور فرمائے کہ جس شخص کو اپنے گھر میں بہ عزت ہو وہ خصم کے نزدیک کیونکر قابل وثوق سمجھا جا سکتا ہے۔

حالات جولاہے صاحب

یہ عجیب مزاج کے شخص معلوم ہوتے ہیں امام مفترض الاطاعت تو اہل کوفہ کو حکم دیں کہ میری مجلس میں آؤ اور یہ حضرت با وصف ممانعت وہیں ڈٹکر بیٹھ جائیں اور کچھ پروائے ممانعت نہ کریں آپ کا بیان عجیب نوز بھرا ہے خوب تانا۔ بانا تیار کیا ہے جس کا ہر دھاگہ ادنےٰ تکان سے ٹوٹا جاتا ہے۔ اتحاد و موالات جناب امیر و شیخین کے ثبوت میں امام محمد باقر علیہ السلام کو سوائے عقد ام کلثوم اور کوئی مضمون ہی نہ سوجھا تعجب ہی کہ ابوحنیفہ دو شخصوں کی نسبت امام کا اعتقاد دریافت فرمائیں اور وہ صرف عمر کے بارہ میں ایک طولانی گفتگو کریں اور ابوبکر کے باب میں مطلق لب نہ ہلائیں عمر کی فضیلت بحق ابوبکر کیا فائدہ دے سکتی ہے آپ کا طرز بیان قابل نظر ہے جناب امام محمد باقرؑ نے محض اتنا ہی فرمایا تھا د آیا تو میدانی کہ حضرت علی ابن ابیطالب دختر خود را) الی آخرہ اسکو استفہام کہتے ہیں یعنی امام نے فرمایا کہ تو نہیں جانتا یعنی حقیقت میں جانتا ہے پس تعجب ہے کہ ایسے دانندہ کے سامنے امام صاحب نے ام کلثوم کا ایسا پتہ دیا کہ کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہی یعنی فلاں کی بیٹی اُس کی پوتی اس کی نواسی اس کی بھانجی اُس کی بھتیجی اُس کی بہن وغیرہ وغیرہ یہ طرز بیان بالکل ساختہ معلوم ہوتا ہے ہر ہر بات سے بوئے موضوعیت آرہی ہے گواہ صاحب نے جو فرمایا ہے کہ اگر علی المرتضیٰ عمر ابن خطاب را مستحق تزویج نمیدانست زینہار دختر خود را بہ نکاح عمر نمی سپرد واقع میں یہ بہت سچا کلام ہے اور مابین مدعیان و ماندگان یہ ہی امر نزاعی ہے کہ آیا

علی و عمر میں ایسا اتحاد تھا کہ جس سے علی کے نزدیک عمر مستحق رشتہ و تناسب خاندان
رسالت تھے بحمد اللہ تنقیحات ماقبل میں عدالت نے خود تجویز فرما دیا ہے کہ
اہلبیت نبوی و شیخین میں مطلق اتحاد نہ تھا بلکہ باہم اگر سخت عداوت تھی اور عمر باعتبار
نسب کبھی یہ منزلت نہ رکھتے تھے کہ کسی حقیر گھرانے میں بھی اُن کا رشتہ ہو سکے چہ جا
کہ خاندان نبوت۔ یہ بیان سراسر غلط معلوم ہوتا ہے درحالیکہ علی حسب اندراج
مسلم و بخاری ابوبکر و عمر کو کاذب و غادر و خائن جانتے تھے تو امام محمد باقر کلا
جد خود کیوں ایسا فرماتے سب سے زیادہ مجکو اسپر تعجب آتا ہے کہ گواہ صاحب نے
عمر کے باب میں کیوں دریافت کیا اس لئے کہ یہ خود حضرت شیخین کو اچھا نجانتے
تھے بلکہ ایمان ابوبکر مثل ایمان شیطان بتلاتے تھے اور اقوال عمر کو قول شیطانی
فرماتے تھے تاریخ بغداد مولفہ خطیب بغدادی میں درج ہے ان ایمان
ابوبکر الصدیق و ایمان ابلیس واحد جامع الصغیر میں لکھا ہے عن عبد الصمد عن
ابیہ قال ذکر لابی حنیفۃ قول قالہ عمر فقال قول شیطان العجب خود تو شیخین کے
ایمان و اقوال کو شیطان سے تعبیر فرمائیں اور امام سے کوفیوں کے نام سفارشی رقعہ
لکھائیں اب گواہ صاحب کی وہ عزت دکھلاتا ہوں جو کہ علمائے مدعیان کے نزدیک اُن
کے ہی امام غزالی نے اپنی کتاب منخول میں ظاہر کیا ہے کہ اس شخص نے اسلام میں فساد
ایسا پھیلایا کہ شریعت رسول کو مضحکہ اطفال بنا دیا امام موصوف فرماتے ہیں کہ اگر
دین کے دس حصے فرض کئے جائیں تو نو حصوں کو اُنھوں نے بالکل تباہ کر دیا اور
دسویں حصہ کو بلا غارت نہیں چھوڑا زمانہ حال کے محقق کامل مولوی شبلی نعمانی بھی
سیرۃ النعمان میں لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے رومیوں کے قانون سے بہت کچھ مدد لی ہے جس سے باآسانی قول
غزالی کی تائید ہوتی ہے کجا دین محمدی اور کہاں قانون روم اس گواہ کے چند
مسائل عدالت کو دکھلاتا ہوں جن کے ملاحظہ سے ظاہر ہو جائیگا کہ یہ بزرگوار کس

حیثیت اور مرتبہ کے مخصص ہیں اور شریعت رسول اللہ کو ان کی ذات نے کیا عزت دی ہے کتاب ہدایہ کے باب الحدود میں لکھا ہے ومن تزوج امراۃ لا یحل نکاحھا فوطئھا لا یجب علیہ الحد عند ابو حنیفہ یعنی اگر کسی ایسی عورت سے عقد کیا جائے جس سے کرنا حلال نہو مثل ماں بہن پھوپھی - خالہ وغیرہ کے اور پھر اس کے ساتھ صحبت کی جائے تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسے کرانے والے پر کوئی حد شرعی قایم نہیں ہو سکتی ترجمہ کنز الدقایق معروف بہ تحفۃ النعیم مطبوعہ مطبع نول کشور کے صفحہ (۱۷۵) سطر ۸ پر لکھا ہے) کہ اگر اپنی محرم عورت سے نکاح کیا اور صحبت کی یا اجنبی عورت سے مقام معین کے سوا اور جگہ سے کام نکالا یا کسی کے ساتھ لواطت کی یا کسی جانور کے ساتھ حرکت کی یا دار الحرب میں باغیوں کے ملک میں زنا کیا تو حد نہ آئیگی کیا اچھا مذہب ہے کہ ہر قسم کی منہیات کرو اور سزا نداردـ فتاوائے قاضی خان مطبوعہ مطبع مصطفائی کے صفحہ (۲۰۷) میں درج ہے لو تزوج بذات رحم محرم البنت والاخت والام والعمہ والخالۃ وجامعھا لاحد فی قول ابو حنیفہ شرح وقایہ اردو مطبوعہ مطبع احمدی کانپور کا صفحہ (۳۳۳) سطر ۱۱ کو بھی دیکھنا چاہئیے یہی مضمون لکھا ہوا ہے کہ محرمات شرعیہ کے زیر ران کرنے سے کوئی جرم قابل سزا پیدا نہیں ہو سکتا بحر الرایق شرح کنز الدقایق میں تحریر ہے) ولو جامعھا بخرقۃ علی ذکرہ لم تثبت الحرمۃ) یعنی کپڑا لپیٹ کر جماع کرنا حرام نہیں ہے عینی شرح ہدایہ کی جلد ۲ صفحہ (۸۶۷) پر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی کنیز یا غلام کی دُبر میں دخول کرے تو اُسپر کوئی حد یعنی سزائے شرعی نہیں ہے - فتاوائے عالمگیریہ مطبوعہ دہلی جلد پانچ صفحہ (۱۵۲) وفتاوائے سراجیہ جلد ۴ صفحہ (۳۰۷) پر تحریر ہے کہ اگر نو پیالہ شراب کے کوئی شخص پیاپے نوش کرے اور نشہ پیدا ہنو تو ایسے شخص کو کوئی شرعی سزا نہیں دیجا سکتی آپ کے نزدیک نماز کی

جو کہ اسلام میں افضل العبادات ہے عجیب عزت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص
نبیذ سے (ایک قسم کی شراب ہے) وضو کرے اور دباغت دیئے ہوئے پوست سگ کا
لباس پہنے اور سورتہائے قرآنی کے بدل اللہ بزرگ ہست یا دو برگ سبز کہہ کر سجدے میں
کوے کی طرح ٹھونگیں لگائے اور بجائے سلام گوز دانی سے خبر کرے تو نماز درست ہوجائیگی
(واہ سبحان اللہ) ظفر المبین کا صفحہ (۲۰۵) ملاحظہ ہو یہ گواہ بجرم تغیر شریعت سزا ہید
و جیلخانہ بھی پاچکا ہے۔ سیرۃ النعمان مولفہ محمد شبلی صاحب کے صفحہ (۵۷) پر لکھا ہے کہ گورنر
کوفہ نے حکم دیا کہ ہر روز دس بید لگائے جائیں تاریخ بغداد و جامع المسانید میں مندرج
ہے کہ ۱۴۶ھ ہجری میں یہ قید ہوا اور وہیں جیلخانہ میں سڑ کر مر گیا خطیب بغدادی نے اسکو
دجال کہا ہے اور حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم نے مرجی یعنی رانده درگاہ بتلایا سوائے
ان تمام صفات بالا کے یہ دشمن اہلبیت بھی تھا عبقات الانوار کے صفحہ (۲۸۷) اور
استقصار الافحام کے صفحہ (۲۳۷) پر بحوالہ قاضی القضاۃ ابوالموید محمد بن محمود
خوارزمی لکھا ہے کہ ابو جعفر خلیفہ عباسی نے ان سے فرمائش کی کہ تم چند مسائل مشکلہ
امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے پوچھو کہ امام جواب سے عاجز ہو کر لوگوں کی
نظروں سے گر جائیں انھوں اسکا مطلق خیال نہ کیا کہ اولاد رسول منبع علوم و پیشوائے
امت ہیں اُن کے سامنے مکابرہ و مجادلہ حرام ہے فوراً چالیس سوال ایسے
تجویز کئے جن کو بدانست خود لاجواب سمجھ لیا ایک روز بموجودگی منصور مذکور وہ
لاحل سوالات پیش کرکے طالب جواب ہوئے۔ وہاں کیا دیر تھی ہر اک کا جواب
ایسا مسکت ملا کہ سوائے ندامت کوئی چارہ نہ رہا تمام واقعات صدر پر نظر
فرماکر عدالت انصاف فرمائے کہ جو شخص باوصف مخالفت امام اُن کی مجلس میں
درآنہ چلا جائے اور امام معصوم سے ایسی روایت بیان کرے جس کے ہر لفظ سے
بوئے بناوٹ آرہی ہے۔ جسکو امام غزالی برہم کنندہ شریعت سمجھیں جس نے ماں بہن

کے ساتھ وطی کرنے والے کو حد شرعی سے بچایا ہو جو کہ مرجی یعنی نامسلمان ہو جسکو بجرم اجرائے مسائل بیہودہ سلاطین وقت کی کچہری سے سزائے تازیانہ و جلاوطنی ملی ہو جس نے نماز کو کتے کی کھال پہنکر پڑھا اور جائز بتلایا ہو جسنے بخوشامد سلاطین اپنی آبرو بڑھانے اور صادق آل محمد کی عزت گھٹانی تجویز کی ہو جو کہ دشمن علی و اولاد علی ہو اس کا بیان اس مقدمہ میں کیا اثر دے سکتا ہے

چھٹا گواہ ابو صالح

مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی نے ازالۃ الغین کے صفحہ (۹۴۰) پر آپ کا یہ بیان حوالہ کیا ہے کہ علیؑ سے جناب عمر نے درخواست کی کہ اپنی بیٹی ام کلثوم سے میرا عقد کردو اس لئے کہ میں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سُنا ہے کہ کل حسب و نسب قیامت میں منقطع ہو جائیں گے مگر میرا ذریعہ قطع نہوگا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ آل رسول میں داخل ہو کر شرف آخرت حاصل کروں۔

جواب گواہ میں تصدیق کرتا ہوں

جرح وکیل مدعا علیہم

یہ گواہ بھی مثل اپنے پہلے بھائیوں کے کچھ بہت سچا نہیں علامہ ذہبی میزان الاعتدال کے صفحہ (۲۲۱) میں اسکو کاذب فی الحدیث لکھتے ہیں امام نسائی ثقہ و معتمد نہیں جانتے بلکہ یحییٰ بن ابوبکر کو ان سے اچھا کہتے ہیں ابن مدینی کسی درجہ میں اسکو شمار نہیں کرتے اس حیثیت کا گواہ ہمارے مقابلہ میں کیا وقار رکھتا ہے۔

ساتواں گواہ لیث بن سعد

آپ کا بیان ازالۃ الغین میں صفحہ (۹۴۲) پر بحوالہ دارقطنی ہم مضمون ابو صالح گواہ ششمی درج ہوا ہے۔

جواب ہاں صاحب۔

جرح وکیل شیعہ

امام نووی نے شرح مسلم میں اس گواہ کو مجہول لکھا ہے فرماتے ہیں کہ چودہ آدمی راوۃ مسلم سے مجہول ہیں از انجملہ یہ صاحب بھی ہیں ایسے مجہول کا بیان کوئی عزت نہیں رکھتا

آٹھواں گواہ عاصم بن عمر

سوال وکیل مدعی ازالۃ العین کے صفحہ (۹۴۳) پر آپ کا بیان بہ مثل گواہان ششم ہفتم لکھا گیا ہے - جواب میں تسلیم کرتا ہوں

جرح وکیل شیعہ

ابن معین اس گواہ کو ضعیف القول تبلاتا ہے بلکہ یہاں تک ترقی کی ہے کہ ہر اس شخص کو جسکا نام عاصم ہو ضعیف کہا ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ کل عاصم فی الدنیا ضعیف (محمد طاہر گجراتی نے کتاب الضعفا میں انکا نام لکھا ہے میزان الاعتدال کے صفحہ (۱۶۲) پر لکھا ہے کہ شریک ابن عبداللہ بن سنان نخعی کوفی کو یحییٰ بن سعید نے ضعیف القول لکھا ہے - ابن معین کہتا تھا کہ اس کا دادا سنان قاتل جناب سید الشہدا علیہ السلام تھا نیز ابن مبارک و جوزجانی نے اسکو نامعتبر جانا ہے جو گواہ سوائے ضعف و بے اعتباری قاتل حسینؑ کا پوتا بھی ہو وہ توہین اہلبیت کی روایت بیان کرنے میں کہاں تک زور طبیعت دکھلا سکتا ہے -

دسواں گواہ زہری

سوال - وکیل تاریخ خمیس جلد دوم کے صفحہ (۴۲۸) پر آپ کا یہ بیان قلمبند ہوا ہے کہ پہلے ام کلثوم کا عقد حضرت عمر سے ہوا اور ان بعد عون سے یہ سچ ہی جواب بالکل درست -

جرح وکیل شیعہ

یہ گواہ جناب امیر علیہ السلام کا سخت دشمن تھا تمام لوگوں کو اتفاق ہے کہ سب سے

اول آنحضرت پر جناب امیر علیہ السلام ایمان لائے مگر گواہ صاحب بجوش عداوت مرتضوی جمہور اسلام کی مخالفت فرماتے ہیں کہ نہیں اول ایمان لانے والہ زید بن حارثہ ہے عبد الرزاق لاہیجی لکھتے ہیں کہ سوائے زہری کے زید کی سابق الاسلامی کا اور کوئی ناقل نہیں ہے امام ذہبی اسپر تدلیس کا بھی الزام لگاتے ہیں شیخ عبد الحق محدث دہلوی کتاب اسماء الرجال کے صفحہ (۶۲) پر لکھتے ہیں کہ یہ شخص خلفاء بنی امیہ کی صحبت میں رہتا تھا اور اُن کی خوشامد سے وہ کام کرتا تھا جس کے وہ خواہان ہوتے تھے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں لکھا ہے کہ یہ شخص حضرت امیر علیہ السلام سے برگشتہ تہا اور اُن کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ جائے انصاف ہے کہ جو شخص حضرت امیر کی صفت سابق الاسلامی سے بخلاف جمیع اہل اسلام انکار کرتا ہو خلفاء بنی امیہ کا خوشامدی ہو حضرت امیر علیہ السلام کو ناسزا کہتا ہو اُس کا بیان ایسے مقدمہ میں کہاں تک لایق تسلیم ہو سکتا ہے

گذارش وکیل شیعہ از عدالت

وکیل صاحب نے کوئی نیا ثبوت نہیں پیش کیا وہی پرانا رونا گواہوں نے رویا ہے جس کی بحث تنقیحات صدر میں بہت تفصیل سے گذر چکے ہیں کوئی گواہ یہ بیان نہیں کرتا کہ حضرت امیرؑ نے بخوشدلی و رضامندی خواہش طبیعت سے یہ عقد کیا ہو۔ جسقدر بیانات پیش ہوئے سب جبر عمر و نارضامندی علی بلا وہم وحدشہ ثابت کر رہے ہیں چنانچہ تذکرہ سبط ابن جوزی کے باب ۱۱ میں لکھا ہے) دربارہ عقد عمر کا اصرار اور علی کا انکار حد سے متجاوز ہوا تو عمر نے حضرت عباس سے جو کہ علی کے چچا اور بزرگ خاندان تھے کہلا بھیجا کہ آپ سیدھی انگلیوں میرا رشتہ کر دیویں ورنہ ایسے پچھتاؤ گے کہ تمام عمر کف افسوس ملنے سے بھی دُر مطلب ہاتھ نہ آئے گا اور وہ یہ ہے کہ میں عہدہ سقایت حرم جو کہ تمہارے

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

خاندان میں قدیم سے چلا آتا ہے اور جس کی وجہ سے ہر سال چاندی روستے ہو
چھین یوں گا تب مضطر ہو کر عباس نے علی سے کہا کہ اب نکاح کر دینا مناسب ہے
کیونکہ میرے پاس منجانب عمر ایک خبر متضمن بہ تہدید شدید پہنچی ہے اگر کہیں خدا
نخواستہ خلیفہ صاحب غصہ ہو کر ہم سے اس خدمت کو لے لیں گے تو کہیں کے
بھی نہ رہیں گے حضرت علی اس ہولناک اور مضرت رساں خبر سننے سے بھی متاثر
نہ ہوئے تب حضرت عباس نے بطور خود نکاح کر دیا میں بفرض محال عرض
کرتا ہوں کہ اگر عباس نے عمر کی دھمکی سے ایسا کر ہی دیا تو خلیفہ صاحب کو کیا
دینی فائدہ ملا۔

کیا اس عنوان کا عقد یہ اثر رکھتا ہے کہ حسب دادرسی مندرجہ عرضی دعوے
عمر صاحب کو ہم اپنا ہادی و پیشواء دین سمجھیں اور داماد علی سمجھ کر اُن سے متحدانہ
تعلقات پیدا کریں

سوال عدالت از غلام معاویہ

آپ کی جانب سے دس شاہدین میرے سامنے پیش ہوئیں گواہان کے بیانات وہ
ہی ہیں جنکا تذکرہ پہلی تنقیحات میں بخوبی پیش ہو کر مردود ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں
کوئی گواہ ثقہ و عادل نہیں کاذب مفتری و دجال اُمت محمدی و دشمنان
حضرت امیر ہیں بالخصوص ابو حنیفہ اس قطع کا گواہ ہے جس نے شریعت کو درہم
و برہم کر کے لواطت و زنا و شراب سبکو جائز کر دیا اس سامان حرب پر جو کہ
فی المثل ٹوٹی ہوی کمان کا تیر ہے آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں عمر کو سارٹیفکٹ ایمانداری
دیدوں۔

التماس غلام معاویہ

میں نے ثبوت پیش کرنے میں کوئی غلطی نہیں اُٹھائی میرے اہل مذہب کا دارومدار

اسے ثبوت پر ہے اور تمام لوگوں کا انھیں اندراجات کے بھروسہ پر نہایت استحکام کے ساتھ یہ عقیدہ ہے کہ عقد ہوا ہماری غرض عقد کے ہو جانے سے ہی گو نارضامندی اسمیں شامل ہو۔ میں اسوقت ثبوتِ مزید دینے پر بھی تیار ہوں عدالت سماعت فرمائے

علام معاویہ کا ثبوتِ مزید

مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ العین میں لکھتے ہیں کہ چوں ام کلثوم بہ مقتضائے سن عدم علم بوقوع نکاح شکایتے از معاملہ فاروق کرد کہ دست خود را بر ام کلثوم نہادہ بود پیش جناب مرتضوی برد حضرت امیر بر عمل فاروق ملامتے نفرمود بلکہ بام کلثوم ارشاد نمود کہ اے دختر چنیں مگو و شکایت او درین باب مکن کہ او شوہر تست) اس عبارت سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ عقد واقع ہو گیا تھا مگر ام کلثوم بہ تقاضائے سنیت اس سے اطلاع نہ رکھتے تھے۔ عمر نے جو حرکات اون کے ساتھ کیں وہ غمزۂ شوہری تھا کوئی بی ادبی نہ کی تھی ہر شخص کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے اپنی زوجہ سے پیش آئے اسمیں الزام کیا ہی

تقریر شاہ پنجتن وکیل شیعہ

حیدر علی صاحب نے اس تحریر میں بڑی چالاکی اور دورا ندیشی سے دھوکہ دہی کا سامان تیار کیا ہے انشاء اللہ کفش دوز صاحب کے ایسے ٹانکے اُدھیڑوں گا کہ نوک نلہ ایک ثابت نہ رہے گا راویان مدعیان نے حسب صراحت بالا یہ بات بیان کی ہے کہ عمر نے جب علیؑ کو مجبور کیا کہ اپنی لڑکی سے میرا نکاح کر دو تو اُنھوں نے عذر صغر سنی کیا تب خلیفہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر آپ کی لڑکی فی الواقع کم عمر ہے تو آپ اُسکو میرے پاس بھیجدیں تاکہ میں خود دیکھ لوں کہ وہ قابلیت عقد رکھتی ہے یا نہیں تب علیؑ نے مجبوراً اُسکو بھیجدیا عمر نے چادر کھینچی مُنہ چوما سینہ سے چمٹایا ساقِ پا کھولی۔ لڑکی نے واپس آنکر باپ سے شکایت کی سوائے بیان علماء متذکرۂ بالا شیخ شہاب الدین حنفی کا بیان عدالت کو دکھلاتا ہوں جسکو اُنھوں نے خفاف سے لکھا ہے دعمر بہ علیؑ پیغام داد کہ ام کلثوم را مرا بہ تزویج د

ام کلثوم چہار سالہ بود و عمر شصت سالہ بود علی بعذرش پیش آمد و گفت دختر خویش
را بپرسم اگر راضی باشد تو تسلیم کنم عمر عذرش دریافت و گفت یا علی مرا با زنان اکنوں
حاجت نماندہ زیرا کہ شیخ فانی گشتہ ام لکن دابتغی الوسیلۃ) یعنی می خواہم مرا وسیلے
باشد سوئے پیغمبر پس امیر المومنین ام کلثوم را تسلیم کرد مہر ام کلثوم چہل ہزار درہم بود پس
عمر آنرا برانوئے خود نشاند و مقنع کہ بر سر او بود از او در گردن و دست بر سرش آوردہ
جامہ از ساقش برداشتہ ام کلثوم دست برداشت و خواست کہ طمانچہ زند و گفت
اگر امیر مومنان نبی بودی طمانچہ برروے تو میزدم عمر گفت نہ می باید کہ کسے سخن او را
در دل گیرد بگذار بدایں از نسب و نسل ہاشم قریش است) اس روایت میں چند
امر قابل غور ہیں اول علیؑ کا چار برس کی لڑکی کے باب میں یہ کہنا کہ میں اُس سے پوچھ
لوں کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ ایسی کمسن امور اہم کے مشورہ میں رائے زنی کا کوئی حق
رکھ سکتی ہے دوم عمر صاحب کا اُس لڑکی سے جلسۂ عام میں بدحرکتی کرنا اگر عام منظر پر
ایسا نہ کیا گیا تھا تو لوگوں کو یہ ہدایت کیوں کی گئی کہ دیکھو بھائی اس لڑکی کی ان حرکات
کو جو کہ مثل طمانچہ وغیرہ اُس سے وقوع پذیر ہوئیں اپنے دلمیں جگہ نہ دینا کیونکہ وہ ہاشمیہ
و قریشیہ ہے سوم چار برس کی لڑکی نے۔ کیونکر یہ سمجھ لیا کہ عمر صاحب امیر المومنین
ہیں ان کے منہ پر تھپیڑ نہ مارنا چاہیئے۔ چہارم وہ معصوم بچی عمر کی حرکات کو نازیبا
سمجھ کر کیونکر مارنے پر آمادہ ہوئی کیا چار برس کی لڑکی کو ایسے امور میں عقل و تمیز حاصل
ہوتی ہے۔ پنجم سوائے عمر کے آجتک کسی داماد نے خسر کے سامنے یہ نہیں کہا کہ مجھ
میں قوت مباشرت نہیں رہی خلیفہ صاحب بڑے ہی باتہذیب اور شایستہ شخص تھے
چونکہ یہ واقعہ ایسا ہے کہ ہر دیکھنے اور سننے والا سوائے موالیان عمر عمر کو بجز نفرین
کے اور کچھ نہ کہے گا۔ لہذا علمائے سنیہ کو فکر ہوا کہ اچھا او عاء عقد کیا۔ عمر کی پہلی
عزت بھی گئی گذری ہوئی۔ لہذا بہ طرفداری عمر باتیں بنانے شروع کیں ابن جوزی

نے یہ کہا کہ ایسی حرکات عمر کبھی خاندان نبوت کی لونڈی سے بھی نہ کرتے خود حیدر علی
صاحب نے فرط ندامت و شرم سے لکھا کہ شیعہ نے کشف ساق وغیرہ کے مضامین اپنی
کتب میں درج کر دئے ان جملہ معاملات کا ذکر پہلے نہایت شرح سے ہو چکا ہے
بالآخر حیدر علی صاحب کو فکر ہوا کہ کوئی دنیا کا عقلمند اسکو نہ مانے گا کہ شیعہ نے یہ
بات سنیوں کی کتاب میں بغرض منقصت عمر لکھدی ہے لہذا انھوں نے تقریر کا پہلو
دوسری طرح بدلا کہ دست خود را بر ام کلثوم نہادتا کہ ہر دیکھنے والے کو یقین ہو جائے
کہ مشفقانہ و مربیانہ طور پر فقط سر پر ہاتھ رکھا تھا اور کوئی کارروائی متعلق بوسہ
بازی وغیرہ نہ کی تھی چونکہ ام کلثوم بقول جمیع علمائے مدعیان کم سن یعنی پنج
سالہ تھیں تو ہر شخص خواہ یگانہ ہو یا بیگانہ بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرا کرتا ہو ہے نہایت
تعجب لانے والی بات ہے کہ معصوم بچے کے سر پر ایک بوڑھا خرانٹ شخص جو کہ کسی
قدر الٹ پھیر سے بتوسط ام المومنین حفصہ نانا بھی ہوتا تھا الطاف بزرگانہ سے ہاتھ
پھیرے اور وہ لڑکی اس محبت بھری حرکت سے ایسی ناراض ہو کہ منہ نوچ ڈالنے
اور ناک توڑنے پر آمادہ ہو جائے اور باپ سے شکایت کرے کہ واہ ابا جان
آپنے کس کے پاس مجکو بھیجدیا تھا ام کلثوم کا باپ شدت ناراض ہونا جیسا کہ روایات
سے معائنہ عدالت میں آچکا ہے صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ عمر سے حرکات ناشائستہ
جنپر حیدر علی صاحب پردہ ڈالنا چاہتے ہیں ضرور معرض وقوع میں آئیں چونکہ دروغ
کو فروغ نہیں ہوتا خود حیدر علی صاحب کے قلم سے اس بناوٹی عبارت میں نکل گیا
کہ حضرت امیر بر عمل فاروق ملامتے نکرد بلکہ بام کلثوم ارشاد نمود کہ اے دختر چنیں مگو
و شکایت او درین باب مکن کہ او شوہر تست) عبارت بالا سے واضح ہوتا ہے کہ ام
کلثوم نے ایسے گرم الفاظ میں اپنے والد سے عمر کی شکایت کی تھی کہ اگر واسطہ شوہری
نہوتا تو ضرور قابل ملامت تھے۔ یہ مقام غور طلب ہے کہ اگر عمر نے صرف سر پر ہاتھ ہی

رکھا تھا اور کوئی حرکت ایسی نہ کی تھی جو کہ مرد اپنی منکوحہ سے کرتا ہے تو حضرت امیرؑ نے
یہ کیوں کہا کہ وہ شوہر تست یہ کلمہ صاف طور پر اسباب کا پتہ دیتا ہے کہ جو کچھ روایات
میں وارد ہوا ہے وہ سب عند السُنیہ صحیح ہے حضرت امیرؑ نے اپنی لڑکی کو سمجھا دیا کہ تمکو
اس کی دست درازی کا شکوہ نہ کرنا چاہیے۔ وہ تمہارا خاوند ہے اور تم اس کی زوجہ
اُس نے جو کچھ خوش فعلی اور دست بازی کی بوجہ شوہر ہونے کے اُسکا حق رکھتا تھا
اُم کلثوم جب بیاہی گئی ہوگی حسب رسُوم مُروّجہ عرب گھر میں شادی کا سامان ہوا
ہوگا۔ اپنے پرائے اس نادر روزگار برات کو دیکھنے آئے ہوں گے کہ ایک بوڑھا
آدمی گور میں پیر لٹکائے ہوئے نادان بچی کو لئے جاتا ہے۔ اُمّ کلثوم بہرحال عروس
بنائی گئی ہوگی مشاطہ نے بنا سوار کر لباس عروسی پہنایا ہوگا گھر میں مبارک سلامت
کی دھوم مچی ہوگی باپ بھائی بہنوں اور حرم سرا کی دیگر عورتوں نے رو دھو کر رخصت
کیا ہوگا دولہ میاں نورانی ڈاڑھی لٹکائے ہوئے دروازہ پر آئے ہوں گے محافہ سے
اُترتے وقت اہل سسرال نے اُسکا خیر مقدم کیا ہوگا۔ ضرور ہے کہ یہ چند نئی باتیں
دیکھ کر لڑکی نے سمجھ لیا ہوگا کہ یہ کوئی خاص بات ہے جو آج مجھ پر گذر رہی ہے معلوم
ہوتا ہے کہ وہ لڑکی باوصف صغر سنی عقل ممیز رکھتی تھی اگر سمجھ دار نہ ہوتی تو حضرت علیؑ
یہ نہ فرماتے کہ وہ تیرا شوہر ہے اندریں صورت مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ اُمّ کلثوم
بہ تقضائے سن و عدم علم بوقوع نکاح الخ بالکل برباد ہوا جاتا ہے ضرور
ہے کہ ام کلثوم فی الجملہ علم رکھتے تھے۔ دیکھو وہ ایسی عاقلہ و فہیمہ تھے کہ جب اُس کے
باپ نے کہا وہ تیرا شوہر ہے اُس کی کوئی شکایت نہ کرنی چاہیے اسیوقت وہ سمجھ گئے
اور چپ ہو رہے اور جان لیا کہ میرے ساتھ جو حرکتیں عمر نے کیں بوجہ شوہر ہونے کے
اُنکو سب زیبا تھیں اتنی عمر کی بچی جو پانی کو پاپا کہا کرتی تھی اور دہنے بائیں ہاتھ میں
تمیز نہیں کر سکتی چہ جائے کہ حرکات شوہری کا پہچان لینا۔

شاید یہ بات خصائص خاندان نبوت میں داخل ہو۔ استغفر اللہ علمائے مدعیانکو شرم نہیں آتی ایسی باتیں زبان قلم پر لاتے ہیں کہ جس سے اقتدار اسلام کافور ہوجائے بارہ برس کی لڑکی سے کوئی شخص ارتکاب کرے تو روے تعزیرات ہند جنہم ہندوستان یعنی جزیرہ انڈمان میں بہیجا جائے پانچ برس کی لڑکی سے مثل عمر حرکت کرنے والا عجب نہیں کہ شکاری کتوں کے سامنے ڈلوادیا جائے لاحول ولا قوۃ کیا دین وایمان ہے قبل از نکاح کسی عورت سے بوسہ بازی کرنا چونکہ شرعاً حرام ہے لہذا اس عیب کا دفعیہ من گھڑت مضمون سے حیدر علیصاحب نے یہ کیا کہ بعد نکاح عمر نے ایسا کیا تھا۔ حالانکہ تمام روایتیں بہ آواز بلند کہہ رہی ہیں کہ قبل از نکاح بلوغ وغیر بلوغ کی جانچ کے لئے عمر نے بلوایا تھا۔ خیر میں نفس بہ جبر کرکے مانے لیتا ہوں کہ بعد عقد خلیفہ صاحب نے ایسا کیا مگر ایک مہذب آدمی عمر سے عالیقدر شخص کا جب فوٹو اس حیثیت سے دیکھے گا کہ ایک بوڑھا آدمی سوا ہاتھ کی ڈاڑھی لٹکائے ہوئے منہ میں دانت ندارد رعشہ سے ہاتھ پیر کانپ رہے ہیں گردن سنبھالے نہیں سنبھلتی ایک پانچ برس کی لڑکی کو گود میں لئے ہوئے حرکات مجنونانہ کر رہا ہے کبھی اسکا منہ چومتا ہے گاہے سینے سے چپٹاتا ہے کبھی اسکو ننگا کرکے ران پر ہاتھ پھیرتا ہے تو وہ دیکھنے والا سوائے اس کے کہ تصویر پر تھوک دے اور کیا کر سکتا ہے تھوڑی سی ذہنی فضیلت کے لئے حضرت عمر جیسے ذی عزت خلیفہ کی علمائے مدعیان نے وہ مٹی خراب کی کہ پناہ بخدا سچ ہے نادان دوست سے حذر کرنا چاہیے۔ عجب نہیں کہ ہنگامہ محشر میں ان علماء کی شکایت کرکے حضرت عمر خدا سے ملتجی ہوں کہ انکو وہاں بھیجدے جہاں مفتری جاتے ہیں حیدر علی صاحب نے چونکہ دھوکہ دیا ہے کہ بعد از عقد عمر نے ام کلثوم سے تشتر غمزہ کئے لہذا میں عدالت کے سامنے وہ روایات پیش کرتا ہوں جن سے قبل از نکاح عمر کی بدحرکتی ثابت ہوتی ہے اس سے پہلے بہت کچھ مدعیان کی کتب سے

دکھایا گیا ہے بنظر اطمینان اب اور مزید براں دکھلاتا ہوں

ثبوت اس امر کا کہ عمر نے قبل از نکاح بوسہ بازی کرکے ارتکاب فعل حرام کیا

ثبوت اوّل :- ابن حجر مکی کی صواعق محرقہ کا جو فارسی میں ترجمہ ہوا ہے اُس کے صفحہ (۱۶۰) پر لکھا ہے کہ علی نے ام کلثوم کو عمر کے پاس اسواسطہ بھیجدیا تھا کہ دیدہ شہوت نرسیدہ بود کہ حرام باشد اگر صغیرتی بود پدرش علی اورا بایں طریق نمی فرستاد

ثبوت دوم خود مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ الغین کے (۹۲۶) پر ایک طولانی مضمون نقل کرتے ہیں جسکا ماحصل یہ ہے (ابن مقدسی نے سفیان کو خبر دی کہ جب خلیفہ عمر نے حضرت علی سے کہا کہ تم اپنی بیٹی ام کلثوم کا عقد مجھ سے کردو تو علی نے جوابًا کہلا بھیجا کہ وہ کم سن ہے قابلیت عقد نہیں رکھتی اس جواب پر بعض لوگوں نے عمر کو جوش دلایا کہ علی نے بعذر باطل آپ کی درخواست کو مسترد کردیا عمر نے پھر اصرار کیا کہ نہیں ضرور میرا عقد کردو تب علی نے کہا کہ میں تمہارے پاس اُسکو بھیجے دیتا ہوں اگر تم رضامند ہو تو وہ تمہاری زوجہ ہے جب ام کلثوم عمر کی پاس آئی تو اُس نے ساق پا کھولا ام کلثوم نے کہا کہ اگر تو امیر المومنین نہوتا تو ایک طمانچہ مار کر تیری آنکھیں پھوڑ ڈالتی

ثبوت سوم صواعق محرقہ میں لکھا ہے قال صح عن عمر انہ خطب ام کلثوم من علی فاعتل لصغیرھا وبانہ اعدھا لابن اخیہ جعفر فقال ماادرت الباءۃ ولکن سمعت رسول اللہ یقول کل سبب ونسب ینقطع یوم القیامۃ ماخلا سببی و نسبی) یعنی حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ حضرت عمر نے علی سے عقد ام کلثوم کی خواہش کی تو حضرت امیر نے یہ عذر کیا کہ وہ صغیر سن ہے اور میں نے اُس کی نسبت اپنے برادرزادہ جعفر طیار کی بیٹے سے کی ہے عمر نے کہا کہ میں یہ درخواست اس خواہش کی راہ سے نہیں کررہا جو مردوں کو عورات سے ہوتی ہے بلکہ یہ استدعا محض اس غرض سے ہے کہ میں نے

رسولخدا سے سنا ہے کہ بروز قیامت کل سبب و نسب قطع ہو جائیں گے مگر میرا نسب منقطع نہوگا
چاہتا ہوں کہ یہ رشتہ میری آمرزش کا سبب ہو جائے۔

ثبوت چہارم ذخائر العقبیٰ میں یہ عبارت درج ہے فاعتل علی وقال انھا
صغیرة فقال عمر لا واللہ ما ذالک بک ولکن اردت منعی یعنی عمر نے جب
خواہش ظاہر کی تو علی نے عذر کیا کہ وہ کم عمر ہے۔ خلیفہ نے کہا یہ بالکل غلط ہے آپ مجھ
سے رشتہ کرنا نہیں چاہتے بحیلہ صغر سنی ٹالنا چاہتے ہو۔

ثبوت پنجم عسقلانی شارح بخاری لکھتے ہیں ان علیا لما ابی عن نکاح ابنتہ
بعمر واعتذر بصغرھا لم یقبل منہ ذالک العذر حتی الجاء ان یراھا
ایاہ فارسلہا الیہ فلما راھا عمر اخذھا وضمھا الیہ وقبلھا یعنی جبکہ علیؑ نے
بعذر کم سنی عقد کر دینے سے انکار کیا تو عمر نے اُسکو قبول نہ کیا اور علی کو مضطر کیا کہ اچھا تم
مجکو دکھا دو تا کہ میں اُسکو دیکھ کر سمجھ لوں کہ آپ کا عذر کہاں تک صحیح ہے علیؑ نے اپنی
لڑکی کو عمر کے پاس بھیجدیا اُنھوں نے اُسکو چھاتی سے لگایا اور بوسہ لئے۔

ثبوت ششم ابن عبد البر نے استیعاب میں لکھا ہے خطبھا عمر الی علی فقال انھا
صغیرة الی ان قال ووضع یدہ علی ساقہا فکشفہ فقال ما تفعل ھذا لولا انک
امیر المومنین لکسرت انفک ثم خرجت۔ یعنی ام کلثوم کی عمر نے جب خواستگاری کی
تو علی نے کہا کہ وہ صغیر ہے یہاں تک کہ جب علیؑ نے اسکو عمر کے پاس بھیجدیا تو اُسنے ساق
پا کھولی ام کلثوم نے غصہ ہو کر کہا کہ اگر تو امیر المومنین نہوتا تو میں تیری ناک توڑ ڈالتی یہ
کہکر اپنے گھر کو چلی گئی۔

ثبوت ہفتم کتاب متذکرۂ بالا میں بروایت دیگر اسطرح لکھا ہے ان عمر ابن خطاب
خطب الی علی ابنتہ ام کلثوم فذکر لہ صغرھا فقیل انہ ردک فعاودہ الی ان قال
فارسلہا فکشف عن ساقہا فقالت لہ لولا انک امیر المومنین لطمت عینک

جبکہ ام کلثوم کی عمر ابن خطاب نے خواستگاری کی تو انھوں نے بیان کیا کہ وہ صغیر ہے لوگوں نے عمر سے کہا کہ علی نے تمکو ٹالدیا اُنھوں نے اصرار کیا تو مجبوراً علیؑ نے لڑکی کو بھیجا عمر نے کشف ساق کیا یہ حرکات دیکھ کر اس لڑکی نے کہا کہ اگر تو امیرالمومنین نہوتا تو تیرے مُنہ پر ایسا طمانچہ مارتی کہ دونوں آنکھیں پھوٹ جاتیں

ثبوت ہشتم کتاب مودۃ القربیٰ میں لکھا ہے ان عمر ابن خطاب لاخطب ام کلثوم واعتذر علی لصغرھا الی ان قال وھی ابنتہ اربع سنین وما بین الاربع والخمس وعمر عمر ستین سنین فاجلسہا عمر الی جنبہ فرفع میزرھا ومسح یدہ علی راسہا فحرو ساقہا فرفعت یدھا وکادت ان تلطمہ وقالت لولا انت امیرالمومنین لطمت حذا خلاصہ یہ کہ عمر نے علی سے خواستگاری کی تب علی نے عذر کیا کہ وہ صغیر ہے یہاں تک کہ چار سالہ یا پانچ اور چار کے درمیان ہے اور عمر کا اسوقت سن ساٹھ برس کا تھا پس جبکہ وہ صاحبزادی خلیفہ کے پاس گئی تو انھوں نے اُسکو پہلو میں بٹھایا اور اُس کی چادر کو اُٹھایا اور سر پر ہاتھ پھیرا اور ساق پا کو کھولا یہ باتیں دیکھ کر لڑکی نے طمانچہ مارنے کو ہاتھ اُٹھایا اور کہا کہ اگر تو امیرالمومنین نہوتا تو میں تیری ناک توڑ ڈالتی۔

ثبوت نہم سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الائمہ کے باب گیارہ میں لکھا ہے ام کلثوم فخطبہا عمر ابن الخطاب فی خلافتہ فامتنع علی من تزویجہا وقال صغیرۃ وانی ارصد ابن اخی جعفر فشق ذالک علی عمر فقال العباس زوجہا منہ فقد بلغنی عنہ کلام فزوجہ ایاھا۔ عمر نے اپنے عہد حکومت میں علی سے خواہش کی کہ اپنی بیٹی اُم کلثوم سے میرا عقد کردیویں علی نے انکار کیا اور کہا کہ وہ صغیر ہے اور میں اس کی شادی اپنے بھتیجے سے کروں گا خلیفہ صاحب کو علیؑ کا یہ کہنا نہایت شاق گذرا اسوقت عباس نے سمجھایا کہ آپ عذر نہ کریں نکاح کردیں مجکو کچھ ایسی ہی خبر ملی ہے۔

تنبیہہ یہ وہ ہی خبر ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ عمر نے سقایت حرم کی ضبطی کا دباؤ ڈالا تھا۔

ثبوت دہم ذخائر العقبیٰ میں حسب مضامین بالا درج ہے بلکہ اتنا زیادہ ہے کہ بوقت اضطراب علی نے عقیل سے مشورہ لیا انھوں نے بہ سختی جواب دیا اور عقد کردینے سے مانع آئے صواعق محرقہ میں امام حسین علیہ السلام سے مشورہ لینا اور بہ مثل عقیل اُن کا انکار کرنا درج ہے۔ پس بوجوہ کما ینبغی ثابت و متحقق ہوگیا کہ حسب روایات متعددہ و متکثرہ مصرحہ بالا عمر نے علی کو مجبور کرکے معاذ اللہ پناہ بخدا پسند و غیر پسند کے لئے ان کی لڑکی کو بلوایا اور ہر طرح کی حرکات نازیبا جنکو کوئی ذلیل بھی نہیں کرسکتا اُن سے معرض وقوع میں آئیں حیدر علی صاحب نے جو خلیفہ دوم کی عیب پوشی مدنظر کرکے یہ فقرہ لکھا تھا کہ ام کلثوم بہ تقاضائے کم سنی و عدم علم بوقوع نکاح الی آخرہ بالکل باطل ہوگیا مولوی صاحب ممدوح نے بہت ہی کوشش کی کہ عمر صاحب پر بدنامی اور خلاف آدمیت افعال کا دھبہ نہ لگے مگر نہایت شکریہ کا موقع ہے کہ ثبوت بالا سے ایسا رنگ چڑھایا گیا ہے کہ ہزار شست و شو کریں صاف نہ ہوگا جتنا جتنا دھوئیں گے خوش رنگ ہوتا جائے گا۔

علمائے مدعیان نے اس عقد کے متعلق ایسی بہکی بہکی باتیں کی ہیں کہ جن کے دیکھنے اور سننے سے اقتدار سنیت بالکل نظر سے گر جاتا ہے بطور نمونہ عدالت پر ظاہر کرتا ہوں ازالۃ العین کے صفحہ (۹۲۷) پر اصابہ کے صفحہ (۳۴۰) سے نقل ہوا ہے (ابن وہب عبدالرحمان بن زید بن اسلم سے راوی ہے کہ چالیس ہزار مہر پر عمر نے ام کلثوم سے نکاح کیا پھر ازالۃ العین کے صفحہ ۹۲۷ مذکورہ بالا پر تحریر ہے کہ زبیر کہتا ہے کہ زید و رقیہ ام کلثوم سے پیدا ہوئے اور ماں بیٹے نے ایک دن وفات پائی۔ ابو بشر دولابی ابن اسحٰق سے راوی ہے کہ جب ام کلثوم بعد وفات عمر بیوہ ہوئیں تو حسنؑ و حسینؑ نے کہا کہ اگر تم نے علی کو اپنے عقد کا اختیار دیا تو وہ اپنے کسی عزیز سے تمہارا نکاح کردیں گے اگر تم چاہو تو بہت کچھ مال و دولت حاصل ہوسکتا ہے مطلب یہ کہ تمہاری شادی

کسی دولتمند سے ہو سکتی ہے اس گفتگو کے بعد علی آئے اور کہا اے بیٹی ہر چند کہ خدا نے
تجکو اپنے کام کا مختار کیا ہے مگر یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے عقد کا معاملہ میری رائے پر محول
کردو ام کلثوم جواب دہ ہوئیں کہ مجکو بھی اُن چیزوں کی ہوس ہے جس کی عورات کو
ہوا کرتی ہے میں چاہتی ہوں کہ کسی مالدار سے شادی ہو تاکہ آسایش دنیا سے بہرہ مند ہوں
علیؑ نے کہا کہ یہ بات تمہارے بھائی حسنؑ اور حسینؑ نے تمکو سکھائی ہے واللہ میں کبھی
ان دونوں سے ہمکلام نہوں گا تا وقتیکہ میرے کہنے پر عمل نہ کریں گے حسنؑ و حسینؑ نے
اپنے باپ کا دامن پکڑ لیا ام کلثوم نے کہا کہ میں نے اپنے معاملہ کا اختیار حضور کے ہاتھ
میں دیا جس سے چاہے نکاح کر دیجئے علیؑ نے کہا کہ میں نے عون بن جعفر اپنے برادر
زادہ سے تمہارا عقد کرنا تجویز کیا ہے کچھ دنوں کے بعد عون نے قضا کی تب اُن کے
بھائی محمد بن جعفر سے بیاہی گئیں محمد کے مرنے پر عبداللہ بن جعفر سے عقد ہوا بالآخر وہیں
اُسنے وفات پائی ابن سعد بھی انھیں الفاظ میں روایت کرتا ہے مگر اتنا زیادہ لکھا ہی
کہ ام کلثوم نے کہا مجکو اسمار بنت عمیس سے شرم آتی ہے کہ اُن کے دو لڑکے عون و محمد میری
رفاقت میں کام آئے اور اب تیسرے عبداللہ کی باری آئی آخرالامر انھوں نے عبداللہ
کے پاس وفات پائی یہ ہی ابن سعد انس بن عیاض سے بطرز دیگر اس طرح ناقل
ہے کہ جب ام کلثوم کی خواستگاری عمر نے علی سے کی تو انھوں نے عذر کیا کہ میں نے
اپنی بھتیجی سے اُس کی نسبت قایم کی ہے عمر نے کہا کہ وہاں سے چھوڑا کر آپ مجھ سے
کردیں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جو شرف و عزت آپ کے خاندان کو ہے اُس میں
بصیغہ مصاہرت مجکو بھی حصّہ مل جائے یہ سنکر علی نے کہا کہ اچھا میں نے کر دیا یہ
خوش خبری سنکر عمر مہاجرین کے پاس آئے اور کہا کہ تجو مجکو مبارک باد دو صحابہ نے پوچھا
کہ کس امر کی تہنیت چاہتے ہو فرمانے لگے کہ علی کی بیٹی سے میں نے نکاح کیا ہی سب نے
بالاتفاق غلغلۂ مبارک باد بلند کیا۔ یہ آوازیں سنکر عمر کہنے لگے کہ میں نے رسول خدا صلعم

سے سُنا ہے کہ ہر نسب و سبب منقطع ہو جائیگا مگر میرا سبب و نسب ایسا نہیں ہے کہ انقطاع پذیر ہو جائے۔ تعلق سببی و نسبی تو مجکو پہلے سے حاصل تھا اب خدا نے شرف مصاہرت (دامادی) دیکر تمام فضائل کا مجھ پر خاتمہ کر دیا۔ عطار خراسانی راوی ہے کہ عمر نے چالیس ہزار مہر ادا کیا اور بسند صحیح وارد ہوا ہے کہ زید و ام کلثوم کے جنازہ پر ابن عمر نے نماز پڑھائی اور چار تکبیریں کہیں اور دوسری سند سے یہ روایت ہے کہ امامت نماز سعید ابن عاص نے کی ہے۔ علمائے مدعیان نے جو اس قسم کی مضطرو پریشان باتیں اپنی کتب میں درج کی ہیں اس سے سوائے اہانت اہلبیت کوئی دوسرا مقصود نہیں بھلا یہ بات کسی طرح جاگزین طبیعت ہو سکتی ہے کہ حسینؑ نے ام کلثوم سے یہ کہا ہو کہ اے بہن اپنے عقد کے اختیارات باپ کے ہاتھ سے نکال لو ورنہ وہ تمکو اپنے برادر زادہ سے بیاہ دینگے اور ہم اس فکر میں ہیں کہ کسی دولتمند سے ساز باز کر کے تمہارا عقد کریں تاکہ دولت دنیا حاصل ہو اسپر ام کلثوم کا بشاش ہونا اور باپ کے سامنے پٹاپٹ بولنا اور دو بدو گفتگو کرنا اور بہ مقتضائے خواہش نفسانی ضرورت عقد ظاہر کرنا۔ پھر بہت جھگڑے کے بعد علی کا متولی عقد ہونا لاحول ولا قوۃ کوئی ذلت و حقارت ایسی نہیں ہے جسکو علمائے مدعیان نے بابیں ریش دراز خاندان نبوت سے اٹھا رکھا ہو طامع دنیا ہونا حسنین کا علی سے مخالف چال چلنا لڑکیوں کا باپ کے سامنے بے پردہ گفتگو کرنا امر اذی وقار سے بہ طمع دنیا اپنے عقد کی کوشش کرنا یہ گھڑت صرف اس واسطے کی گئی ہے تاکہ لوگ سمجھ جائیں کہ خاندان رسولپاک کوئی خاص وقعت نرکھتا تھا بلکہ ایک معمولی قسم کے لوگ تھے جنکا شمار عوام الناس میں ہو سکتا ہے صحیح بخاری کی چھٹی جلد کے صفحہ (۲۲۴) پر درج ہے کہ جب ایک مسلمان کسی جگہ اپنی نسبت کر چکا ہو تو دوسری شخص کو لازم نہیں ہے کہ اُسجگہ پیام و سوال کرے۔ صحیح مسلم کا جو اردو میں ترجمہ ہوا ہے اس کی جلد چہارم مطبع صدیقی لاہور میں طبع ہوئی ہے اُس کے صفحہ (۳۶۴) پر یہ عبارت ہے (عبد اللہ ابن عمر نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا کہ نہ بھیجے کوئی دوسرے کی بکی ہوئی چیز پر اور نہ پیغام دے کوئی دوسرے کے
پیغام پر۔ فائدہ یہ لکھا ہے جب ایک نے کسی عورت سے پیغام نکاح دیا تو جب تک وہ اُس کے
پیغام کو رد نہ کرے تب تک دوسرا شخص پیغام نہ دے اور یہ احادیث پیغام کے حرام ہونے پر دلالت
واضح رکھتے ہیں سوائے ازیں بخاری و مسلم و ابو داؤد میں تحریر ہے عن ابی ھریرۃ قال لا
یخطب احدکم علی خطبۃ اخیہ ابوہریرہ کہتے ہیں کسی کو جائز نہیں ہے کہ اُس جگہ اپنی نسبت
کا پیغام بھیجے جہاں دوسرا بھیج چکا ہو امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔
ظاھرۃ فی تحریم الخطبۃ علی خطبۃ اخیہ واجمعوا علی تحریمہا۔
خلاصہ یہ کہ ظاہرا ایسا پیغام دینا حرام ہے جبکہ بروایات متواترہ مندرجہ بالا حضرت امیر
کہہ چکے کہ میری لڑکی کم سن ہے اور اس کی نسبت میں اپنے برادرزادہ سے کر چکا ہوں تو خلیفہ
صاحب کو یہ کیا زیبا تھا کہ اپنی پاؤ بھر کھچڑی بھی اُسی چولھے پر چڑھانے لگے اور پا ییں
پیرانہ سالی ضدی بچونکی طرح ہٹ کرنے لگے کہ پہلی نسبت چھوڑ اگر مجھ سے کر دو ورنہ میرے
فضائل نامکمل رہ جائیں گے۔ اگر خلیفہ نے ایسا کیا تو بروے روایت بخاری و مسلم ارتکاب فعل
حرام کیا۔ خلیفہ کے اسدرجہ اصرار سے واضح ہوتا ہے کہ با جتہاد جناب عمر انحصار فضیلت
خاندان نبوت کی دامادی پر تھا افسوس ہے کہ خلیفہ اول جو کہ بقول مدعیان بعد
نبی افضل البشر تھے اور جن کے بدن کا ایک بال ہونا عمر صاحب اپنے واسطے ذریعۂ مغفرت
سمجھتے تھے وہ اس شرف دامادی سے بے بہرہ رہے ہرچگہ جناب ابو بکر سے حضرت عمر
بڑھے رہے۔ لیکن افسوس ہے کہ حضرت عثمان اس عزت خاص میں کئی نمبر نیچے
آگئے کیونکہ حسب عقیدۂ مدعیان ان حضرت کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے عثمان
صاحب سے بیاہی گئیں تھیں۔ ظاہر ہے کہ علیؑ و نبیؐ دونوں میں وہ نسبت ہے جو شاہ و وزیر
میں ہوتی ہے بہر حال نبیؐ کا داماد علیؑ کے داماد سے افضل ہونا چاہیے بایں صورت عمر
سے عثمان افضل ہو گئے ادعجابان ایسے خلاف عقیدہ باتیں بناتے ہیں کہ جس سے

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

غیر مذہب والا بھی سمجھ جائے کہ اہلبیت رسول کی تحقیر و تذلیل کرنا ان کا عین مذہب ہے
عمر صاحب کے بیاہ رچانے ہیں تو دختر علی کے بارہ میں ہرنا گفتنی کا استعمال
کیا ہی تھا۔ مگر افسوس ہے کہ بعد فوت عمر بھی اُس معصومہ پر عیب لگانے میں کوتاہی
نہیں کی یہ مسئلہ تمام فرق اسلام کا مانا ہوا ہے کہ جمع بین الاختین یعنی دو بہنوں کا
بوقت واحد ایک شخص کے تصرف میں رہنا حرام مطلق ہے مگر مدعی صاحبان خاندان
نبوی کو اس جرم میں بھی ماخوذ کئے ہوئے ہیں چنانچہ حسب صراحت صدر بیان طراز ہوئے
ہیں کہ بعد عمر عون اور پھر محمد اور پس ازاں عبداللہ ابن جعفر سے ام کلثوم کا عقد ہوا اور
انہیں کے گھر وفات پائی سوائے علمائے متقدمین جن کے نام اوپر لکھے ہیں متاخرین نے
بھی نتیجہ تحقیقات یہ ہی نکالا ہے چنانچہ مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ الغین کے صفحہ ۹۲۸
پر لکھتے ہیں (چوں محمد برادر عون داعی اجل را لبیک گفت او را برادرش عبداللہ
نکاح کردند اُمّ کلثوم بخانہ وے وفات یافت) باتفاق امت جناب زینبؑ ام کلثومؑ
سے بڑی بہنیں اور حضرت عبداللہ ابن جعفر سے اُن کا عقد ہوا تھا اور معرکہ کربلا میں
اپنے بھائی کے ساتھ موجود تھیں اور بعد واقعہ شہادت جبکہ سید الساجدین امام زین العابدین
علیہ السلام بحکم یزید گرفتار ہو کر روانہ شام کئے گئے اُسوقت یہ ان کے ہمراہ گئیں اور راہ
میں باغبان یزید نے طپنچہ مارا جس کے صدمہ سے وفات پا گئیں چنانچہ اسوقت تک
قبر شریف وہاں موجود ہے لوگ زیارت کو جاتے ہیں اب میں حضرت عبداللہ کا
سال وفات دکھاتا ہوں تاکہ حقیقت حال ظاہر ہو جائے ذخائر العقبیٰ کے صفحہ ۱۱۳۲
پر لکھا ہے (توفی عبداللہ بن جعفر بالمدینۃ سنۃ ثمانین) یعنی عبداللہ ابن جعفر نے مدینہ
میں ۸۰ہجری کے اندر وفات پائی مدعیان کا بیان ہے کہ ام کلثوم نے بعہد امیر معاویہ
معہ زید پسر خود وفات پائی مولوی حیدر علی صاحب لکھتے ہیں کہ انھوں نے اپنے آخر شوہر
کے گھر قضا کی کجا عہد معاویہ اور کہاں عبداللہ کا قصہ ایک عالم کچھ کہتا ہے تو دوسرا

اس کے خلاف چال چلتا ہے عبارات صدر میں کتاب ہدایۃ السعدا کے صفحہ (۲۵۹) سے
عدالت کو یہ عبارت دکھلائی گئی (ام کلثوم ماتت فی الصغر عند عمر ابن الخطاب لا عقب
لہما) یعنی ام کلثوم بچپنے میں عمر کے پاس وفات پا گئیں اور کوئی اولاد انھوں نے نہیں چھوڑی
دیگر کتب میں درج ہے کہ بعہد معاویہ انھوں نے معہ اپنے بیٹے زید کے قضا کی اور عبداللہ
ابن عمر یا سعد ابن العاص نے نماز جنازہ پڑھائی چند بزرگوار معہ حیدر علی صاحب
تصدیق فرماتے ہیں کہ اول ام کلثوم کا نکاح عمر سے ہوا ازاں بعد عون و محمد اور پس ازاں
عبداللہ ابن جعفر شوہر جناب زینب سے عدالت بنظر غائر ملاحظہ فرمائے کہ جب عمر کے
پاس صغر سنی میں ام کلثوم لاولد فوت ہو گئی تھی تو وہ کون ام کلثوم تھی جس نے مع زید
پسر خود بعہد معاویہ وفات پائی امیر معاویہ کے زمانہ اور اس سے عرصہ مابعد تک جناب
زینب علیہا السلام حضرت عبداللہ کی زوجیت میں رہیں پھر ام کلثوم کا عقد عبداللہ سے
کیونکر ہو سکتا تھا۔ اگر روایات ماسبق کو غلط قرار دے کر یہ فرض کر لیا جائے کہ بعد
وفات جناب زینب ام کلثوم نے عبداللہ کو اپنا شوہر بنایا تو حسابی قاعدہ سے کسی طرح
صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس جگہ اوراق اول میں ہم نے ام کلثوم کی سنیت پر بحث کی
ہے وہاں ان کا سال ولادت سنہ ۶ ہجری دکھلایا گیا ہے اور جناب زینب کی وفات
سنہ ۶۲ ہجری میں واقعہ کربلا سے دو سال بعد ہوئی ہے سنہ ۶ ہجری سے سنہ ۶۲ ہجری تک
چھپن سال ہوتے ہیں اگر بعد انتقال جناب زینب سلام اللہ علیہا ام کلثوم نے عبداللہ
سے عقد کیا تو اوسوقت ان کا سن چھپن ستاون برس کا ہوتا ہے عبداللہ بوقت معرکہ کربلا
نابینا تھے اسیواسطے حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ سفر عراق میں شریک نہ ہو سکے
عقل کسی طرح اجازت نہیں دیتی کہ ایک ایسی عورت جس نے پہلے تین شوہر دیکھے ہوں
بڑھاپے میں ایک پیر نابینا سے اپنا عقد کر لیوے۔ لہذا میں کہہ سکتا ہوں کہ بوجہ
صدور اختلاف یکدگر تمام روایات ناقابل اعتبار ہیں یہ لوگ نہ خدا سے ڈرتے ہیں

نہ رسولؐ سے نہ علیؑ سے نہ بتولؑ سے خاندان نبوی کی توہین ہیں وہ باتیں درج کتب کرتے ہیں کہ پناہ بخدا بھلا اس سے زیادہ کیا الزام ہوسکتا ہے کہ دو بہنوں کا ایک شخص کو بوقت واحد شوہر بتلاتے ہیں جو کہ قطعاً بحکم قرآن حرام مطلق ہے میں اس دعوی کی پوری حقیقت دکھلاتا ہوں تاکہ مقدمہ کے ہر پہلو پر عدالت کی نظر پہنچ جائے ضرورت نکاح یہ بیان کی گئی ہے کہ خلیفہ کو محض عزت آنحضرت کا حاصل کرنا بذریعہ اس عقد کے منظور تھا ورنہ پیرانہ سالی میں جبکہ خواہش نفسانی رخصت ہو چکی تھی کوئی ضرورت عقد نہ تھی اگر فی الواقع خلیفہ صاحب نے حسب و نسب کے خیال سے یہ عقد کیا تھا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ قرآن سے ناواقف محض تھے کیونکہ خدا فرماتا ہے (فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینہم) یعنی جب اسرافیل صور پھونکیں گے تو ہر شخص کا سلسلہ نسبی قطع ہو جاویگا قیامت میں اعمال کام آئیں گے نہ بزرگ زادگی۔ خلیفہ دوم چونکہ حسب تصریح اول سعادت ولادت میں کوئی حصہ نہ رکھتے تھے تو خاندان عالی میں صرف نکاح کرنے سے اور وہ بھی ایسے وقت جبکہ ناکارہ محض تھے اور قابلیت اولاد حاصل کرنے کے اُن میں تھی کیا فائدہ اُٹھا سکتے ہیں داماد باتفاق اُمت نسب میں داخل نہیں ہوسکتا بعد وفات زوجہ اُسکا کوئی علاقہ سسرال والوں سے نہیں رہتا رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ کا حسب و نسب اُنھیں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے جو کہ آل طیب میں داخل ہیں حضرت عمر اپنے اس نسب سے فائدہ اُٹھا بیٹھیں گے کہ جب الٹ پھیر سے رونق افزائے عالم ہوئے تھے تاریخ کامل ابن اثیر جزری کے جلد ۳ صفحہ ۲۳ پر لکھا ہے کہ بعد عقد ام کلثوم عمر نے تین عورتوں سے عقد کیا اوّل فکیہہ دوم فاطمہ بنت الولید سوم عاتکہ مورخ مذکور رقمطراز ہیں کہ آخر اولاد عمر زینب ہے جو کہ بطن فکیہہ سے پیدا ہوئی تھی ہرگاہ باتفاق جمیع راویان مدعیان جنکا ذکر بہ کرات و مرات اوپر آچکا ہے بوقت خطبۂ ام کلثوم حضرت عمر اپنی اندرونی حالت بتلا چکے تھے کہ قلت باہ سے عورتوں کی خواہش مطلق نہیں رہی صرف زاد عقبیٰ ہم

پہنچانے کی نیت سے پنچ سالہ لڑکی کو داخل عقد کرنا چاہتا ہوں اس سے معلوم ہوا کہ وہ بڑے دھوکہ باز تھے اپنی سستی و نامردی کا اظہار کرکے فریب دہ اہل بیت ہوئے۔ اگر حضرت عمر فی الواقع بیکار محض تھے اور عورتوں کی طرف مطلق رغبت نہ رہی تھی تو یہ گداگد تین نکاح کیوں کئے اور زینب فکیہہ کے شکم سے کیونکر پیدا ہوئی شاید وکیل صاحب اسکا یہ جواب دیں کہ بوقت خطبہ اُمّ کلثوم فی الواقع وہ نامرد تھے مگر بعد میں کسی سنیاسی نے سنکھیا کا کشتہ کھلا دیا جس سے تین عقد متواتر کئے مدعی صاحبان نے بڑے شدومد کے ساتھ عرضی دعوے میں بیان کیا ہے کہ حضرت علیؑ نے نہایت خوشدلی و رضامندی سے عمر کو لایق دامادی سمجھ کر عقد کیا تھا۔ ثبوت بالکل اس کے خلاف پیش کیا گیا ہے۔ تمام شہادت ہائے پیش کردہ وکیل مدعیان کا خلاصہ یہ ہے کہ علیؑ نے ہر چند عذر کیا اُس لڑکی کی صغر سنی اور اپنے برادر زادہ سے منسوب ہونے کا اظہار فرمایا۔ مگر خلیفہ نے ایک عذر نہ سُنا تب علیؑ نے مضطر و مجبور ہو کر لڑکی کو بھیج دیا اگر رضامندی اسی جبر بہ صورت کا نام ہے تو معلوم ناراضگی کا کیا عنوان مقرر کیا جائے گا کسی روایت کا ایک فقرہ یا آدھا جملہ بھی اسبات پر دلالت نہیں کرتا کہ اس عقد میں کسی نوع کی رضامندی تھی بلکہ صاف ثابت ہوتا ہے کہ عمر نے بزور سلطنت عباس پر سخت دباؤ ڈالا کہ نکاح کرو ورنہ عہدہ سقایت حرم جو کہ ایک بڑی آمدنی کا صیغہ تمہارے ہاتھ میں ہے چھین لوں گا میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ تمام روایات ساختہ و وضعی ہیں نہ بیچارے عمر نے علی پر ایسا بے معنی جبر کیا نہ پیغام دیا نہ عباس کو دھمکایا نہ ام کلثوم کو بلوایا اُس غریب کے سر سے خواہ مخواہ اسکو تھوپ دیا ہے اگر کچھ بھی اقتدار روایات ہوتا تو ارباب صحاح اور خصوص مسلم و بخاری زمین و آسمان ایک کردیتے اور اس خوش آہنگی سے بیان فرماتے کہ سنی صاحب وجد کرکے اُچھلنے لگتے۔ بقول مدعیان جمیع اہل صحاح اور سیما مسلم و بخاری

نے تنقیح وتنقید احادیث میں وہ کوششیں کی ہیں کہ زمین کے گز بن گئے ہیں اطراف عالم میں گشت کر کے احادیث کا پتہ چلایا ہے۔ افسوس کہ ایسے محققین کو ان روایات کا پتہ نہ چلا۔ مدعی صاحبان اس روایت کو جو کہ صحیحین میں نہو پایۂ اعتبار سے گرا کر غیر معتمد جانتے ہیں اسیواسطہ معاملہ عذیر کے قبول فرمانے میں پس وپیش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ گو واقعۂ عذیر دیگر صحاح وکتب میں بہ تفصیل درج ہے۔ مگر چونکہ بخاری میں نہیں لہذا ناقابل وثوق ہے۔ جبکہ صحت روایت کے لئے اندراج بخاری میں لازمی ہوا اور اسمیں کیا بلکہ تمام صحاح میں یہ قصہ مذکور نہیں تو عند السنتہ بھی نامعتبر محض ہونا چاہیئے واقعۂ عذیر کے نہ لکھنے پر تو یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ بوجہ عداوت مرتضوی نہ لکھ سکے عقد ام کلثوم سے چونکہ خلیفہ دوم کی برارت از عداوت خاندان نبوت تھی اسکو تو ضرور لکھتے معلوم ہوتا ہے کہ بعد ترتیب مسلم و بخاری میں متاخرین نے یہ مضمون تراشا ہے عدم اندراج صحیحین اس فرضی عقد کی بے اعتباری کا قوی سبب ہے

سوال عدالت از غلام معاویہ وکیل مدعا علیہم

عدالت کو اس تقریر کے جو کہ وکیل مدعا علیہم نے بیان کی ہے اعادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ آپ نے بگوش توجہ اسکو سنا ہے تم نے جو ثبوت مزید داخل کیا اور وکیل مقابل نے اسپر جرح کی اس کے سننے اور معائنہ کرنے سے آپ کا تمامتر دعوے باطل ہو گیا اگر اسی جگہ یعنی ختم تنقیح نمبر ۱ پر مقدمہ رد کیا جاتا تو شاید بہتر ہوتا مگر ثبوت مزید اور اسپر وکیل کی جرح نے تمامتر قلعی کھولدی اب عدالت مقدمہ کو سطے کئے دیتی ہے۔

وکیل مدعی دست ادب باندہ کر

عدالت کا فرمانا نہایت صحیح ہے بے شبہہ میرا دعوے اس حالت پر پہنچ گیا ہے جو کہ مدقوق کی شروع اسہال پر سمجھے جاتے ہیں۔ مگر چونکہ اس مقدمہ میں میرے موکلوں

نے بڑی دردسری اُٹھائی ہے لہذا چاہتا ہوں کہ تنقیحات بالتفصیل پر بھی بحث کر لیجائے شاید اُن میں کوئی مفید مطلب بات پیدا ہو کر اس مُردہ مقدمہ میں جان پڑ جائے۔ یہ سُنکر نثار پنجتن نے نہایت شگفتہ خاطری سے اپنے مدمقابل کے بیان کی تائید کی اور مقدمہ شروع ہوا۔

تنقیح یازدہم

حسب روایات شہرہ بہ طریق مدعیان ام کلثوم کا عقد حضرت امیر نے بہ جبر و کراہت کیا یا کہ حسب بیان تحریری طیب خاطر و خوشدلی و جوش محبت سے۔

تقریر نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم

اس معاملہ کے متعلق تنقیحات ماسبق میں بہت بحث ہو چکی ہے ثبوت پیش کردہ وکیل مدعیان سے عدالت پر ظاہر ہو چکا ہے کہ حضرت عمر نے جب پیغام عقد دیا تو حضرت امیرؑ نے عذر کم سنی پیش کیا دولہ میاں نے نمانا اور سطوت خلافت سے اُس لڑکی کو اپنے گھر بلوایا اور ہر ناکردنی عمل کیا گیا پھر عباس پر ضبطی عہدہ سقایت کا دباؤ ڈالا گیا میں کچھ عرض نہ کروں گا نقل دیکھ کر عدالت خود نتیجہ نکال لیوے کہ کیا رضامندی اسی کا نام ہے جو کہ شہادت مدخلہ وکیل سے نمایاں ہے۔

رائے عدالت

ثبوت موجودہ نقل کے معائنہ سے کوئی جاہل بھی یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ اتحاد محبت سے عقد ہوا بلکہ ہر شخص بادی النظر میں یہ کہنے کا استحقاق رکھتا ہے کہ عقد ہوا تو اس سے زیادہ دنیا میں کوئی جبر و ظلم نہیں ہو سکتا جو کہ حضرت امیر کے ساتھ کیا گیا۔

تنقیح دوازدہم

اگر فی الواقع خاندان نبوت و عمر صاحب میں اختلاف تھا اور عقد بلا رضامندی ہوا تو ایسا نکاح جناب عمر کو کوئی دینی فائدہ دے سکتا ہے اور نہ وہ مستحق ان کے ہیں

کہ ربنا ءعقد عدالت سے سارٹیفکٹ ایمانداری لے سکیں۔

وکیل مدعا علیہ

خاندان نبوت و عمر صاحب میں صرف اختلاف ہی نہ تھا بلکہ انتہا درجہ کی بے لطفی بھی صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے سر اجلاس کہا کہ اے علیؑ تم مجکو اور ابوبکر کو کاذب وغادر وخاین و آثم جانتے ہیں جمع بین الصحیحین میں ہے کہ حضرت امیر نے ابوبکر کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ مجھ سے تنہائی میں ملاقات کریں تاکہ امر بیعت طے ہوجائے مگر عمر کو اپنے ساتھ نہ لانا وجہ یہ تھی کہ حضرت امیر ان کا دیکھنا مکروہ سمجھتے تھے صحیح مسلم جلد ثانی صفحہ ۹۱ سطرہ اد کھلاتا ہوں واقعہ عقد کو اگر مان بھی لیا جائے تو بحالت نارضامندی عمر صاحب کو دینی فائدہ کچھ بھی نہیں مل سکتا۔ بلکہ الٹا الزام انپر یہ قایم ہوسکتا ہے کہ ایک ذی عزت شخص پر دباؤ ڈال کر اس کی لڑکی کو اپنے عقد میں لانا چاہا۔ مدعیان عرضی دعوے میں بیان طراز ہوئے ہیں کہ حضرت علی نے نہایت خوشدلی و رغبت طبیعت سے ایسا کیا تھا اگر وہ عمر کو ناقابل جانتے تو کبھی اپنی پیاری دختر کا عقد نہ کرتے مثل کے تمام اوراق دیکھ لیجئے کسی جگہ بھی اسکا پتہ چلتا ہے کہ حسب دستور زمانہ حضرت علیؑ نے بحالت خورسندی یہ فعل کیا تھا قاعدہ قانون مقتضی اس امر کا ہے کہ جس بنا پر مدعی دعویدار ہوا اسی پر نظر کی جائے اگر ثبوت موافق دعوے ہو ڈگری دے دیجائے ثبوت اور دعوے میں اختلاف ہو قطعی ڈسمس کردیا جائے عدالت نے ہر ایک تنقیح پر خود منصفانہ نظر ڈال کر فیصلہ صادر فرمایا ہے جو بات کہ عدالت کے ذہن میں راسخ ہوچکی ہے اس کے اعادہ کرنے یا دوبارہ یاد دلانے کی مجکو ضرورت نہیں۔ فرقہ مدعیان میں مولوی مہدیعلی صاحب محسن الملک اعلی درجہ کے محقق گذرے ہیں انھوں نے آیات بینات جلد اول کے صفحہ (۱۳۵) پر اس عقد کے متعلق بطور فیصلہ قطعی چند فقرات تحریر فرمائے ہیں

ہر ایک فقرہ لکھ کر اُسکا رد عرض کرتا ہوں **فقرہ اوّل** اس نکاح سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ باہم حضرت علی اور حضرت عمر فاروق کے کچھ عداوت نہ تھی بلکہ نہایت ہی دوستی تھی اگر دوستی نہوتی تو حضرت علیؑ اپنی بیٹی کا وہ بھی وہ بیٹی جو کہ خاص حضرت فاطمہ کے بطن سے تھیں نکاح حضرت عمر کے ساتھ نہ کرتے اور دشمن کو اپنے خاندان میں نہ لیتے

جواب

محسن الملک نے لفظ (اگر) سے وقوع عقد کو مشروط کیا ہے یعنی اگر دوستی ہوتی تو عقد ہوتا۔ معاینہ مثل سے عدالت پر واضح ہو چکا ہے کہ دوستی بجائے خود رہی اس درجہ شدت سے عداوت تھی کہ پایان نہیں پس بوجہ عدم اتحاد حسب قرارداد محسن الملک یہ عقد داخل محالات ہو گیا۔ مدعیان عقد پر لازم ہے کہ اوّل اتحاد ثابت کریں جو کہ ناممکن محض ہے زاں بعد وقوع عقد ورنہ اذا فات الشرط فات المشروط لازم آجائیگا

فقرہ دوم اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت عمر کافر یا منافق یا مرتد نہ تھے ورنہ حضرت علی شیر خدا غالب علی کل غالب مطلوب کل طالب مظہر العجائب والغرائب اپنی ایسی پیاری بیٹی کا نکاح اُن کے ساتھ نہ کرتے اور اگر اُن کے ایمان اور عبادات اور پرہیزگاری پر اطمینان کامل حضرت امیرؑ کو ہوتا تو وہ کبھی اُنکو اپنا داماد نہ بناتے

جواب

محسن الملک صاحب نے اس فقرہ میں وہ ہی مضمون لکھا ہے جو کہ اس سے پہلے ہے صرف لفظ بدلے ہوئے ہیں مطلب ایک ہے ابھی کہاں سے ثابت ہو گیا مثل میں تو ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو کہ اتحاد باہمی کا پتہ دے سب کے ہاں جبر و تعدی کے مضامین تو وہ تو وہ ہیں اگر بجوش محبت و یکجہتی حضرت امیرؑ نے عقد کیا تھا تو حضرت عمر الفاظ بالا سے ایک کے بھی قابل نہ تھے بصورت دیگر تمام صفات بالا اُن سے چسپاں ہو جائیں گی غالب من کل غالب وغیرہ اعتقاداً نہیں لکھا ہے۔ شیعہ چونکہ اس کے معتقد ہیں لہذا التعریفاً

تحریر فرمایا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں خاصان خدا ہمیشہ مبتلائے بلیات و آفات رہے ہیں جناب ابراہیم علیہ السلام بوجہ مرتبہ نبوت حضرت امیرؑ سے اعلیٰ درجہ رکھتے تھے اُن کی بی بی کو ایک ظالم سفاک بادشاہ نے بجبر چھین لیا اور معاذ اللہ اُس محترمہ سے قصد ناجائز کیا۔ مگر قدرت خدا سے فعل بد کے ارتکاب پر قادر نہوا مبتلائے مرض صرع ہوگیا اس سے نہ جناب ابراہیم کی نبوت میں کوئی فرق آیا نہ اُن کے غالب من کل غالب پر کوئی دھبہ لگا نہ اُس معصومہ کی عصمت پر حرف آیا البتہ اُس جابر بادشاہ پر الزام شدید قایم ہوگیا علی ہذا اگر حضرت عمر نے بخلاف مرضی مرتضوی سلطنت کے دباؤ سے ایسا کیا تو حضرت امیر علیہ السلام کی شان و منزلت میں مثل ابراہیم علیہ السلام کوئی فرق پیدا نہوا بلکہ حضرت عمر پر مثل اس بدکیش سلطان کی جرم قایم ہوگیا۔ ثبوت میں عبارت تحفہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت سارہ زوجہ ابراہیم علیہ السلام کہ اورا عیارے غصب کردہ بود و حضرت ابراہیم بمناجات الٰہی مشغول شد و ایں عیار ہر گاہ ارادہ نسبت بہ آں مطہرہ می نمود مصروع می شد فقرہ سوم اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر نے کبھی کسی قسم کا رنج اور صدمہ جناب امیرؑ کو یا حضرت فاطمہ علیہا السلام کو نہیں دیا اور کبھی کسی قسم کی دشمنی یا عداوت اُن کے ساتھ نہیں کی ورنہ ممکن نہ تھا کہ حضرت امیرؑ ایسے شخص کے ساتھ جس نے اُنکو یا حضرت فاطمہ کو رنج دیا تھا اس نکاح کا ہونا جائز رکھتے بہر حال یہ امر اخلاص اور اتحاد اور محبت پر باہم جناب امیر علیہ السلام اور حضرت عمر کے ایسا شاہد عادل ہے کہ کسی طرح پر بعد ثبوت اس کے شیعوں کی زبان پر عداوت کا نام نہیں آسکتا ہے۔

جواب

یہ گفتگو بھی وہی ہے جو کہ فقرہ اول و دوم میں آچکی ہے طوالت کے سوا اور کچھ نہیں

بہر حال عقد کے لئے محبت ضروری سمجھی گئی ہے اگر خلیفہ عمر و حضرت امیرؑ کی دوستی ثابت ہو جائے تو مجکو کوئی عذر نہو گا تنقیحات اوّل ہیں اِس کے متعلق جو بحث ہوئی عدالت پر پوشیدہ نہیں امر طے شدہ پر بار بار بحث کرنا فضول معلوم ہوتا ہے

سوال عدالت از غلام معاویہ وکیل مدعیان

آپ نے عرضی دعوے میں اتحاد کو مناط استدلال قرار دیا ہے اور مولوی مہدی علی صاحبنے بھی اسی پر زور قلم دکھلایا ہے نیز عدالت نے تمام مقدمہ کی جان سمجھ کر پہلی تنقیح بھی اُسی کے متعلق برآمد کی ہے اسوقت تک آپ کے مذہب کی کتابوں سے جتنا ثبوت عدالت کے سامنے گذرا ہے وہ ایسی عداوت کا پتہ دیتے والا جس سے بالاتر مخالفت ممکن نہیں لہذا بہ نظر استکشاف اصلیت تمکو اور موقع دیا جاتا ہے اگر امر اتحاد پر کوئی ثبوت ہے تو دکھلائے ورنہ دستخط کر دیجئے کہ میرے پاس کوئی ثبوت نہیں اور میں خلیفہ عمر و حضرت امیر کی محبت ثابت کرنے سے عاجز ہوں تاکہ اپیل میں گنجایش نہ ملے۔ بہر حال اگر عقد ہوا بھی ہو تو حضرت عمر کو کوئی دینی فائدہ نہیں دے سکتا اور نہ خاندان نبوت کی تنقیص حرمت کا سبب ہو سکتا ہے کیونکہ اختیاری اور اضطراری حالت کے احکام میں زمین و آسمان کا فرق ہے میں ایسے شخص کو جس نے بیجا دباو ڈال کر نکاح کیا کبھی سند ایمانداری نہ دوں گا۔ بلکہ بیہودہ دعوے کی پاداش میں مقدمہ کو مع مدعیان و پیرد کاران و گواہان و وکیل سپرد فوجداری کروں گا اور مدعا علیہم کو حکم دونگا کہ عمر کی روح سے بجرم تعدی وہ ہی برتاو کریں جو کہ ایک ظالم جفا کار سے کیا جاتا ہی

بیان غلام معاویہ وکیل مدعیان

میرے پاس کوئی ایسی روایت نہیں جسکو بہ ثبوت اتحاد دکھلا سکوں جسقدر روایات متعلق بہ عقد ہمارے علمار نے درج کتب کی ہیں سب میں جبر و کراہت و بیدلی بہ الفاظ صاف و صریح موجود ہے مضمون روایات کو پرانی کتابوں سے بدل دینا

میرے امکان سے باہر ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ نارضامندی کا داغ کسی طرح نہیں اُٹھ سکتا۔ جہاں تک میری نظر تھی وہ جملہ روایات عدالت کے سامنے پیش کردیں منظور کرنا نہ کرنا حاکم کا کام ہے۔

رائے عدالت

اس تنقیح کے متعلق بہ اعتبار واقعات عدالت نے جو رائے قایم کی تھی وہ ظاہر ہو چکی مگر چونکہ چند تنقیحات باقی ہیں لہذا مناسب سمجھا جاتا ہے کہ اُنپر بھی غور کرلیا جائے تاکہ پورا مقدمہ ختم ہو جانے کے بعد فیصلہ صادر کیا جائے۔

تنقیح سیزدہم

خاندان نبوت میں دین مہر کا کیا دستور تھا۔

بیان غلام معاویہ وکیل مدعیان

جسکو جن سے تعلق ہوتا ہے وہ اُن کے حالات سے پوری خبر رکھتا ہے شیعہ کو جو خاندان رسالت سے علاقہ ہے وہ ظاہر ہے ہمارے مذہب میں روایات آئمہ اثنا عشر سے برائے نام بھی کوئی روایت نہیں۔ چنانچہ بخاری شریف نے امام جعفر صادق سے اپنی ذی عزت کتاب میں کچھ نہیں لیا حالانکہ خوارج و نواصب و مرجیہ و قدریہ وغیرہ سے اکثر روایات اخذ کی ہیں شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا و قرۃ العینین وغیرہ میں لکھا ہے کہ ہمارے مذہب کا دار و مدار روایات عبداللہ ابن عمر و عایشہ و ابوہریرہ و ابن مسعود وغیرہ پر ہے علی المرتضیٰ سے کوئی ایسی روایت جس سے کوئی مسئلہ ماخوذ ہوتا ہو نہیں لی گئی بلکہ فنون شرعی سے کسی فن میں وہ پیشوائے ملت نہیں مانے گئے مدینہ میں جب تک رہے ایک حدیث کا پتہ نہیں چلتا جسکو اُنھوں نے بیان کیا ہو البتہ جب کوفہ میں گئے تو پانچسو حدیثوں کا سراغ لگتا ہے۔ مگر وہ بھی غیر صحیح و مختل النظام اور ابوہریرہ سے پانچ ہزار احادیث ہماری کتب میں موجود ہیں پس اس

تنقیح کے متعلق میر نثار پنجتن صاحب بیان کر سکتے ہیں فدوی معذور ہے۔

بیان نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم

تنقیح دہم کی توضیح میں ضمناً تنقیح ہذا و چہاردہم و پانزدہم طے ہو چکی ہیں جنکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ سیدہ علیہا السلام کا مہر آنحضرت نے بہ نظر سہولت حال امت چند دینار مقرر کئے جو کہ بحساب ہندوستان (مامعہ) روپیہ ہوتے ہیں نیز مہر بالمثل کا مقرر ہونا لازمی اور باعث خیر و برکت سمجھا گیا ہے ممکن نہیں کہ بیٹی کا مہر خلاف مادر ہو نیز یہ بھی طے ہو چکا ہے کہ عمر صاحب کو بالخصوص درباب مہر سخت کوشش تھی کہ مقدار قلیل ہو پس کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ جو قلت کا دوسروں کے لئے کوشاں ہو وہ اپنے باب میں ایسی بے احتیاطی کرے علاوہ بریں یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ عمر اتنی کثیر التعداد رقم یعنی چالیس ہزار روپیہ کے ادا کرنے پر قادر نہ تھے بلکہ کئی ہزار روپیہ بیت المال کا جو کہ عام مسلمانوں کا حق تھا کھا کر مرگئے اور اہواز و شوش کے مال میں جو اہلبیت کا حصہ تھا وہ حسب صراحت صدر سب لیکر قبر میں گھس گئے نظر بوجوہات صدر کرکے ضرور یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چالیس ہزار تعداد مہر جو بیان کی گئی ہے مثل دیگر واقعات بالکل غلط ہے۔

تنقیح شانزدہم

ام کلثوم کی شادی اگر خلیفہ دوم ہوئی تھی تو پھر کس سے ہوئی۔

بیان وکیل مدعیان

میرے پاس جو کچھ بھی ثبوت تھا وہ پیش کر چکا جسکا نتیجہ یہ ہے کہ ام کلثوم کا عقد حضرت عمر سے ہوا تھا۔

بیان وکیل مدعا علیہم

صواعق محرقہ ابن حجر مکی د باب گیارہ خواص الامۃ ابن جوزی سے یہ بات اول

معرض بحث میں آچکی ہے کہ بوقت خطبہ حضرت عمر جناب امیرؑ نے عذر کیا کہ میں نے
اس کی نسبت اپنے بھائی جعفر طیار کی بیٹی سے کی ہے ان روایات سے ثابت ہوا
کہ حضرت محمد سے جو کہ اُن کے برادر زادہ تھے اپنی بیٹی کا عقد کیا کتاب صحابہ سے اوّل
بحث میں آچکا ہے کہ بعد فوت عمر حسنینؑ نے اپنی بہن کو رائے دی کہ ہم تمہارا عقد کسی دولتمند
سے کر دیں گے اسپر حضرت امیر حسنین علیہم السلام وام کلثوم سلام اللہ علیہا سے ناراض ہوئے
اور بعد رد و قدح عون سے نکاح کر دیا اُن کے مرنے پر محمد سے حسب تسلیم راویان عیان
جناب محمد سے عقد کا ہونا ثابت ہے۔ گفتگو صرف اسمیں ہے کہ آیا بعد عمر و عون محمدؐ سے
ہوا یا کہ سب کی ماقبل عمر کی نسبت تو کسی قرینہ عقلی و نقلی سے ثابت ہی نہیں ہو سکتا
جس پر کئی جگہ عدالت کو بھی رائے ظاہر کرنیکا موقعہ ملا ہے رہے عون ابن جعفر ہمارے
نزدیک جیسے محمدؐ ویسے ہی عون کیونکہ دونوں حقیقی بھائی ہیں عون کے تسلیم کر لینے
میں بھی ہمکو کوئی عذر نہیں۔ مگر چونکہ معصومہ کا اُن سے عقد نہیں ہوا لہذا غلط بات
کیوں کہی جائے مگر قدرت خدا قابل تماشا ہے کہ علمائے مدعیان بھی اپنے گروہ کی تکذیب
کرتے ہیں ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ و ابن عبداللہ صاحب استیعاب لکھتے ہیں
کہ بعہد عمر عون جنگ تستر میں شہید ہو گئے جبکہ عون خلافت عمر میں شہادت پا گئے
تو پھر وہ کون عون تھا جس سے بعد عمر عقد کا ہونا بیان کیا جاتا ہے چونکہ
معاملہ عقد ایک گھڑا ہوا قصہ اور طبع زاد واقعہ ہے لہذا علمائے اہل سُنت نے ایسی
ایسی ٹھوکریں کھائی ہیں کہ پایان نہیں انشاء اللہ میں ثابت کر دوں گا کہ معظمہ
کا عقد حضرت محمدؐ سے ہوا تھا چنانچہ صاحب ذخائر العقبیٰ بحوالہ دارقطنی لکھتے ہیں
ان محمد تزوجہا اولا ثم عون چونکہ حضرت محمد سے عقد ہونا ہمارے یہاں ثابت
ہے اور اہل سنت بھی اسکو کچھ پس و پیش سے بیان کرتے ہیں لہذا قول متفق علیہ
قابل وثوق و تسلیم ہوگا اور اختلافی مردود کتاب موصوف الصدر میں جو یہ لکھا ہے

کہ اول محمد سے ہوا اور پھر عون سے جملۂ اول ہمکو قبول ہے اور جملہ ثانی متعلق بہ
عون قابل رد بیہقی و دار قطنی نے بالکل اس جملہ کو صاف کر دیا وہ لکھتے ہیں کہ عمر کے
پیغام دینے پر حضرت امیرؑ نے کہلا بھیجا کہ جسبتہا لمحمد بن جعفر طیار یعنی میں نے اسکو
محمد بن جعفر طیار سے نامزد کیا ہے پس جس سے اول منگنی ہوئی اسی کے ساتھ عقد ہوا
اور قرینۂ عقلی بھی اسیکا مقتضی ہے کیونکہ جس طرح چھٹائی بڑائی حضرت زینب و ام کلثوم
میں تھی ایسی ہی حضرت عبداللہ اور محمد میں تھی زینب سلام اللہ علیہا حضرت عبداللہ
سے اور ام کلثوم روحی لہ الفدا جناب محمد سے بیاہی گئیں۔

رائے عدالت

اکثر راویان مدعیان نے لکھا ہے کہ حضرت علی نے عمر سے عذر کیا کہ میں نے انکو اپنے بھتیجے
سے منسوب کر رکھا ہے۔ گو کہ درباب محمد و عون آگے پیچھے کو بیان کیا ہے۔ مگر ذخائر العقبیٰ
و بیہقی و دار قطنی محمد کے عقد کو بیان کرتے ہیں نیز مدعا علیہم بھی اسی کے قایل ہیں اور
قراین بھی دونوں بہنوں کی خوردی و بزرگی و عبداللہ و محمد کی مناسبت عمری سے یہ
ہی یقین دلاتے ہیں۔ لہذا عدالت کی رائے میں اس کے تسلیم کر لینے میں کوئی عذر نہ
ہونا چاہئے کہ محمد سے عقد ہوا تھا۔

تنقیح ہفدہم

ام کلثوم نے بعہد معاویہ وفات پائی یا کہ بعد واقعہ کربلا

بیان وکیل مدعیان

اس تنقیح کے متعلق میرا وہی بیان ہے جو کہ عرضی دعوے میں لکھا گیا ہے یعنی ام کلثوم کا
بعہد معاویہ وفات پاجانا

بیان نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم

ملک العلما دولت آبادی کا بیان کتاب مواہب السعدا کے صفحہ ر۲۵۹ سے اول عرض

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

کیا گیا ہے کہ ام کلثوم ماتت فی الصغر عند عمر ابن خطاب لا عقب لھما یعنی ام کلثوم بچپنے میں عمر کے گھر مر گئی اور کوئی اولاد اُس کے نہ تھی مولوی حیدر علی صاحب ازالۃ الغین کے صفحہ (۹۲۷) پر کتاب اصابہ سے ناقل ہیں کہ ام کلثوم بعد وفات عمر عون بن جعفر کے عقد میں آئیں اور چند اقوال بھی اس قسم کے ہیں جو کہ بعد وفات عمر ام کلثوم کے دو تین عقد ہونیکا اظہار کر رہے ہیں جس سے بالکل عہد معاویہ میں اُنکی وفات کی نفی لازم آتی ہے کتب تواریخ مدعیان مثل روضۃ الشہدا و روضۃ الصفا و حبیب السیر و مقتل ابی مخنف اور مشہد ابو اسحاق وغیرہ میں تحریر ہے کہ وہ معرکہ کربلا میں موجود تھیں اور وہ مراثی بھی بحوالہ حضرت ام کلثوم نقل کئے ہیں جو کہ کوفہ و بازار دمشق میں اُنکی زبان پر جاری ہوئے تھے لطور نمونہ علمائے و مورخین اہلسنت کے وہ چند اقوال نقل کئے دیتا ہوں جن کے معائنہ سے عدالت پر واضح ہوجائے گا کہ عہد معاویہ میں جس ام کلثوم نے وفات پائی وہ اور تھی اور حضرت امیر کی صاحبزادی اپنے بھائی کے ساتھ معرکہ کربلا میں موجود تھیں کامل ابن اثیر نے اپنی تاریخ کے صفحہ (۸۴) پر لکھا ہے کہ جب اہلبیت رسول کو یزید کے سامنے لیگئے تو حضرت ام کلثوم نے کہا ویلکم وقتلتم الحسین وخذلتموہ ولیتم اموالہ وورثتموہ وسبیتم نساءہ واے ہو تم پر حسین کو قتل کیا اور انکی امداد سے ہاتھ اٹھایا۔ مال لوٹکر اس کے وارث بنے اور اُن کے اہل حرم کو قید کیا اگر حسب بیان عرضی دعوے ام کلثوم نے بعہد معاویہ قضا کی تھی تو دربار یزید میں یہ کس ام کلثوم نے گفتگو کی مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی علمائے اہل سنت میں ایسے شخص گذرے ہیں جنکا اقتدار سنیوں کی نگاہ میں شاہ صاحب دہلوی سے کچھ ملتا جلتا ہوا ہے وہ ازالۃ الغین کے صفحہ (۹۲۸) پر جو عبارت متعلق بہ ام کلثوم لکھتے ہیں اسکا ذکر اوپر آچکا ہے ضرورت موقعہ سے پھر عرض کرتا ہوں) چوں برادر عون داعی اجل را لبیک گفت اورا بہ برادرش عبداللہ نکاح کردند ام کلثوم بخانہ وے وفات یافت حضرت عبداللہ کی وفات سنہ ۸۰ میں بیان کی گئی ہے

جوکہ معرکۂ کربلا سے بیس سال بعد ہے گوکہ ہمارے نزدیک حضرت ام کلثوم کا عقد جناب عبد اللہ سے سراسر غیر صحیح وافترا ہے مگر صاحب منتہی الکلام مولوی حیدر علی کے بیان سے یہ بات تو صاف ہوگئی کہ بعہد معاویہ حضرت ام کلثوم کی وفات نہیں ہوئی بلکہ معرکۂ کربلا سے مدت بعید کے بعد علاوہ ریں۔ مولوی سلامت اللہ سنی المذہب نے سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صاحب کی شرح لکھی ہے جسکا نام تحریر الشہادتین ہے اُس کے مختلف صفحات پر جو عبارت درج ہے دکھلاتا ہوں۔

تحریر الشہادتین مؤلفہ شاہ سلامت اللہ شاگرد شاہ صاحب دہلوی

صفحہ ۱۲۰ سطرہ روایت کردہ اند دمیکہ اسیران اہلبیت را بحضور ابن زیاد حاضر کردند گفت الحمد للہ الذی اکوب واکوب، شکر خدا کہ سختی داد بدشمنان وسختی داد حضرت ام کلثوم جواب داد الحمد للہ الذی اکرمنا بمحمد وطہرنا تطہیرا شکر خدا کہ گرامی کرد مارا بہ محمد وپاک کرد مارا پاک کردنی۔

صفحہ (۱۰۳) سطرہ کتاب مذکورۃ الصدر چون زنان اہلبیت بر شتران بے پردہ وپیراہن دریدہ در کوفہ رسیدند کوفیان حال خرابی دودمان نبوت دیدند وگریستند ام کلثوم گفت اے مردم کوفہ برائے چہ گریہ میکنند این ہمہ بیداد کہ بر سر ما رفت از دست شما رفت مردان مارا شما کشتید وباز گریہ میکنید۔

ابیات جواب چیست شمارا اگر سوال کند + محمد عربی از شما بروز جزا + کہ آں چہ بود کہ با اہلبیت من کردید + چو من بملک بقا رفتم از سرائے فنا۔

صفحہ (۱۰۶) سطر ۱۳ کتاب مذکور) یزید متوجہ بطرف زنان واہلبیت شدہ زینب وام کلثوم وعلی ابن الحسین را نزدیک طلبید (صفحہ ۱۰۷، سطر ۲) پس ازاں ام کلثوم بر خاست وبسر جبین افتادہ لب ودہان خود را بر آں لب ودہان چندان مالید کہ بیہوش

بوزہین غلطیبد (صفحہ مذکور سطر ٦) یزید پلید گفت مگر آں زن ہا ہم خواہر حسین ست گفتند آرے
ایں ام کلثوم دختر فاطمہ است۔

بشیعہ تمامتر اور اہل سنت اکثر و بیشتر قائل ہوئے ہیں کہ جناب اُمّ کلثوم کربلا کے حادثہ قیامت
خیز تک موجود تھیں معاویہ کے زمانہ میں مع زید پسر خود جو اُن کا مرنا بیان کیا گیا ہے
سراسر واہی و غلط ہے جبکہ زید اُن کے شکم ہی سے نہ تھا اور وہ ام کلثوم جس پر دعوے کیا جاتا
ہے تا وفات عمر صاحب بلوغ کو بھی نہ پہنچی تھی تو جسقدر تفریعات کی گئیں وہ بالکل باطل اور
من گھڑت ہیں اور صحیح یہ ہی ہے کہ وہ بعد حادثہ کربلا کبر سنی میں رحلت فرمائے دار القرار ہوئیں

رائے عدالت

اس تقریر سے مخالف کو کوئی رائے قایم کرنے کی گنجائش نہیں لہذا بتایید بیان وکیل مدعا
علیہم عدالت اسی طرف جھک کر یہ ہی تجویز کرتی ہے کہ بے شبہہ ام کلثوم معرکہ کربلا میں شریک
تھیں اور بعہد معاویہ اُن کا مع زید پسر خود وفات پانا درحالیکہ زید اُن کے بطن سے نہ تھا
محض ساختہ و موضوعہ ہے یہ تنقیح بھی بحق مدعا علیہم مفید ثابت ہوئی

تنقیح ہجدہم

کیا عمر صاحب اپنی ازواج سے فی الواقع غیر معمولی فعل کرتے تھے اور بہ ایں وجہ عورات اُنسے
گھبراتی تھیں۔

عدالت پر ظاہر ہو چکا ہے کہ اُمّ کلثوم دختر ابو بکر نے عمر کے پیغام دینے پر سخت ملال کیا اور
اپنے تلف ہو جانے کی دعائیں مانگنے لگے جناب عائشہ بھی بہت گھبرائیں اور بہ توسط عمر
ابن العاص اس کے دفعیہ میں تدابیر کرنے لگیں اس ہل چل اور گھبراہٹ کا جو کہ ام کلثوم
دختر ابو بکر و عائشہ کے لاحق حال ہوئے ایک خاص سبب تھا اور وہ یہ کہ حضرت دوم کا
یہ درپردہ فعل کہ وہ اپنی بیبیوں سے بطور معکوس طبیعت خوش کیا کرتے تھے عام طور پر مدینہ
کی عورات میں روئی کی آگ ہو گیا تھا۔ لہذا عورتیں عموماً کانوں پر ہاتھ رکھ کہا کرتی

بھیں کہ بھینا خدا اس مردوے سے بچائے ٹوپی دار بندوقوں سے برج لوٹن کا کام لیتا ہی
دو وہ بندوق جو پیچھے سے بھری جاتی ہے اسجاد حسین بارھوی نے مسئلہ لف حریر کے متعلق جو
رسالہ لکھا ہے اسمیں تفاسیر اہل سنت سے ثابت کر دیا ہے کہ بہ اتباع آیہ النساء حرث لکھ
حضرت عمر نے اپنی اہلیہ سے رات کو الٹ پلٹ کی اور صبح کو خود تمام مدینہ میں پھونک بھرے
کہ میں نے ایسا کیا ہے یہاں تک کہ آنحضرت سے بھی کہدیا کہ بندہ کو اس راستہ میں بھی از بس
مشتاق ہے ام کلثوم نے فرط حیا سے اسکا ذکر نہ کیا بہ مقتضائے کم سنی اندر ہی اندر گھٹا کی۔
ام ابان کو جب عمر صاحب نے پیغام عقد دیا اس نے بھی انکار کیا کہ میں تو اس کی بی بی بننا نہیں
چاہتی جو مانع خیر اور الٹے مزاج کا جھگڑالو ہے۔ نیک مزاج و پاکیزہ خلق کو سب آدمی
پسند کیا کرتے ہیں حضرت امیر کو بناہ بخدا کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی کہ ایسے شخص سے جسکو
عورات تک پسند نہ کر کے برے لفظوں سے یاد کرتی تھیں اور جس کی عادت فطرت کے
خلاف پر جاری ہوئی تھی اپنی لڑکی کے رشتہ کو پسند کرتے

رائے عدالت

استغفر اللہ مملکت اسلام کا جلیل القدر خلیفہ ایسے افعال قبیحہ کا مرتکب ہوتا تھا اور اپنی ازواج
سے وہ الٹ پلٹ کرتا تھا کہ بناہ بخدا بشرط علم و آگاہی ایسے آدمی سے رشتہ کرنا وہ ہی
پسند کرے گا جو کہ اسکا ہم خصائل ہو عورات مدینہ جو اس کے نام سے گھبراتی تھیں حق بجانب
تھا کوئی عورت اس فعل سے بہ طیب خاطر کبھی خوش نہیں ہو سکتی مجبوری اور شوہر کی
خاطر داری دوسری چیز ہے

سوال عدالت از وکیل مدعیان

اسوقت تک اٹھارہ تنقیحات پر میرے سامنے جانبین کی بحث پیش ہوئی نتیجہ بالکل آپکے خلاف
مدعا برآمد ہوا۔ مقدمہ میں امر اہم خلفاء و اہلبیت کا اتحاد تھا جو بالکل غیر ثابت ہی عقد کے
متعلق جو روایات آپ نے دکھلائیں وہ ایسی لایعنی و بےمعنی ہیں کہ جن کے سننے کو طبیعت

گوارا نہیں کرتی بجائے موافقت و موالات اُن کے معائنہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیرؑ پر نہایت بیجا دباؤ ڈالا گیا باایں ہمہ منکوحہ کی عمر کا جو ثبوت دکھلایا گیا ہے وہ کسی طرح یہ نتیجہ نہیں پیدا کرسکتا کہ وہ لایق تزوج و ولد ہو بلکہ اُسکا ناقابل ہم بستری ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ پس تنقیحات متذکرہ سے ایک تنقیح بھی آپکے موافق نہیں ہوئی تمام مخالف ہیں آپ اگر خاندان نبوت و خلفار کا بایکدگر موافق ہونا عدالت کو دکھلا دیویں تو بلا ثبوت بھی خلیفہ دوم کے ایمان کی ڈگری دیجاسکتی ہے ورنہ نہیں آپ کو ایک ہفتہ کی مہلت ہی مدت معینہ تک عرضیدعوے کے موافق یہ بات دکھلائی کہ حضرت امیرؑ نے نہایت خوشدلی سے برغبت طبیعت خلیفہ دوم کو لایق دامادی سمجھ کر نکاح کردیا سوائے ازیں جو کچھ پیش کروگے وہ ناسموع سمجھا جائے گا۔

بیان وکیل مدعاعلیہ بعد مدت مقررہ

میں اسبات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اپنے موکلوں کے بتائے ہوئے ثبوت کے پیش کرنے سے کوئی تنقیح مفید نہیں ہوئی سبنے الٹا اثر دکھایا جس بنا پر عرضی دعوے داخل کیا گیا تھا اُس میں سے ایک امر بھی میرے موکلوں کو فائدہ رساں نہیں ہوا اگر قبل از رجوع دعوے مجکو اپنے موکلوں کا کس بل معلوم ہوتا تو کبھی ایسا بیسر و پا عرضی دعوے داخل نکرتا مگر چونکہ آخر تنقیح علمائے شیعہ کے اقرار سے متعلق ہے لہذا اُسکا اثبات و استرداد دیکھکر رائے قایم فرمانی چاہیے۔ مجکو اجازت دیجائے کہ علمائے شیعہ نے جو اقرار نکاح کیا ہے اُسکو پیش کروں۔ حکم عدالت اچھا وہ بھی دکھلائیے

تنقیح نوزدہم

علمائے شیعہ کو جو کہ قریب العہد ائمہ تھے انکار از عقد رہا یا کہ اقرار اور جن لوگوں نے تسلیم کیا وہ الزامی طور سے یا کہ واقعی بیان غلام معاویہ وکیل مدعیان

وکیل مدعی کا پہلا ثبوت

سید مرتضیٰ علم الہدےٰ جو کہ شیعہ کے بڑے معتمد عالم تھے وہ کتاب تنزیہ الانبیاء میں لکھتے ہیں، انکاحہ فقد ذکرنا فی کتاب الشافی الجواب عن ھذا الباب مشروحًا وبینا انہ علیہ السلام ما اجاب عمر الی نکاح ابنتہ الا بعد توعد وتھدد ومراجعۃ ومنازعۃ وکلام طویل ما ثورا شفق معہ من سوء الحال وظھور لا یزال بجھد خلاصہ کلام یہ ہے سید مرتضیٰ لکھتے ہیں کہ جواب اس اعتراض نکاح کا ہم اپنی کتاب شافی میں مفصل و مشرح دے چکے ہیں کہ یہ عقد بخیال انسداد فتنہ و فساد بعد مواعید شدید و تہدید واقع ہوا تھا اس بیان سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ عالم شیعہ کا اقرار وقوع عقد کا نتیجہ بخش ہے۔

جواب نثار پنجتن وکیل شیعہ

اول میں کتاب تنزیہ الانبیاء کی حقیقت عرض کرتا ہوں زاں بعد استدلال مخالف کا جواب دوں گا علمائے فرقہ مدعیان نے بہ نظر برادت خلفاء ثلثہ انبیاء کی خطائیں ثابت کر کے دکھلایا ہے کہ اگر شیخین وغیرہ سے بعض سوء عملیاں و بے اعتدالیاں ہوئیں تو وہ معصوم نہ تھے انبیاء جن کی عصمت پر اتفاق ہے لغزش سے خالی نہیں رہے جو دلایل کہ بہ ثبوت بدعملی منجانب عقاید مدعیان پیش ہوئے ہیں اُن کو بالفظ تخطیۃ الانبیاء بولا جاتا ہے چونکہ مخالفین نے معصومین پر الزام لگائے تھے لہذا ہمارے عالم نے بذریعہ کتاب مستطاب تنزیہ الانبیاء اُن تمام الزامات کو نبیوں کی ذوات قدسیہ سے اُٹھا کر ثابت کر دیا کہ جو عیوب انپر چسپاں کئے گئے ہیں وہ وسوسہ محض ہیں یہ ایں حیلہ ثلاثہ کی گردن سے اُن جرائم کی رسی نہیں نکل سکتی جو کہ بہت مضبوطی کے ساتھ ڈالی گئی ہے ان لوگوں کا قاعدہ ہے کہ خدا اور رسول پر وہبہ لگ جائے مگر اُن کے پیشوائے بچ جائیں آج تک ممکن نہیں ہوا کہ کتاب موصوف کے دلائل و وجوہات کو یہ لوگ اُٹھا سکیں بعد ازاں ایں امر

تنقیح طلب پر عدالت کی توجہ سماعت مبذول کرنا چاہتا ہوں علمائے شیعہ کو قطعاً وقوع عقد سے انکار رہا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرات اہل سنت بہ ثبوت اتحاد اُن روایات واہی وبے سروپا کے اعتبار سے جنکو عدالت نے قبل ازیں سُنا ہے شیعہ کو غیرت دلانے کے لئے پیش کرتے رہتے ہیں شیخ مفید علیہ الرحمۃ جن کے محامد وفضائل علمائے مدعیان نے بیش از بیش بیان کئے ہیں اور جو کہ سید مرتضیٰ علم الہدےٰ کے (جن کے بیان پر وکیل صاحب نے استدلال کیا ہے) استاد تھے اور ائمہ علیہ السلام کا زمانہ اُن سے قریب تھا وہ بہ اقرار معتمدین اہل سنت قطعی طور پر انکار عقد کرتے تھے۔ چنانچہ ترجمہ صواعق محرقہ کے صفحہ (۱۵۹) پر لکھا ہے (زیادہ شد تعجب من از اہل زمان خود کہ انکار تزویج عمر بہ ام کلثوم می کنند) یہ واقعہ صاف بتلا رہا ہے کہ ابن حجر مکی مصنف صواعق محرقہ کے زمانہ میں اور اُن سے پہلے گروہ شیعہ کو واقعۂ عقد سے انکار تھا۔ مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی ازالۃ العین کے صفحہ (۹۵۹) پر فرماتے ہیں (نور الدین حسینی میگوید عجب دارم از روافض کہ روایات اہلبیت وافادات شان کہ عقل ونقل آنرا مویدست وقرآن وحدیث تاسیس آن میکند ہرگز بگوش جا نمیدہند ونقل دین وایمان خود را بہ روایات چندین از ابالسہ ودجاجلہ کہ نقیض این احادیث (احادیث عقد) ست حوالہ می کنند۔

نتیجہ ان عبارات کا صریحی وظاہری یہ ہے کہ شیعہ کو عقد ام کلثوم سے بالمرہ انکار رہا ہی اور روایات اہلبیت متناقض قصۂ عقد کتب شیعہ میں موجود ہیں اگر نکاح ام کلثوم کی روایات بطریق صحیح کتب شیعہ میں وارد ہوئی ہوتیں تو ممکن نہ تھا کہ شیخ جیسے عالی مرتبہ عالم جو کہ قریب العہد آئمہ تھے اس کے وقوع سے انکار فرماتے اور نہ نور الدین کو انکار شیعہ پر تعجب آتا پس جس طرح کہ قدیم الایام سے علماء (غیر علماء) انکار کرتے چلے آئے ہیں وہی حالت اب بھی ہے تمام عالم کے شیعہ کو ایک وقت میں اگر جمع کرکے پوچھا جائے تو سوائے انکار کے ایک شخص کو بھی اقبال نہو گا ایک حصہ تنقیح جس میں ذکر انکار ہے

پورا ہو گیا اب اُسی عبارت کا جواب دیتا ہوں جو کہ سید مرتضیٰ علیہ الرحمۃ کی پیش
کی گئی ہے تحریر سید صاحب کا یہ منشا نہیں کہ وہ تحقیقاً وقوع عقد کے مقر ہیں کیونکہ
اُن کے استاد شیخ مفید علیہ الرحمۃ جبکہ اُس سے انکار کرتے ہیں تو ممکن نہیں کہ شاگرد خلاف
استاد اقرار کرے سید صاحب کا بیان متذکرہ اس شخص کے مقابلہ میں ہے جو کہ عقد
کو دلیل اتحاد قایم کرکے برسر مخاصمہ ہوا تھا آپ فرماتے ہیں کہ ہرگاہ بذریعہ اس نکاح
کے فریقین کی دوستی ثابت کرنا چاہتے ہو تو یہ مدعا ہرگز حاصل نہوگا۔ کیونکہ اس امر کا وقوع
بربناء خلوص و رضامندی نہیں ہوا بلکہ بتہدید و تنبیہ و زجر و تعدی کے بعد جیسا کہ
تمہاری روایات سے بھی ثابت ہے ایسے معاملہ سے نہ خلیفہ با ایمان مانے جا سکتے
ہیں اور نہ صحت خلافت کے لیئے یہ حجت ہو سکتا ہے گویا کہ سید صاحب نے انتہائے
بلاغت سے اپنے خصم کے مُنہ کا بخیہ رشتہ کلام سے کیا ہے اگر وکیل صاحب کوئی ایسا
ثبوت پیش فرماتے جس سے حضرت امیرؑ کی رضامندی پائی جاتی تو لایق نظر تھا اور
جبکہ تحریر مستدلہ انتہا درجہ کے جبر و شدت کو بہ مثل روایات مدعیان ثابت کر رہی ہے
تو سوائے ندامت کیا نتیجہ مل سکتا ہے کچھ سید صاحب ہی پر موقوف نہیں میں بھی یہی
کہتا ہوں کہ جو نکاح دھمکی دے کر اور خوف نقصان دلا کر حضرت عمر نے کیا اُس سے
انکو مفاد آخرت اور شرف مصاہرت کیا ملا مفید اسوقت ہوتا ادہر عمر صاحب پیغام
عقد دیتے اُدھر حضرت امیر یہ سمجھ کر کہ دوست کی فرمایش کو رد نہ کرنا چاہیے آئندہ پیغام
کے سامنے میٹھے چانولوں کا طباق رکھتے۔ جانبین کی خواہش و رضامندی سے نکاح
ہوتا تب وکیل صاحب کو یہ کہنے کا بہت اچھا موقعہ ملتا کہ دو جنے راضی تو کیا کرے گا
قاضی۔ جبکہ علیؑ نے غایت رضامندی سے نکاح کر دیا تو شیعہ کیوں آنکھ چُراتے ہیں
اگر غیر مذہب والے کے سامنے یہ قصہ پیش کیا جائے کہ ایک بادشاہ نے اپنی رعایا سے
کہا کہ تم اپنی بیٹی کا عقد مجھ سے کر دو اول اُس نے عذر کیا کہ وہ کم عمر ہے اور میں نے

اپنے خاندان میں اسکی نسبت کر رکھی ہے بجواب سلطان مذکور کے جس جگہ اُس کا ذکر مذکور ہوا ہے وہاں سے قطع کر کے مجھ سے بیاہ دو ورنہ تمکو سخت اذیت دوں گا اور فلاں آمدنی جو تمہارے ہاتھ میں ہے وہ نکال لوں گا۔ اگر سلطانی دباؤ سے رعایا اُس کی خواہش کو پورا کر دے تو کون عقل کا دشمن یہ کہہ سکتا ہے کہ دولہ اور سُسر میں اتحاد تھا۔ ہندوستان میں اس کی مثال موجود ہے ابتدائے سلطنت میں بحالت غلبہ جب مسلمانوں نے راجپوت یا دیگر ہنود کو مجبور کر کے اُن کی بیٹیاں لیں تو کیا عقل تسلیم کر سکتی ہے کہ ہندوں نے دامادوں کو اسی پیاری نگاہ سے دیکھا ہوگا جیسا کہ اپنے ہمقوم کو دیکھا کرتے ہیں سید صاحب نے جو شافی میں لکھا ہے وہ ہی تمام شیعہ کہتے ہیں اور قیامت تک کہے جائیں گے کہ جبر وکراہت و بیدلی وشدت و تعدی سے اہل سنت اس عقد کے مدعی ہیں اور اسی عنوان کو ہم تسلیم کر کے اقرار عقد کرتے ہیں جس سے ناکح کو سوائے مظلمہ آخرت کوئی دینی فائدہ نہو گا۔ تنزیہ الانبیاء سے جو عبارت وکیل صاحب نے پیش کی ہے اُسکا فقرہ آخر جو کہ غیر مفید و بیخ کن مطلب تھا شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے وہ یہ ہے والخلاف فیہ مشہور یعنی مابین سنی و شیعہ جو در بارۂ نکاح اختلاف ہے وہ مشہور ہے۔ یہ فقرہ صاف کہہ رہا ہے کہ ہر دو گروہ میں جو اختلاف در باب وقوع و عدم وقوع ہے وہ ایسا مشہور ہے کہ حد تواتر کو پہنچا ہوا ہے مطلب تمام تحریر سید صاحب کا یہ ہوا کہ سنی زجر و تنبیہہ سے عقد کا ہونا بیان کرتے ہیں اور شیعہ کا اعتقاد اس کے خلاف ہے یعنی یہ کہ نہ جبر ہوا اور نہ نکاح صرف سنیوں نے بات بنائی مگر نہ بن سکی سوائے ازایں رسالہ دلائل الاحکام سے انھیں سید صاحب کا ایک ارشاد دکھلاتا ہوں کہ جس سے صاف طور پر سمجھ لیا جائے گا کہ وہ اور نیز جملہ علماء شیعہ اعتراضات عقد کے فرضی طور پر جواب دہ ہوئے ہیں چنانچہ کتاب مذکور میں لکھا ہے واما ما وقع من البنتین و الائمہ من تزویجہم بعد فرض محققة

یعنی نبی و آئمہ نے جو منافقوں سے اپنی لڑکیوں کا نکاح کیا ہے اُسکا جواب بعد فرض دیا جاتا ہے۔ شیعہ ثلاثہ کو منافق بتلاتے ہیں اور مدعی صاحبان مومن کہتے ہیں یہ ثبوت مومنیت جناب عمر و عثمان وہ یہ حجت لاتے ہیں کہ اگر وہ منافق ہوتے تو نبی عثمان سے اور علی عمر سے اپنی بیٹی کیوں بیاہ دیتے۔ شیعہ قطعی منکر ہیں کہ عثمان سے دختران نبی کا عقد نہیں ہوا جو دو لڑکیاں زینب و رقیہ اُن سے بیاہی گئی تھیں وہ حضرت خدیجہ کے شوہر اول کے نطفہ سے تھیں یہی لڑکیاں پہلے کفار قریش کی زوجیت میں رہ چکی تھیں (عتبہ و عتیبہ پسران ابولہب) اگر عثمان سے بھی اُن کا عقد ہوا تو سوائے اس کے خلیفہ ثالث کو کیا شرف ملا کہ دو کافروں کے ہم زلف ہوئے علاوہ ازیں بہت جواب دئے گئے ہیں جو کہ اصل کنز مکتوم و کتاب تحفۃ الاثنعریہ میں بہ تفصیل موجود ہیں یہ ہی کیفیت ام کلثوم کے معاملہ کی ہے جس کی طرف سید صاحبؒ نے بغرض تحقق اشارہ کیا ہے وکیل صاحب جناب سید صاحب کی عبارت سے سوائے خجالت و ندامت کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے واہ دعوے یہ کہ حضرت امیرؑ نے خوشدلی و فرط محبت سے عمر کو لایق دامادی سمجھ کر اپنی لڑکی کا نکاح کیا اور ثبوت یہ لوز بھرا کہ جس سے ہوائے انکار و مخاصمت ہم مزاج باد سموم ہو کر مدعیوں کا جسم شدت حرارت سے پھونکے دیتی ہے وکیل صاحب پرانی وضع کے سست مولے ہیں جقدر ثبوت آپ نے پیش فرمایا ہے وہ سب عرضی دعوے کے خلاف ہے نہ معلوم آگے کیا پتھر ڈالیں گے۔

وکیل مدعی کا دوسرا ثبوت

قاضی نوراللہ شوستری جو کہ مدعا علیہم کے بڑے ذی عزت عالم ہیں مجالس المومنین میں لکھتے ہیں، اگر نبی دختر بعثمان داد و ولی دختر بعمر فرستاد) اس بیان سے ثبوت عقد بہت وضاحت سے ملتا ہے۔

جواب وکیل مدعا علیہم

قاضی صاحب علیہ الرحمۃ کی عبارت پیش کرنے سے نہ معلوم وکیل صاحب کیا فائدہ سمجھتے ہیں اگر بلا غور و تامل بنظر سرسری بھی دیکھا جائے تو عجب پر مغز کلام ہے صاحب مجالس المومنین نے انکار عقد کیا ہے میں اول عرض کر چکا ہوں کہ مدعی صاحبان نے حضرت زینب و رقیہ دختران ربیبہ جناب رسول کو اصلی بیٹی قرار دیکر عثمان کو آنحضرت کا داماد حقیقی مثل جناب امیر قرار دیا ہے اور شیعہ کو اُس سے قدیماً و جدیداً انکار رہا ہے۔ لہذا قاضی صاحب بجواب معترض فرماتے ہیں کہ ہر گاہ بقول تمہارے نبی نے عثمان کو دختر دی تو ولی نے عمر سے قرابت کی عثمان تمہارے نزدیک بھی عمر سے ہزاروں نمبر گھٹے ہوئے تھے پس جبکہ نبی نے محرق القرآن و تابع مروان کو بیٹیاں دیں تو علی نے ایسے شخص سے لڑکی کا عقد کیا جو کہ سرگروہ ثلاثہ تھا اس میں علی کی اہانت کیا ہوئی جس سے تم شیعہ کا منہ چڑاتے ہو اگر کسی منافق و مشرک ظاہری سے ایسا کیا جاتا تو لایق مذاق تھا عدالت ملاحظہ فرمالیوے کہ قاضی صاحب نے پہلے لفظ اگر فرمایا ہے جو کہ بمقام شرط بولا جاتا ہے مطلب یہ ہوا کہ نہ نبی نے ایسا کیا اور نہ علی نے قاضی صاحب کے نزدیک اگر زینب و رقیہ آنحضرت کی صلبی بیٹیاں ہوتیں اور علی نے ام کلثوم کا نکاح عمر صاحب سے کیا ہوتا تو (اگر) نہ کہتے اس سے واضح ہو گیا کہ تمامتر تقریر بفرض کی گئی ہے ہمارے علماء نے اور نیز ہم لوگوں نے جو کہ خاکپائے غلامان علماء ہیں یہ وتیرہ اختیار کر لیا ہے کہ بمقابلہ اہل سنت فرضاً عقد کو تسلیم کر کے انھیں کی روایات سے ایسا ساکت و مجوج کرتے ہیں کہ پھر نام نہیں لیتے۔ حکایتاً ایک چشم دید واقعہ بیان کرتا ہوں ریاست رامپور میں ایک بزرگ سید واجد علی ساکن علیگڈہ گرداور قانونگو میں ان کے بڑے بھائی میر حامد علی صاحب آئے تھے اسی عقد کے متعلق وہاں گفتگو تھی۔ میر حامد علی صاحب موصوف سے میں نے عرض کیا کہ براہ مہربانی پہلے

اپنے مذہب کی روایات کو دیکھئے پہر اسکو مش کیجیے جناب مولوی خلیل احمد کی ہدایات الرشید
اسیوقت ایک جگہ سے منگائی گئی اس میں لکھا تھا کہ حضرت امیرؑ نے اپنی چھوکری کو تعرض
پسند بھیدیا انھوں نے اُس کے مُنہ سے چادر ہٹائی ۔مُنہ چوما سید صاحب گو کہ سنی تھے
مگر بہر حال کچھ اثر سیادت بھی تھا لرز کر کہدیا کہ اس کتاب کو بند کر دو میرا قلب اس مضمون
کے سننے کی اجازت نہیں دیتا علاوہ ازایں ایک اور بات دکھلاتا ہوں جس سے عثمان
صاحب کا داماد نبی ہونا باطل ہوتا ہے ۔قاعدہ ہے کہ ہر شخص بمقام فخر اُسی بات کو پیش
کرتا ہے کہ جس میں بعدیل ہو اور اگر ایسی صفت میں کوس انانیت بجائے اور دعوے
فردیت کرے کہ جس میں اُس کے ساتھ اور لوگ بھی مشارکت رکھتے ہوں تو ایسے
دعوے کرنیوالے کو کوئی احمق بھی عاقل نہ کہے گا قرآن پاک میں جو یہ آیت وارد ہوئی
ہے بجعلہ نسبًا وصہرًا اس کی نسبت حضرت امیر فرماتے ہیں کہ سوائے میری ذات
کے تمام علم ہیں اور کوئی شخص اس آیہ مبارکہ کا مقصود نہیں ہو سکتا کیونکہ میں ہی
ایک شخص ہوں جسکو آنحضرت سے شرف نسب وصہر (خسر وداماد) حاصل ہے مجھ سے
سوا اگر کوئی ایسا دعوے کرے وہ کاذب وگمراہ ہے چونکہ رقیہ وزینب بعد از جدائی
کفار عثمان سے بیاہی گئیں تو وہ بقول مدعیان نبی کے بڑے داماد ہوئے اور طرہ برآں
یہ ہوا کہ دو صاجزادیاں یکے بعد دیگرے بیاہے جانے سے ذو النورین کہی گئی ہیں
در حالیکہ حضرت عثمان نبی کے بڑے داماد ڈبل درجہ کے ہو چکے تھے تو علی کا یہ
مقام فخر صہر (داماد) رسول پر دعوے یکتائی کرنا سراسر بیجا نظر آتا ہے میری دانست
میں کوئی مسلمان گو بہ باطن کچھ خیال رکھتا ہو مگر بہ ظاہر حضرت امیر کی نسبت لغو و
غلط دعوے کرنے کا اقرار نکرے گا اندریں حالت خود حضرت امیرؑ کے ارشاد سے
ثابت ہو گیا کہ نبی کی صلبی بیٹی فقط جناب سیدہ تھیں اگر اور کوئی ہوتی تو حضرت امیر
کبھی ایسا بلند دعوے نہ کرتے ۔ دنیا کا یہ بھی قاعدہ دیکھا جاتا ہے کہ بڑی اولاد

به مقابلہ چھوٹی اولاد کے زیادہ معزز بھی جاتی ہے کتب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ زینب و رقیہ کی شان میں کوئی حدیث فضیلت نہیں ہے جس طرف دیکھئے سیدہ موصوفہ کی تعریف میں انبار احادیث نظر آتا ہے۔ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے بھی رسالہ ہدایۃ الشیعہ مولفہ خود میں اقرار کیا ہے کہ اُن کے فضائل کا ذکر کسی حدیث میں نہیں عدالت ملاحظہ فرمائے کہ فاطمہ ہی کی اذیت کو آنحضرت نے اپنی اذیت فرمایا اُنھیں کے دشمنوں پر لعنت کی اُنھیں کی اولاد کو اپنی اولاد قرار دیا اُسی کی تعظیم فرماتے تھے اُنھیں کا عرش اعلیٰ پر نکاح ہوا وہ ہی ایسی عالی مرتبہ تھیں جن کی ملایک نے چکی پیسی اور حوروں نے خدمت دایہ گری کی تعجب ہے کہ چھوٹی بیٹی کی یہ عزت اور بڑی بیٹیوں کا ذکر تک ندارد قاضی صاحب نے اسیوا سطے انتہائے متانت سے فرمایا ہے کہ اگر نبی نے بیٹیاں دیں تو علی نے بھی دیں مراد یہ ہوئی کہ جیسے ازواج عثمان نبی کی صلبی لڑکیاں نہ تھیں ایسے ہی ام کلثوم علی کی نہ تھیں بلکہ ابو بکر کی قاضی صاحب کا یہ اقرار جملہ شرطیہ کے ساتھ صریحاً بطور فرض ہی نہ کہ اقرار بہ امر واقعی۔

وکیل مدعی کا تیسرا ثبوت

قاضی نور اللہ شوستری مجالس المومنین میں لکھتے ہیں کہ ابو الحسن علی ابن اسمٰعیل سے چند مسائل کسی نے پوچھے از انجملہ عقد ام کلثوم کا بھی استفسار تھا اُنھوں نے یہ جواب دیا دکہ دادن دختر بہ عمر کہ جناب امیر المومنین را اتفاق افتاد بہ ایں جہت بود کہ اظہار شہادتین می نمود و زبان اقرار بہ فضیلت رسول می کشود و دراں باب غلظت و فظاظت او نیز منظور بود د یہ عبارت صاف کہ رہی ہے کہ وقوع عقد کا اقرار ابو الحسن عالم شیعہ کو ہے

جواب نثار پنجتن وکیل شیعہ

شیخ ابو الحسن جن کے حوالہ سے عبارت بالا بیان کی گئی ہے ہمارے علما میں اعلیٰ درجہ کے شخص گذرے ہیں اور نہایت دقیقہ سنج و نکتہ رس و جدید الطبع و صاحب فہم سلیم تھے علم مناظرہ میں اُنکو اعلیٰ درجہ کی دستگاہ تھی دو باتوں میں مخالف کا مُنہ ایسا بند کر دیتے تھے کہ گویا سیر بھر روڑ ٹھونس دیا عدالت پر آیندہ ظاہر ہو جائیگا کہ یہ جواب کیسا متانت سے بھرا ہوا ہے قبل از ردّ و قدح نقل عبارت ہیں جو وکیل صاحب نے خیانت مجرمانہ کرکے ہم رنگ مدعا خود کیا ہے اسکا حال عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ اقتدار وکالت ظاہر ہو جائے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ وکیل صاحب بذاتہ تو کوئی چیز نہیں کچھ لوگوں سے سُن سنا لیا ہے وہ کہدیتے ہیں مولوی مہدی علی صاحب محسن الملک کی آیات بیّنات سے کل باتیں متعلق بہ مجالس المومنین متذکرہ صدر ذیلھم وکیل نے پیش کی ہیں۔ مولوی صاحب موصوف نے بھی مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی کی تالیفات میں جو دیکھا تھا لکھدیا اور کچھ باتیں بزور طبیعت خود اضافہ کیں۔ اصل خیانت کرنے والے حضرت فیض آبادی ہیں وہ قوم کے موچی تھے باپ دادا جوتیاں گانٹھکر اوقات بسر کرتے تھے خود لکھ پڑھ کر مولوی صاحب ہو گئے خاندان کا اثر کہاں جاتا ہے بزرگ چمڑا کاٹتے تراشتے تھے اُنھوں نے کتابوں میں کتر بیونت شروع کر دی۔ میں مجالس المومنین چھاپہ طہران سے صحیح صحیح نقل پیش کرکے عدالت پر ثابت کئے دیتا ہوں کہ قاضی صاحب کی اصل عبارت کیا ہے اور حیدر علی صاحب نے اسمیں کیا تراش خراش کی ہے۔

اصل عبارت مجالس المومنین

اظہار شہادتین می نمود بزبان فم اقرار بفضل حضرت امیر می کرد و دراں باب اصلاح غلظت و فظاظت او نیز منظور بود و این قضیہ شدید تر ازاں نبود کہ حضرت لوط

پیغمبر عوض دختران بر قوم کافرے نمود بہ مضمون آیہ کریمہ ھؤلاء بناتی اطھر لکم حیدر علی صاحب نے بہ مقتضائے خیانت جو اصل عبارت سے اختلاف لفظی کیا ہے اسکو ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ عدالت پر اصلیت معاملہ واضح ہو جائے عبارت مجالس المومنین دا اظہار شہادتین می نمود بزبان و اقرار فضیلت حضرت امیر می کرد عبارت حیدر علی صاحب دا اظہار شہادتین می نمود وزبان اقرار بہ فضیلت رسول می کشود۔

تصریح تحریف اول بزبان کو وزبان لکھ کر فقرہ آخر سے ملحق کر دیا تاکہ اُن کے حسب مدعا مطلب پیدا ہو جائے لفظ (بزبان) میں اُن کے لئے یہ خرابی تھی کہ عمر اقرار شہادتین محض زبان سے کرتے تھے نہ قلب و جان سے۔

تصریح تحریف دوم اقرار بہ فضل جناب امیر میکرد اس فقرہ سے لفظ جناب امیر کو ساقط کیا اور بجائے اُسکے رسول قایم کیا۔ ہر چند کہ حیدر علی صاحب نے خیانت میں پوری کوشش کی مگر پھر بھی ناکافی رہی کیونکہ جو شخص اقرار شہادتین کرے گا وہ لامحالہ آنحضرت کی رسالت کا قایل ہوگا کیونکہ شہادتین وحدانیت خدا و تصدیق رسالت کا نام ہے اندریں صورت یہ فقرہ زاید و فضول و بمعنی ہو گیا اور حضرت امیرؑ کی افضلیت کا مقر تھا یعنی مثل خوارج و نواصب اعلان عداوت نہ کرتا تھا فقرہ افضلیت رسول دیگر وجوہ سے بھی باطل ہے کیونکہ مفضول کے لئے فاضل کی ضرورت ضروری ہے۔ رسول پاک کے مقابلہ میں کون ایسا شخص تھا جو کہ فاضل قرار دیا جاتا کیا یہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ نبی صلعم ابوجہل یا عمر و بکر سے افضل تھے۔ افسوس ہے کہ حیدر علی صاحب نے فقرہ کی کاٹ تراش اور لفظوں کی چھیل چھال کرتے وقت یہ نہ سوچا کہ بالآخر کیا خرابی پیدا ہوگی اقرار بہ فضل حضرت امیر می کرد یہ جملہ البتہ ہر نوع سے صحیح مانا جا سکتا ہے کیونکہ حضرت عمر بلکہ جناب ابوبکر اپنے مقابلہ میں حضرت امیر کو بہمہ جہت اعلیٰ و افضل جانتے تھے چنانچہ کتب اہل سنت میں حضرت ابوبکر کا یہ قول موجود ہے اقیلونی اقیلونی فلست بخیر کم

وعلی فیکم حلیفہ اول اپنے اہل جلسہ ویاران دمساز سے فرماتے تھے کہ اے یارو مجکو چھوڑدو
چھوڑدو یعنی خلافت سے سبکدوش کرو میں تمہارے لئے بموجودگی علی بہتر نہیں ہوں۔
افسوس ہے کہ خلافت مآب ان گرم الفاظ میں حضرت امیر کے ذی حق اور لایق خلافت
ہونے کا اقرار کریں اور چلتے وقت چارج عمر کو دے جائیں خود حضرت کا لولا علی لہلک
عمر فرمانا حد تواتر سے گذرا ہوا ہے غدیر میں جملہ صحابہ اور خصوص حضرت عمر نے جناب امیر کو
اپنا مولا مان لیا گو زبانی ہی تھا مگر اقرار افضلیت ضرور کیا پس وکیل صاحب کا یہ فقرہ
(دو زبان اقرار بہ افضلیت رسول می کشود) ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ حیدر علی صاحب نے
عبارت کی کانٹ چھانٹ میں کوئی کامیابی حاصل نہ کی بلکہ مرتکب جعلسازی ہو گئے
تحریر مجالس المومنین (ودراں باب اصلاح فظاظت و غلاظت اونیز منظور بود وایں
قضیہ شدید تر ازاں نبود کہ حضرت لوط بنات خود را الیٰ آخرہ)
تحریر حیدر علی صاحب) ودراں باب فظاظت وغلاظت اونیز منظور بود)
حیدر علی صاحب نے یہ فقرہ بالکل مہمل وبےمعنی کر دیا گویا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت امیر کو منظور
تھا کہ اس عقد سے یہ فظ و غلیظ ہو جائیں گے۔ استغفراللہ لفظ (اصلاح) کو بالکل ہی
اوڑا دیا اور حضرت لوط کے معاملہ کو قطعاً چھوڑا جس سے انتہا درجہ پر حضرت عمر کی رزالت
ثابت ہوتی تھی تمام عبارت مجالس المومنین کا مطلب یہ ہوا کہ اگر عمر سے علی نے بقول تمہارے
عقد کیا تو کیا قباحت شرعی لازم آئی۔
ہیہ خدا و نبی کے منکر ظاہری نہ تھے اور حضرت امیر کی فضیلت کے قایل تھے حضرت لوط نے
تو بعرض ترک عادت لواطت کفار سے کہا تھا کہ تم اس خوئے بد کو چھوڑدو اور میری
بیٹیوں سے جو کہ طاہر و عفیفہ ہیں دل خوش کرو چونکہ عمر درشت طبیعت تھے اگر بہ ایں
طریقہ حضرت امیر نے اُن کی مزاج کی اصلاح چاہی ہو تو کیا حرج لازم آتا ہے اس تقریر
سے حضرت عمر کی معائب بھی بیان کردئے اور خصم کو ساکت بھی کر دیا جناب دوم کا لفظ

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

و اغلظ ہونا ایسا صحیح واقعہ ہے کہ جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے شاہ ولی اللہ ازالۃ
الخفا میں بحوالہ صحیح ترمذی و مستدرک ناقل ہیں کہ جب ابوبکر نے فرمان خلافت عمر کے نام
پر تحریر فرمایا تو صحابہ نے بہ مقام عذر عرض کیا کہ حضور آپ یہ کیا غضب کرتے ہیں ایک تند
خو و بدمزاج کو سکّہ و دوات دیکر ہمکو آفت میں مبتلا کرتے ہیں یہ پہلے سے ایسے سخت طبیعت
ہیں کہ سنبھالے سے نہیں سنبھلتے دستار حکومت باندھ کر تو اور بھی فرعون بے سامان ہو جائینگے
برائے خدا ان بھیڑ بکریوں کو ایسے چرواہے کے حوالہ نہ کیجئے جس میں خود گرگ منشی
ہے عبارت یہ ہے ان ابا بکر اذا حضرۃ الموت ارسل الی عمر یستخلفہ وعلینا فظاً
غلیظاً و لو قد ولینا افظ و اغلظ شہرستانی نے ملل و نحل میں لکھا ہے کہ جب ابوبکر
نے عمر کو اپنا قایم مقام بنایا تو اہل مدینہ نے غل مچایا ہر ایک خلیفہ صاحب کو بطور تشنیع
کہتا تھا کہ ولیت علینا فظاً غلیظاً یعنی ہم پر تم نے بدمزاج و جنگ جو کو مسلط کیا اسی
مضمون سے ملتا ہوا کتاب ریاض النظرۃ میں ہے عدالت ملاحظہ فرمالیوے کہ عمر کی خلافت
و امامت سے اعلیٰ و ادنیٰ سب ناراض تھے۔ تاریخ خمیس میں لکھا ہے کہ طلحہ و زبیر وغیرہ
معترض بہ خلافت عمر تھے کنز العمال میں حضرت علی کا نام بھی لکھا ہے بخاری شریف میں ہے
کہ ازواج نبی نے عمر کا نام ہی فظ و غلیظ رکھ لیا تھا۔ شیخ ابوالحسن صاحب نے کیا معقول
تعریض کی تھی کہ اگر حضرت امیر نے ایسا کیا تو کتنا فائدہ مقصود تھا کہ ایک بدخو و درشت
طبیعت خاندان نبوت کی صحبت سے نیک طبیعت ہو جائیگا حیدر علی صاحب نے سارے
واقعہ کو مجالس المومنین سے نہیں لکھا کیونکہ اسمیں سخت حقارت شیخین منظور تھی۔ چنانچہ لکھا ہے
کہ اسی سائل نے جس نے کہ ذکر عقد کیا تھا یہ بھی شیخ صاحب سے پوچھا کہ حضرت امیر نے
ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے فوراً جواب دیا کہ ہمارے اور تمہارے مسئلہ امامت پر
نزاع ہے ہم بہ دلائل شافیہ حضرت امیرؑ کا خلیفہ بلافصل ہونا تمہاری کتب سے ثابت
کرتے ہیں۔ پس اگر بقول آپ کے ابوبکر کے پیچھے نماز پڑھی گئی تو اس میں ابوبکر کو نقصان

پہنچتا ہے نہ کہ علی کو کیونکہ یہ مسئلہ اتفاقی ہے کہ جو امام جائز الاطاعت وواجب الاتباع پر تقدم کریگا اُسکی نماز باطل ہو جائے گی چونکہ حضرت امیر امام حقیقی تھے اور ابوبکر اُس کے خلاف لہذا آپ کی نماز صحیح ہوئی اور ابوبکر کی غلط شیخصاحب نے جودت طبیعت سے یہ ایسے مُسکت جواب دئے ہیں کہ نہ پہلے لوگوں میں کوئی جواب دے سکا نہ اب قدرت رکھتا ہے ۔ سوائے ازیں کچھ نہ بن پڑا کہ عبارت کو آدھا تیتر آدھا بٹیر کر دیا ۔

سوال عدالت از وکیل مدعیان

بحوالہ مجالس المومنین جو تم نے عبارت پیش کی تھی اسمیں یہ تحریف کیسی ہے بزبان کو وزبان کیوں بنایا جناب امیر کے لفظ سے رسول کا کیوں تبادلہ کیا لفظ اصلاح کس لئے حذف کیا حضرت لوط کے مقولہ کو کیوں چھوڑ دیا اگر تمکو بجرم تحریف و اسقاط کلام فوجداری سپرد کر دیا جائے تو اُسکا کیا جواب رکھتے ہو ۔

جواب غلام معاویہ وکیل مدعیان

کانپتی ہوئی آواز سے حضور میں نے مجالس المومنین کو نہیں دیکھا آیات بینات مولوی مہدی علی صاحب سے یہ پانچ چار اعتراض انتخاب کر کے پیش کئے تھے غلطی مہدی علی صاحب کی ہے کہ انھوں نے حیدر علی کو سچا عالم باور کر کے بقولے نقل راچہ عقل بجنسہ لکھدیا پہلے مجرم حیدر علی ہیں اور دوسرے مہدی علی لیکن اب دونوں میں سے ایک بھی زندہ نہیں عدالت مجکو معافی دے میں آیندہ ان کوشل شاہ صاحب نامعتبر سمجھ کر کبھی ان کے بھروسہ پر تقریر نہ کروں گا ۔

رائے عدالت

چونکہ وکیل مدعیان کا اسمیں کوئی ذاتی قصور نہیں اُسنے باعتبار اندراجات کتب سابق عبارت پیش کی قصوروار حیدر علی و مہدی علی صاحب ہیں لہذا وکیل مدعی کو معافی دیجاتی ہے اور یہ بھی ہدایت کی جاتی ہے کہ اور جو کچھ ثبوت ہو وہ پیش کرے

وکیل مدعی کا چوتھا ثبوت

کتاب کافی میں لکھا ہے عن زرارہ عن ابی عبد اللہ فی تزویج اُمّ کلثوم فقال ان ذالک فرج غصبناہ یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام سے درباب تزویج ام کلثوم منقول ہے کہ یہ فرج ہم سے غصب کی گئی اس کے متعلق مجکو چند باتیں عرض کرنی ہیں اول یہ کہ نہایت تعجب معلوم ہوتا ہے کہ امام کی زبان سے ایسا مکروہ وخلاف تہذیب کلمہ کیوں صادر ہوا جس کا زبان پر لانا کوئی شریف کبھی پسند نہیں کرسکتا معلوم ہوتا ہے کہ زبان امام سے ہرگز یہ مذموم کلام صادر نہیں ہوا علمائے شیعہ نے خود لکھ کر منسوب بہ حضرت ابی عبداللہ کردیا ہے اور اگر فی الواقع یہ جملہ امام کا ہے تو معلوم ہوا کہ اُن کو شایستہ کلام کرنا نہ آتا تھا اور مثل عوام الناس ایسے کلمات کہنے کے عادی تھے جسکو کوئی بھلا آدمی نہیں کہ سکتا دوم یہ کہ عقد کا ہونا ثابت ہوتا ہے سوم یہ کہ وکیل مدعا علیہم کو یہ روایت (چونکہ سنتر کتاب کافی کی ہے) ماننا لازمی ہے۔

جواب نثار پنجتن وکیل شیعیان

میں اس کتاب کافی کا کئی طرح پر جواب عرض کرتا ہوں اوّل یہ کہ ہمارے مذہب میں جسقدر بھی کُتب احادیث ہیں اُن میں سے ایک کی نسبت بھی ہمارا یہ دعوے نہیں ہے کہ اُن میں جو کچھ لکھا ہے بالکل صحیح اور تنقید یافتہ ہے بسا مواقع پر ایک حدیث دوسری حدیث کے ناقض اور مخالف واقع ہوئی ہے ہاں اگر بہ مثل مدعیان ہم اپنی کُتب کو صحیح کے لفظ سے تعبیر کریں جیسکہ وہ مسلم وبخاری وغیرہا کو صحاح کہتے ہیں تو ہر اندراج کا ماننا لازمی ہوگا۔ مدعیوں کا عقیدہ ہے کہ بعد قراٰن یہ دونوں کتابیں نہایت صحیح ومعتبر ہیں اور اُن کے مولفین نے ہر حدیث کی صحت میں اہتمام بلیغ کیا ہے اطراف عالم میں پھر پھرا کر خوب جانچ پڑتال کی ہے اُن کی جملہ احادیث پھیلی پھوڑی ہوئی ہیں علمائے اہل سنت نے یہاں تک اُن کو معتبر سمجھا ہے کہ اگر کوئی شخص مثل قراٰن

سمجھ کر بخاری کی قسم کھائی تو اُسپر کوئی گناہ نہیں ایسی ذی عزت کتابوں کی نسبت ہوتی
حیدر علی صاحب ازالۃ الغین میں لکھتے ہیں کہ اُن میں دوسو دس حدیثیں غلط اور
نامعتبر ہیں اسّی بخاری اور سو مسلم میں اور تیس کی غلطی دونوں میں مشترک ہے جبکہ
ایسی مسلّمہ کتابوں میں اندراجات کی یہ حالت ہے تو ہم غیر منقدہ کتب کی نسبت عدم
صحت کا عذر کرنے میں زیادہ احق واولے ہیں وکیل صاحب پر لازم تھا کہ پہلے روایت
کی صحت ثابت کرتے زاں بعد اپنا مطلب بیان فرماتے کتاب کافی اور دیگر کتب احادیث
کی نسبت ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مولفین کو جو کچھ رطب و یابس ملا وہ بلا تنقیح و تنقید لکھدیا
چونکہ یہ واقعہ عقد بروے روایات اہل سنت وشیعہ بالکل لغو و باطل ہے اور علمار شیعہ
کو قدیمًا وجدیدًا اس سے انکار رہا ہے جیسا کہ عنقریب بیانات علمار شیعہ سے ظاہر ہونے
والا ہے اور اوپر ہوچکا بنا برآں ایسی روایت کو جو کہ خلاف اجماع ہے ہرگز تسلیم نہ
کیا جائے گا۔ بلکہ مطروح کے مرتبہ میں آجائے گی۔ جناب شیخ مفید علیہ الرحمۃ کا ارشاد
جو کہ قریب العہد آئمہ تھے بحار الانوار میں بدیں خلاصہ نقل ہوا ہے کہ جو روایت متعلق
بہ عقد امام سے وارد ہوئی ہے وہ درجہ ثبوت کو نہیں پہنچی کیونکہ اسکا راوی زبیر ابن
بکّار ہے جو کہ حضرت امیر کا شدید دشمن تھا وہ عدوے خاندان نبوت بھی اپنے بیان
میں مستقل نہیں مضطربانہ گفتگو کرتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ یہ عقد حضرت علی نے کیا گاہے
بیان طراز ہوا ہے کہ عباس نے بولایت خود کردیا کہیں کہتا ہے کہ جب عمر نے خوف
دلایا اور تہدید کی اسوقت یہ نکاح واقع ہوا ہے ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب میں
انکار صریح اسواقعہ سے کیا ہے قطب راوندی علیہ الرحمۃ بھی اُس کے غیر صحیح ہونے کے
قایل ہیں سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کا بیان اول بحث میں آچکا ہے عدالت غور فرمائے کہ ایسی
غیر منقح و منقدروایت جو کہ اکابر علمائے شیعہ کے خلاف ہے کیونکر واجب التسلیم ہوسکتی
ہے علاوہ بریں صرف ام کلثوم لکھا ہے کوئی تصریح بنت علیؑ و فاطمہؑ کی نہیں ہے ممکن ہے

کہ حضرت کی مراد اُسی اُمّ کلثوم دختر ابو بکر سے ہو جو کہ بمعیت والدہ خود حضرت امیر کے گھر رہتی تھی اور بلا سماعت عذر کم سنی وغیرہ عمر نے حسب روایات اہل سنت اُس سے عقد کیا چونکہ وہ لڑکی پروردہ خاندان نبوت تھی اور عمر کا جو جبر و اصرار ہوا وہ ثبوت مندرجہ مثل سے ظاہر ہے بہ این وجہ لفظ غصب کا استعمال کیا گیا دوم یہ کہ مناط دعوے یہ ہے کہ حضرت امیر نے جناب عمر کو لائق دامادی سمجھ کر بہ نہایت رضائے خاطر و خوشدلی سے عقد کر دیا یہ بات وکیل صاحب اپنی کتابوں سے ہرگز ثابت نہیں کر سکے عدالت نے ایک ہفتہ کی مہلت اسی واسطے عنایت فرمائی تھی کہ کوئی مزید ثبوت مثبت تحاد پیش کریں اسپر آپ نے ایسی روایت دکھلائی جس میں لفظ (غصباہ) وارد ہوا ہے جو کہ قطعاً مبطل دعوے ارتباط ہے اگر روایت کو صحیح مان لیا جائے تو دعوے میں کیا قوت ہوتی ہے حضرت عمر پر الزام جبر و ظلم و غصب عاید ہوتا ہے مجبور و مظلوم ہونا کوئی عیب نہیں ہمیشہ انبیاء و اولیاء پامال اشقیاء ہوئے ہیں۔

سوم لفظ فرج ہے جسپر وکیل صاحب نے زیادہ شور مچایا ہے اس کی نسبت عرض کرتا ہوں مثل مشہور ہے کہ ہر ملکے و ہر رسمے بعض ملک میں جو بات اچھی سمجھی جاتی ہے وہی دوسری جگہ معیوب خیال ہوتی ہے علی ہذا زبانی الفاظ ہیں کسی موقع پر ایک چیز کو کچھ بولا جاتا ہے دوسری جگہ وہی شئے اور نام سے مشہور ہوتی ہے یہ ہی وجہ ہے کہ ایک ملک والے دوسروں پر محض اختلاف زبان کی وجہ سے قہقہہ لگایا کرتے ہیں دہلی اور لکھنؤ کو دیکھتے بعض الفاظ میں تذکیر و تانیث کے مقام پر دونوں مقام کے آدمی کیسا ایک دوسرے کا مذاق اُڑاتے ہیں لفظ (فرج) مندرجہ عبارت کافی کو شرمگاہ سمجھ کر وکیل صاحب نے ایراد بدتہذیبی کیا ہے۔ حالانکہ جس ملک میں زبان عربی رائج ہے وہاں اسکا بولنا ہرگز معیوب نہیں۔ ہندوستانی آدمی اپنے ملکی مذاق پر البتہ خلاف حیا کہہ سکتے ہیں۔ عرب کی بول چال کو ہندی محاورات پر منطبق کر کے اعتراض

کرنا انتہا کی قابلیت کا ثابت کرنیوالا ہے کتاب اللہ و مسلم و بخاری و ترمذی وغیرہ میں جو کہ صحاح اہل سنت ہیں لفظ مذکور چند موقع پر وارد ہوا ہے بنظر اختصار کچھ مقامات دکھاتا ہوں۔

ثبوت از قران

(ومریم بنت عمران التی احصنت فرجہا) لفروجہم حافظون) والحافظین فروجہم والحافظات) (ویحفظن فروجہن) ویحفظوا فروجہم) مشکواۃ شریف میں بخاری شریف و مسلم سے لکھا گیا ہے (عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ان اللہ کتب علی ابن آدم حظہ من الزناء ادرک ذلک لامحالۃ فزنا العین النظر وزنا اللسان المنطق والنفس یمنی ویشتہی والفرج یصدق ذلک ویکذبہ متفق علیہ) ابوہریرہ فرماتے ہیں آنحضرت نے فرمایا کہ خدا نے اولاد آدم کے لئے زنا کا حصہ لکھا پس اسکو پہنچیگا آنکھ کا زنا تو نامحرم پر نظر کرنا ہے اور زبان کا کلام وہ شہوت انگیز کرنا ہی نفس آرزو کرتا ہے اور فرج سچا کرتی ہے اسکو یا جھوٹا ترمذی میں اس طرح وارد ہوا ہی من مس فرجہ فلیتوضاء جو شخص اپنی فرج کو مس کرے لازم ہے کہ وضو کرے مشکوٰہ شریف میں ہے قال رسول اللہ المرءۃ اذا صلت خمسا وصامت شہرا و احصنت فرجہا آنحضرت نے فرمایا کہ عورت پانچ وقت نماز پڑھے اور ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اپنی فرج کی حفاظت کرے کتاب مذکور میں بہ مقام دیگر ہے (عن اسود وھمام عن عایشۃ قالت کنت افرک المنی من ثوب رسول اللہ رواہ مسلم عائشہ کہتی ہیں کہ میں رسولخدا کی منی کپڑے سے رگڑتی تھی امام شافعی کی والدہ ماجدہ کا خواب کتاب انسان العیون میں علی ابن برہان الدین نے اس طرح نقل کیا ہے ان ام امامنا الشافعی راءت وھی حامل بہ ان النجم المسمی بالمشتری خرج من فرجہا یعنی امام شافعی کی والدہ نے دیکھا کہ مشتری ستارہ انکی فرج سے نکلا، تاریخ بخاری میں ہے کہ اسما بنت ابی بکر

نے جب عبداللہ ابن زبیر اپنے بیٹے کے مارے جانے کی خبر سنی تو فرط غم والم سے عمر نود
سالگی میں اُن کا خون حیض جاری ہوگیا چنانچہ لکھا ہے کہ معظمہ نے مجمع عام میں اپنے
صاحبزادہ پر ان لفظوں میں نوحہ کیا تھا حمد اللہ یا عبد اللہ لقد بکے علیک
کل شیئ فی جسمی حتی فرجی اور بعض نسخوں میں (دمی بکت علیک) بھی لکھا ہے
یعنی اے عبداللہ تیرے غم میں میرا ہر جزو بدن روتا ہے یہاں تک کہ میری فرج بھی
روتی ہے کتاب حبیب السیر میں ہے) چون خبر قتل عبداللہ بمادرش رسید باوجود آنکہ سنش
از نود تجاوز کردہ بود حایض گشت) مسماۃ مذکور نے جو بکار فرج کو بیان کیا تھا
اس سے مراد اجرائے حیض تھا کیونکہ یہ خون فرج ہی کی راہ سے آتا ہے۔ کتاب موطا
میں بحوالہ بخاری و ابو داؤد تحریر ہے قالت عایشہ کان النبی اذا اراد ان یغسل
من الجنابۃ بداء یغسل یدیہ قبل ان یدخلہا الاناء ثم یغسل فرجہ عایشہ
فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت غسل جنابت کا ارادہ کرتے تھے تو پہلے ہاتھ دھوتے تھے
جب برتن کو چھوتے تھے زاں بعد اپنی فرج کو دھوتے تھے میں نے یہ چند مقام اہلسنت
کی کتاب سے دکھلائے جہیں لفظ فرج درج تھا مگر ہندوستان میں مرد کے عضو تناسل
کو یہ لفظ (ذکر) سے بولنا بھی معیوب جانتے ہیں دوسرے لفظ بدل کر اسکا نام لیا
جاتا ہے۔ لیکن عرب میں اسکو نہایت سادگی سے (ذکر) ہی بولتے ہیں بخاری ومسلم
و دیگر صحاح اہل سنت سے ثبوت دکھلاتا ہوں (بخاری و مسلم میں ہے عن قتادہ
قال رسول اللہ اذا اتی الخلاء فلا یمس ذکرہ (مالک و ترمذی و ابو داؤد و
نسائی بسرہ بن صفوان سے روایت کرتے ہیں انہا قالت ان النبی قال من مس
ذکرہ فلا یصلی حتی یتوضاء) یعنی پیغمبر خدا نے فرمایا جو شخص مس کرے ذکر کو لازم
ہے کہ بعد مساس وضو کرکے نماز پڑھے۔ یہ تحریریں تو علمائے سابقین اہل سنت کی تھیں
زمانہ حال کے ہندی نژاد علماء جو لکھتے ہیں اُن کو بھی عرض کیا جاتا ہے مولوی

محمد مبین فرنگی محلی لکھنوی نے ایک کتاب مسمی بوسیلۃ النجاۃ لکھی ہے جو کہ مطبع گلشن فیض
لکھنو میں بہ اہتمام واجد حسین چھپی ہے اُس کے صفحہ (۲۰۶) سطرہ پر لکھا ہے (مودت فاطمہ
زہرا موجب مغفرت و دخول جنت ہست و بغض عداوت او باعث عقوبت و دخول نیران
ہست فرمود حبیب حق در حق وے ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرمہا اللّٰہ وذریتہا
علی النار یعنی فاطمہ نے اپنی فرج کی حفاظت کی پس خدا نے اسپر اور اس کی ذریت پر
نار دوزخ کو حرام کر دیا نہ معلوم وکیل صاحب خدا اور مولفین بخاری و مسلم و دیگر صحاح
و مولوی محمد مبین وغیرہ کو لفظ (فرج) لکھنے اور بیان کرنے سے کس درجہ کا بار تہذیب
تبلائیں گے غالباً یہ ہی وجہ فرمائیں گے کہ خدا کا ارشاد نہ تھا حضرت عثمان نے بوقت
درستی قرآن ایسا لکھدیا ہے اور امام بخاری و مسلم نے بھی انتہائے سفاہت و ناشائستگی
سے بلا ارشاد نبی از خود اپنی کتابوں میں یہ لفظ لکھدیا ہے اور مولوی مبین کی کتاب
میں کسی جاہل سنی نے یہ لفظ بڑھا دیا ہے۔ تاریخ الخلفاء مطبوعہ لاہور کے صفحہ (۱۴)
پر لکھا ہے کہ حضرت عمر ایک رات گشت کر رہے تھے انھوں نے سنا کہ ایک عورت اپنے
شوہر کے اشتیاق میں کچھ اشعار پڑھ رہی ہے اور بعالم شوق کہتی ہے کہ اگر مجھکو تیری
آبروریزی کا خوف نہوتا تو مرتکب گناہ ہوتی معلوم ہوا کہ اس کا شوہر لڑائی پر گیا
ہوا ہے حضرت ممدوح کو اسبات کا تجسس ہوا کہ عورت کتنے زمانہ تک شوہر سے جدا
رہ سکتی ہے۔ اسکا پتہ انھوں نے اپنی بیٹی حفصہ سے لگانا چاہا پوچھا کہ عورت کی
فرج کتنے دنوں میں بیتاب ہو جاتی ہے معظمہ نے باتہذیب باپ کے سوال سے
از روئے حیا گردن نیچی کر لی خلیفہ صاحب نے فرمایا حق بات کہنے میں حجاب کو کیا
دخل ہے اسوقت صاحبزادی نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا کہ تین ماہ یا چار ماہ
یہ سنکر انھوں نے روبکار لکھا دیا کہ چار ماہ سے زیادہ سپاہیونکو نہ روکا جائے
برابر رخصت دینی چاہئے عبارت طولانی ہے مختصر عرض کرتا ہوں ثم دخل علی حفصہ

فقال انی سا لك عن امر قد اهمنی فاخرجہ عنی کم تشتاق ا[illegible] الی زوجها فخفضت راسها و استحت قال فان اللہ لا یستیحی من الحق فاشارت بیدها ثلاثہ والا فاربعۃ الی آخرہ نہ معلوم حضرات اہل سنت بیٹے سے اشتیاق فرج کا حال دریافت کرنے میں کس پایہ کا مہذب حضرت دوم کو قرار دیں گے۔ افسوس ہے کہ اپنی کتابیں نہیں دیکھتے لڑکی اعتراض کرنے پر تل جاتے ہیں اہل سنت کے کیسے تقریر میں اس سے بالاتر کوئی ثبوت نہ تھا جو کہ رد کیا گیا

رائے عدالت

آیات قرآن و احادیث صحاح و تحریر مولوی محمد مبین وغیرہ کے معائنہ سے ظاہر ہوا کہ لفظ متنازعہ خلاف تہذیب نہیں بلکہ اہل عرب میں برابر مستعمل ہوتا ہے اگر بقول وکیل مدعی اسکو دائرہ تہذیب سے باہر سمجھا جائے تو قرآن و کتب احادیث پر بڑا حرف آتا ہے عمر صاحب پر اعتراض وارد ہوتا ہے کہ بیٹی کے سامنے فرج کا کیوں نام لیا۔
علاوہ ازیں وکیل کو فہمایش کی گئی تھی کہ کوئی ایسی دستاویز پیش کرے جو کہ وقوع عقد کا برضامندی پیش کرنا ظاہر کر سکے لفظ (غضبناہ) مندرجہ کافی سے صاف ظاہر ہو گیا کہ بلا رضامندی حضرت امیر جبر و اکراہ و غضب سے یہ امر روئے ظہور لایا لہذا عدالت ایسی ثبوت کو ناقابل التسلیم قرار دے کر اس کے منظور کرنے سے انکار کرتی ہے عاصیب کو کیونکر ایمانداری کی ڈگری مل سکتی ہے وکیل مدعی اگر سوائے ثبوت مردود کوئی اور دلیل رکھتا ہے تو پیش کرے۔

وکیل مدعی کا پانچواں ثبوت

کافی میں بعد روایت مندرجہ صدر یہ روایت ہے عن هشام بن سالم عن ابی عبد اللہ قال لما خطب الیہ قال لہ امیر المومنین انها صبیۃ قال فلقی العباس فقال لہ مالی - ابی باس فقال ما ذالك قال خطبت الی ابن

اخیلک فہ دلی اما و اللہ لاعودن زمزم ولا ادع لکم مکرمۃ الا ھدمتہا ولا قیمن علیہ شاہدین بانہ سرق ولا قطعن یمینہ فاتاہ العباس فاخبرہ و سالہ ان یجعل الامر الیہ فجعلہ الیہ یعنی ہشام امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی سے خطبہ کیا گیا تو حضرت امیر نے فرمایا کہ وہ خورد سال ناقابل ازدواج ہے پس عمر نے عباس سے کہا کہ مجھ میں کیا بُرائی ہے جو علی بر سر انکار ہیں عباس نے کہا کہ آپ میں بُرائی کوئی نہیں - لیکن اُنھوں نے اُسکو اپنے برادر زادہ سے منسوب کیا ہے عمر نے کہا کہ اُس جگہ سے نسبت چھوڑا کر مجھ سے کرا دیجئے ورنہ یاد رہے کہ سقایت زمزم کا عہدہ تم سے چھین لوں گا اور جو آبرو کہ تمہاری کی جاتی ہے وہ نہ رہے گی بلکہ تمہاری عزت کی بنیاد کو منہدم کر دوں گا اور دو گواہ ایسے پیدا کر دوں گا جو کہ تم پر شہادت چوری کی دیں گے اُسوقت لازمی طور پر دہنا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا یہ خبر سنکر عباس گھبرائے ہوئے حضرت امیر کے پاس آئے اور کہا کہ مجکو عمر نے سخت نقصان رسانی و تکلیف دہی کی دھمکی دی ہے آپ مجھکو اختیار دیں پس علی نے اُنکو مختار کر دیا - میں باعتبار روایت ہذا متیقن بعقد ہوکر ثبوت نکاح میں پیش کرتا ہوں -

جواب نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم

جو اعتراض کہ مجکو روایت اولیٰ پر تھا وہ ہی اسپر بھی ہے - بلکہ یہ بہ چند وجوہ ناقابل پذیرائی ہے اول یہ کہ روایت مستدلہ وکیل مدعیان بالکل وہی ہے جو کہ زبیر ابن بکار کاذب و مفتری و دشمن اہل بیت نبوی کے دماغ سے نکلی ہے دوم یہ کہ اگر میں اسکو صحیح بھی مان لوں تو سوائے دختر ابوبکر کے جو کہ ربیبہ جناب مرتضوی تھی اور مادر جلو ہونے سے عرفاً حضرت کی بیٹی بھی کہی جاتی ہے دختر حضرت امیر سے کسی طرح چسپاں نہیں ہو سکتی روایت میں موجود ہے کہ حضرت امیر نے عمر سے کہا کہ وہ لڑکی در دوا فقعہ

رصبیہ) یعنی کم سن ہے جناب ام کلثوم سلام اللہ علیہا کے بارہ میں حسابی [illegible]ے اوّل ثابت ہو چکا ہے کہ وہ بوقت شورش عمر ۱۶ برس کی تھیں جو عمر کہ صاحبزادی کی ہمنے دکھلائی ہے اُسکو تمام عالم میں کوئی باطل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ عمر تاریخ سے دکھلائی گئی ہے۔ شریعت میں ۹ برس کی لڑکی قابل ہم بستری تجویز کی گئی ہے اسمیں سنی اور شیعہ ہر دو مذہب کے فقہا کا اتفاق ہے جو لڑکی کہ حد ازدواج سے گذر کر پندرہ سولہ برس پر پہنچ گئی ہو اُسکو کوئی رصبیہ) نہیں کہ سکتا اگر فی الواقع اس بالغ و راشد کو حضرت امیر نے بچہ ظاہر کیا تو معلوم ہوا کہ عمر کو غلط بیانی سے دھوکا دیا امام جعفر صادق علیہ السلام پر الزام آئے گا کہ وہ اپنی جدہ ماجدہ حضرت ام کلثوم کے حالات سے پوری واقفیت رکھتے تھے پھر انھوں نے رصبیہ) کیوں فرمایا۔ اندریں صورت میں ختماً کہ سکتا ہوں کہ بغرض صحت اس روایت کو حضرت امیر کی اصلی بیٹی سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اُسے دختر ابوبکر سے جو کہ مثل فرزندوں کی پرورش پاتی تھی۔ سوم یہ کہ وکیل صاحب کو ثبوت اتحاد داخل کرنے کی اجازت دی گئی تھی آپ ماشاء اللہ کیا ہی نازک فہم اور دقیقہ سنج ہیں اہلبیت وخلیفہ عمر کے متحدانہ ارتباط کے موید آپ نے کیسا معقول ثبوت دکھلایا ہے جسمیں یہ الفاظ صاف و روشن درج ہے عمر کہتے ہیں کہ اے عباس اگر میری شادی علیؑ نے نہ کی تو تمکو حاجیوں کے پانی دینے کی خدمت سے معزول کر دوں گا اور جو کچھ بھی ظاہری آؤ بھگت ہے اس سبکو خاک میں ملا دوں گا کچھ اسی سزا پر نہ کروں گا بلکہ دو گواہ بہم پہنچا کر بہ الزام سرقہ سڑک کی کنکریاں کٹوا دوں گا۔ واہ سبحان اللہ اہلبیت کے دوست ایسے ہی ہوتے ہیں جو کہ سسرال والوں کے ہاتھ کاٹنے اور جیلخانہ بھیجنے کی تدابیر پیدا کریں معلوم ہوا کہ حضرت عمر کو جھوٹا مقدمہ بنانے میں بھی دستگاہ تھی نہ معلوم حضرت نے خلاف طبیعت معاملات سے کتنے بیگناہوں کے ہاتھ کٹوائے ہونگے جو شخص کہ خاندان نبوت پر جھوٹے مقدمے بنانے کا قصد رکھتا تھا اُس نے

دیگر غربا مومنین سے کیا کچھ درشتی نہ کی ہوگی افسوس ہے کہ ایسے مقدمہ باز اور جعل ساز کو اہل سنت فارق حق و باطل کہتے ہیں ہماری گورنمنٹ کو اگر معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص غلط مقدمات برپا کرنے کا عادی ہے اُسیوقت اُسکو جہنم دخیلخانہ میں بھیجدیا جاتا ہے ہمبریں بنا ضرور ہے کہ گورنمنٹ حقیقی نے عمر کے ساتھ بپاداش غلط کاری ضرور عادلانہ انتظام کیا ہوگا۔ عدالت یہ خیال نفرمائے کہ عمر کا ضرر شدید پہنچانے کی دھمکی دینا کتاب شیعہ ہی میں لکھا ہے۔ نہیں بلکہ سنیوں کی روایت مندرجہ مثل سے بھی یہی ہویدا ہے کہ عمر نے نقصان پہنچانے کا خوف دلایا تھا۔ اے عدالت افسوس وکیل مدعا علیہم ایسا ثبوت پیش کرتے ہیں جو کہ اُن کے بیان دعوے سے مخالفت کلی رکھتا ہے۔ روایت مستدلہ کسی طرح ام کلثوم دختر علی علیہ السلام سے علاقہ نہیں رکھتی کیونکہ حسابی قاعدہ سے یہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ ۲۰ھ میں جبکہ عمر نے خطبہ کیا ام کلثوم پندرہ سولہ برس کی تھی ایسی راشدہ و بالغہ کو صغیر سن یا صبیہ نہیں کہہ سکتے اگر یہ روایت صحیح بھی ہو تو اسی ام کلثوم دختر ابوبکر سے متعلق ہے جو کہ فی الواقع کم سن تھی اور جسکی طفولیت پر مدعیان کو پورا وثوق ہے۔ لہذا یہ ثبوت پیش کردہ وکیل نامسموع قرار پاکر ہدایت کی جاتی ہے کہ اگر کوئی شہادت اور مثبت اتحاد ہو تو پیش کرے ورنہ مقدمہ ختم کردیا جائے گا۔

وکیل مدعی کا چھٹا ثبوت

ملا محمد باقر مجلسی بحار الانوار میں بحوالہ کتاب خرائج الجرائح لکھتے ہیں عن عمار ذہبیہ قال قیل لابی عبد اللہ ان الناس یحتجون علینا و یقولون ان امیر المومنین زوج فلانا ابنتہ ام کلثوم وکان متکیا فجلس وقال یقولون ذالک ان قوما یزعمون ذلک لا یھتدون الی سواء السبیل اما کان یقدر امیر المومنین ان یحول بینہ وبینہا فینقذہا کذبوا ولم یکن ما قالوا ان فلانا خطب الی

علی بنتہ ام کلثوم فابی علی فقال للعباس واللہ لان لم تزوجنی لانزعن عن
السقایۃ وزمزم فاتی العباس علیا فکلمہ فابی علیہ فالح العباس فلما
رائی امیر المومنین مشقتہ کلام الرجل علی العباس وانہ سیفعل
بالسقایۃ ماقال ارسل امیر المومنین الی جنیتہ من اہل نجران یہودیۃ
یقال لھا سحیفۃ بنت جریرتۃ فامرھا فتمثلت بمثال ام کلثوم وحجبت الابصار
عن ام کلثوم وبعث بھا الی الرجل فلم تزل عندہ حتی انہ استراب بھا
یوما فقال ما فی الارض اہل بیت اسحر من بنی ہاشم ثم اراد ان یظہر
ذلک للناس فقتل وحوت المیراث وانصرفت الی نجران واظہر امیر المومنین
علیہ السلام ام کلثوم خلاصہ کلام یہ ہوا ابن اذینہ روایت کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق
علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا کہ ہمیں لوگ معترض ہوتے ہیں کہ
حضرت امیر نے فلاں شخص (عمر) سے اپنی بیٹی کا عقد کردیا اسوقت امام تکیہ لگائے
بیٹھے تھے یہ سنکر اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہیں وہ گمراہ ہیں
کیا حضرات امیر المومنین اسپر قادر نہ تھے کہ اس عقد سے مانع ہوتے اور اپنی بیٹی کو بچا
لیتے جو لوگ ایسا دعوے کرتے ہیں وہ دروغگو ہیں حقیقت حال یہ ہے کہ جب فلاں
شخص (عمر) نے خواستگاری کی تو حضرت نے انکار کیا اور ہرگز اسکو قبول نفرمایا پس
عمر نے حضرت عباس سے کہا کہ اگر علی ایسا نہ کریں گے تو میں حاجیوں کے پانی پلانے
کی خدمت کو تم سے چھین لوں گا اور چاہ زمزم تمہارے قبضہ سے نکال لوں گا عباس نے
یہ واقعہ حضرت امیر کو سنایا اور اسمیں گفتگو کی جناب نے فرمایا کہ یہ امر کسی طرح ممکن نہیں
اسپر عباس نے الحاح واصرار کو طول دیا حضرت نے بخوف اتلاف حقوق عباس
یہ تدبیر کی کہ ایک عورت قوم جنات سے جو کہ بصورت انسان متشکل ہوکر نجران میں زنان
یہودیہ کے ہمراہ رہتی تھی اور مذہب یہود اختیار کئے ہوئے تھی اور اُسکا نام سحیفہ تھا

اسکو وہاں سے بلوایا اور جب وہ حاضر ہوئی تو اُسکو حکم دیا کہ تو کلثوم کی صورت اختیار
کرے پس وہ فوراً متشکل بہ شکل ام کلثوم ہو گئی حضرت نے ام کلثوم کو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ
کیا اور وہ جنیہ عمر کے حوالہ کر دی وہ عورت عمر کے ساتھ رہی ایک روز بعض قراین سے
عمر نے معلوم کیا کہ وہ آدم زاد نہیں ہے اسوقت کہنے لگا کہ بنی ہاشم سے زیادہ کوئی ساحر
نہیں ہو سکتا چاہتا تھا کہ اس راز کو فاش کرے کہ ناگہاں وہ قتل ہو گیا اور وہ عورت
اپنی میراث لیکر نجران کو واپس چلی گئی میرا مطلب اس روایت کے پیش کرنے سے یہ ہی
کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا علمائے شیعہ کا ساختہ و موضوعہ
معلوم ہوتا ہے بھلا جنیہ کیونکر متشکل بہ شکل انسان ہو سکتی ہے جو بات کہ ناممکن و محال ہو
اس کی نسبت کیسے خیال ہو سکتا ہے کہ فرمودہ امام ہے بہر حال جو کچھ بھی ہو اتنا پتہ تو ضرور
چلتا ہے کہ درباب عقد کوئی گفتگو ضرور ہوئی اور اگر یہ قول صحیح مان لیا جائے تو حضرت علی
پر الزام شعبدہ بازی ضرور عاید ہوتا ہے۔ جو کہ اُن کی شان سے بسا بعید ہے

جواب نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم

میں حیران ہوں کہ وکیل صاحب کس دل و دماغ کے آدمی ہیں کتنا ہی سمجھاؤ مگر یہ حضرت
ایسے خوش مغز ہیں کہ عدالت کے واضح حکم سمجھنے سے قاصر ہیں بجرأت و مراتب منجانب
عدالت ہدایت ہوئی ہے کہ کوئی ایسا ثبوت پیش کیجیے جس سے بلا تکلف ثابت ہو جائے
کہ حضرت امیر نے بصد خوشدلی عمر صاحب کو لایق دامادی سمجھ کر عقد کر دیا یہ خانہ باد ضعف
ایسی صریح فہمایش کے جو بات دکھلاتے ہیں وہ اصل مقصد سے کوسوں دور ہوتی ہے
خود ہی اس کے مقر ہیں کہ امام نے ہرگز ایسا نہیں فرمایا آپ ہی کہتے ہیں کہ اس سے
عقد ثابت ہے ہر چند کہ میری کتاب سے یہ مضمون پیش کیا گیا ہے لیکن میں بھی بجائے
خود اس کے صحیح کہنے پر تیار نہیں ہوں بایں وجہ کہ سوائے کتاب خرائج کے جنیہ والی
حکایت کو کسی نے نہیں لکھا پس ایسی شاذ و از قسم احاد روایت کا کیونکر اعتبار کیا جا سکتا ہے

اور اگر یہ روایت صحیح مان لی جائے تو تمام قصہ عقد ربود و گاؤ خورد ہوا جاتا ہے
کیونکہ امام نے یہ الفاظ صاف و روشن عقد سے انکار کیا ہے بلکہ معتقدین نکاح
کو گمراہ اور خارج از دین تبلایا ہے اسی کو ہمارے علمائے قدیم نے جو کہ قریب العہد
ائمہ تھے ارشاد فرمایا ہے اور تمام علمائے اولین و آخرین کا یہ ہی اعتقاد ہے اور اسی پر
اجماع ہے میں وکیل صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنھوں نے وہ روایت پیش فرمائی
جو کہ قاطع بنیاد عقد ہے بحمد اللہ باوصف کوشش شدید وکیل مدعیان کو کتب شیعہ سے
کوئی ایسا کافی مواد نملا جو کہ مثبت عقد ہوتا یا آنکہ حضرت امیر کی رضامندی پائی جاتی
رہا معاملہ جنیہ یہ بھی کوئی امر مستبعد و دور از خیال نہیں معلوم ہوتا ہے نبی و امام کو
تمام جن و انس پر حاکمانہ تصرف حاصل ہوتا ہے چنانچہ ملا جامی نے شواہد النبوۃ میں
حضرت امیر و دیگر آئمہ کا حاکم اجنہ ہونا تسلیم فرمایا ہے اور اس کے متعلق حکایات بھی لکھی
ہیں جبکہ عمر نے علانیہ کہدیا کہ اگر یہ عقد نہ کیا تو میں ابواب آمدنی جو عباس کے لئے
کھلے ہوئے ہیں بند کر دوں گا۔ علی پر چوری کا مقدمہ قایم کر کے اُن کا ہاتھ کاٹ
ڈالوں گا۔ پس اگر بہ نظر دفع ضرر حضرت امیر نے اپنے تصرف سے جنیہ کو بہ شکل اُمّ
کلثوم بنا کر عمر کے بیجا دباؤ سے اپنی آبرو کو بچایا ہو تو کیا الزام عاید ہوسکتا ہی یہودیوں
نے بزعم خود جناب عیسی علیہ السّلام کو دار پر کھینچدیا حالانکہ خدائے عالم نے انکو آسمان پر
بلایا تھا مگر عام نگاہیں یہ ہی حکم دے رہی تھیں کہ مسیح علیہ السّلام لٹکے ہوئے ہیں
اس کے متعلق بہت سے شواہد و حکایات ہیں جنکا احصار موجب طوالت ہے۔
جنیّہ کا بہ شکل انسان متشکل ہونا کوئی بعید الخیال امر نہیں ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا
ہے کہ معاویہ بن عمر سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادق سے در
باب اولاد جناب آدم علیہ السّلام سوال کیا کہ اُن کی اولاد ذکور اپنی بہنوں سے
بیاہی جاتی تھیں یا کیا۔ بجواب امام نے فرمایا کہ معاذ اللہ یہ کیونکر ہوسکتا تھا

کہ بہن بھائی میں زن و شوہر کا علاقہ ہو حقیقت یہ ہے کہ جب قابیل بلوغ پر پہنچا تو
خدا نے ایک جنیہ اُن کی زوجیت کے لئے بھیجی جسنے بہ لباس انسانی اُن فرائض کو
پورا کیا جسکا غور تو نکو کرنا چاہئیے نام اُسکا جمانہ تھا جب ہابیل بالغ ہوئے اُن
کے لئے ایک حوریہ بھیجی گئی قابیل نے حضرت آدم سے محاجہ کیا کہ مجکو جنیہ آئی اور
چھوٹے بھائی کو حوریہ آپ نے مجھ پر ہابیل کو فضیلت دی الی آخرہ بہ نظر تسکین وکیل
صاحب عبارت مندرجہ تفسیر ثعلبی کا ایک دو جملہ بھی لکھے دیتا ہوں و ہو ہذا
ان معاویۃ بن عمار قال سئلت الصادق عن آدم اکان یزوج بناتہ
من بنیہ فقال معاذ اللہ الی اخرہ اگر جنیہ وغیرہ کا بہ لباس انسان ہونا
کوئی دور از خیال تھا تو خدا نے ایک دفعہ جنیہ اور پھر حوریہ کو کیوں آدمی بنا کر بھیجا
چونکہ یہ مضمون اکابر مفسرین اہل سنت کا ہے۔ بہ نظر تعمق اسپر غور فرمانا چاہئیے
اہل سنت اپنی کتابوں میں ایسی عجیب و غریب باتیں لکھتے ہیں کہ دفعتاً وقف خیال
نہیں ہوسکیتیں اپنر نظر نہیں ڈالتے دوسروں پر اعتراض کرنے کے لئے موجود ہوجاتے
ہیں کتاب الاکتفاء اور ریاض النظرۃ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر و شیطان سے کشتی
ہوئی خلیفہ نے اُسکو زمین پر دے ٹپکا اسدن سے ایسا خوف اسپر غالب ہوا کہ اُن کے
سایہ سے بھاگنے لگا۔ کتاب استقصاء الافحام جلد اول کے صفحہ (۵۸۷) پر کتب مذکورہ
سے یہ واہی قصہ بہ تفصیل نقل ہوا ہے۔ صحیح بخاری میں بہ مقام فضیلت آیۃ الکرسی لکھا ہی
کہ ابوہریرہ کو چند باتیں شیطان نے تعلیم کیں عمر سے جب کشتی لڑنے شیطان آیا ہو گا
ضرور ہے کہ اُسنے انسانی صورت میں اپنے آپ کو ظاہر کیا ہوا اور ابوہریرہ کو جب
تعلیم دینے آتا ہوگا اسوقت بھی جبہ و دستار پہنکر بہ شکل آدمی ظاہر ہوا ہوگا قرآن
پاک میں اس کی نسبت کہا گیا ہے (کان من الجنۃ) یعنی شیطان از قسم اجنہ تھا
جس طرح یہ جن مبدل بہ لباس آدمیت ہوکر عمر کا مدمقابل اور ابوہریرہ کا اُستاد

ہوا ممکن ہے کہ اسیطرح وہ جنیہ بھی جو کہ ہم جنس ابلیس تھی جامۂ انسانیت میں آگئی ہو
محی الدین عربی کی دختر یکسالہ نے اُن مسایل مشکلہ کا جواب دیا کہ جن کے حل کرنے میں
عمر جیسے عالم و مجتہد کو پاچہ دستی تھی اسی لڑکی کی نسبت لکھا ہے کہ جس زمانہ میں وہ
استراحت فرمائے شکم مادر تھیں اُن کی والدہ کو چھینک آئی حسب قاعدہ اسلام اُسنے
الحمد للہ کہا۔ پیٹ میں سے لڑکی نے بھی وہی کلمہ کہا جسکو حاضرین نے سنا مختصر فتوحات
کلیہ و خود فتوحات شعرانی و سیرۂ حلبیہ سے استقصاء الافحام کے صفحہ (۵۲۲) پر یہ مضمون
نقل کیا گیا ہے۔ شیخ نجم الدین جو کہ عند السنیہ اولیاء کاملین کے سرتاج ہیں ان کی نسبت
یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ وہ زیارت رسول کے شرف سے محروم رہے مولوی عبد الحی
فرنگی محلی لکھنوی رسالۂ سعی مشکور کے صفحہ (۲۸ پر لکھتے ہیں کہ شیخ کی نسبت عدم بجا
آوری زیارت کا طعن غلط کیا جاتا ہے کیونکہ اُن کا مدینہ رسول میں تشریف لیجانا
ثابت ہے بطریق سفر ظاہری نہیں بلکہ ہوائی اس کا منکر سوائے اُس کے جو کہ کرامات
اولیاء کا انکار کرے دوسرا نہیں ہوسکتا امام یافعی شیخصاحب کے حالات میں لکھتے ہیں
کہ وہ مکہ سے کبھی باہر نہیں گئے مگر باطن میں مدینہ منورہ جاتے تھے۔ چنانچہ شیخ محمد
بغدادی بیان کرتے ہیں کہ میں قبر نبی کی زیارت سے واپس آتا ہوا دل میں فکر کرتا
تھا کہ شیخ ایسا جلیل القدر اور حق آگاہ آنحضرت کی زیارت کے لئے کیوں نہیں جاتا
معًا اس خیال کے میرا سر آسمان کی طرف بلند ہوا دیکھا کہ شیخصاحب ہوائی گھوڑے پر
فراٹے سے جارہے ہیں مجکو آواز دی کہ اے محمد یوں جایا کرتے ہیں سوائے ازیں
اور چند کلمات کہے جنکو میں بھول گیا علاوہ بریں کہ کتاب غوثیہ میں حضرت پیران پیر کی
نسبت صدہا ایسی حکایات تعجب انگیز لکھی ہیں جنکو دیکھ کر عقل چکر میں آجاتی ہے
از انجملہ ایک یہ کہ غوث الاعظم کی ملاقات ملک الموت سے ہوئی اُن کے پاس ایک
تھیلی تھی پوچھا کہ بھائی یہ کیا ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ جو ارواح قبض کرتا ہوں

وہ اسمیں ڈال لیتا ہوں ۔ پیر صاحب نے وہ تھیلی چھین کر ڈورا کھولدیا سب روحیں پھڑ پھڑا اوڑ گئیں ملک الموت حیرت زدہ مُنہ تکتے رہ گئے صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام نے قبض روح کے جھگڑہ میں عزرائیل علیہ السلام کے اس زور سے طمانچہ مارا کہ اُن کی ایک آنکھ پھوٹ گئی جب کانے ہو گئے خدا سے شکایت کی اللہ نے پھر دوسری آنکھ چڑھا دی افسوس ہے کہ وکیل صاحب اپنی مذہبی روایات پر تعجب نہیں فرماتے دوسروں پر اعتراض کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں ایک حنفیہ کی روایت پر وکیل صاحب کو اسدرجہ استعجاب تھا نہ معلوم یہ تودہ تودہ روایات عجیبہ وغریبہ دیکھکر کیا خیال فرمائیں گے میں اول عرض کر چکا ہوں کہ ہماری کُتب کے موافق اندراجات قابل تسلیم نہیں وہ ہی لایق اعتبار ہیں جو کہ متقدمین کے نزدیک حلعت صداقت وصحت پا چکی ہیں خلاصہ یہ ہے کہ روایت پیش کردہ وکیل صاحب میں حضرت امام صادق علیہ السلام کا انکار صریحی موجود ہے ایسے بیان کے سامنے کسی دوسری بات کا وقار نہیں ہوسکتا ۔ میرے مذہب کے تمام علمار سابقین ولاحقین وعلی العموم شیعہ جناب امیر المومنین کو اس عقد سے انکار رہا ہے ۔ وکیل صاحب نے جو امر بہ ثبوت دعوے دکھلایا اس میں بھی امام کا انکار عقد فرمانا بلکہ معتقد کا گمراہ ہونا درج ہے اندریں صورت مجکو یہ کہنے کا پورا حق ہے کہ ہماری کتابوں سے عقد کا ثبوت دینے میں مدعی سخت ناکام ہیں اور حضرت امیر وخلیفہ عمر کا اتحاد ثابت کرنے میں بالکل ہی ناکامی ہے تعجب ہے کہ ایسے سرودم بریدہ ثبوت کے اعتبار پر ادعاء اتحاد کیا جاتا ہے ۔

سوال عدالت از وکیل مدعیان

تمکو دو تین مرتبہ واضح الفاظ سے سمجھایا گیا کہ کتب شیعہ سے اتحاد دکھلاؤ تاکہ بلا وقوع عقد بھی محض بر بنا محبت ویکجہتی خلیفہ صاحب کو سارٹیفکٹ ایمانداری دیا جائے مگر نہ معلوم آپ نے جہل یا تجاہل سے خلاف منشار و مراد عدالت ایسی روایات

کتبخانہ وقف منصبیہ

دکھلائیں جنکا ظاہر کرنا اپنے دعوے کو بیخ و بنیاد سے اکھاڑ دینا ہے عدالت اور ایک مہلت دیتی ہے اگر ثبوت ہو تو دکھلاؤ ورنہ دستخط کردو کہ اب میرے پاس کوئی مواد لایق استدلال نہیں۔

جواب وکیل مدعیان

میں اقرار کرتا ہوں کہ سوائے امور پیش کردہ میرے پاس اور کوئی ثبوت نہیں

حکم عدالت

چونکہ مقدمہ مرتب ہوگیا۔ لہذا وکلاء فریقین کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ایک ہفتہ بعد بحث کرنے اور عدالت کو مقدمہ سمجھانے کے لئے تیار ہو جائیں۔

بحث وکیل مدعیان

میں نے جو اپنی کتابوں سے مضامین متعلق بعقد دکھلائے ہیں۔ گو کہ وہ باخود متضاد ہیں۔ لیکن تاہم وقوع عقد کا پتہ دینے والے ہیں۔ علی ہذا روایات شیعہ میں اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہ سکتا۔ عدالت نے ہر ثبوت پر پہلے ہی غور فرما لیا ہے حاجت تکرار نہیں۔

جواب نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم

ہر تنقیح پر بحث و مباحثہ ہو کر تمام مراتب طے ہو چکے ہیں اب کوئی ضرورت اُن مطالب کے اعادہ کرنے کی نہیں ہے مگر چونکہ عدالت نے حکم دیا ہے لہذا امتثالاً واقعات مندرجہ مثل پر عدالت کو توجہ دلاتا ہوں قدیم الایام سے مابین مدعیان و مابدعاگان یہ اختلاف چلا آتا ہے کہ آیا خلفاء ثلثہ و امثالہم صاحب ایمان تھے یا نہیں مدعی صاحبان چونکہ اُن کو ایماندار جانتے ہیں اور ہم بخلاف اُس کے لہذا جسقدر کتب مناظرہ آج ہر دو گروہ میں تصنیف و تالیف ہوئیں اُن سب کا غالب منشاء یہی ہے چنانچہ مقدمہ ہذا بھی اسے بنا بر دایر ہوا ہے کہ اگر اہلبیت و خلفاء میں متحدانہ ربط نہ

تھا تو حضرت امیر نے خلیفہ دوم سے اپنی صاحبزادی کا کیوں عقد کیا یہ نکاح ثبت یکجہتی ہے بہ ایں بنا ر ثبوت محبت اصل ہے اور عقد اُس کی فرع - اگر مدعیان نکاح ثابت کرنے میں ناکامیاب ہے اور محبت و اتحاد میں کامیابی تام حاصل کر لیں تو خلیفہ عمر کو وہ ہی فائدہ مل سکتا ہے جو کہ وقوع عقد پر ملتا بعد ازیں میں یہ پہلو اختیار کرتا ہوں کہ اگر بجائے محبّت عداوت ثابت ہوا اور عقد کا وقوع بلا رضامندی بجبر و ظلم و غصب مان لیا جائے تو حضرت عمر سخت ملزم بلکہ مجرم قرار پا سکتے ہیں اور عدالت ہمکو اجازت دے سکتی ہے کہ اُس پُرانے مردہ کی روح کو نیز مطاعن سے بجرم تعدی تنبادہی کریں (حاکم اشارہ سے فی الواقع یہ بات لایق تسلیم ہے) (وکیل) خلفاء ثلاثہ و خصوص حضرت علی کی عداوت کا ثبوت میرے پاس اسقدر ہے کہ میں بیان کرتے کرتے تھک جاؤں گا اور عدالت سنتے سنتے منغص ہو جائے گی مگر بہت مختصر عرض کرتا ہوں بخاری و دیگر کتب اہل سنت میں ہے کہ سیدہ معاملہ فدک میں بعد دشمسی مقدمہ اس درجہ ناراض ہوئیں اور بحدّے غصہ کیا کہ تا حیات خود شیخین سے ہم کلام نہ ہوئیں اور حسب اندراج چند کتب سُنیہ جبکہ ابوبکر و عمر نے اُن کے دروازہ پر جا کر عذر مافات کر کے عفو تقصیر چاہا تو سیدہ نے مُنہ پھرالیا اور بالآخر جب بہت اصرار کیا کہ وہ اُن سے کچھ باتیں کریں تو آپ نے کہا کہ تم دونوں گواہی دیتے ہو کہ میرے باپ نے امت کو ہدایت کی تھی کہ میرا احترام کریں اور اذیت رسانی سے باز رہیں ہر دو بزرگوار نے قبول فرمایا کہ بے شبہ آپ کے بارہ میں یہ وصیت ہوئی تھی جب وہ اقرار کر چکے تو سعظمہ نے فرمایا کہ تم نے میری رنجدہی کے وسایل کی بہم رسانی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا تم آگاہ ہو کہ میں تم سے بحدّے ناراض ہوں کہ جب تک اپنے باپ سے ملکر تمہاری تعدی و تشدد کا شکوہ نہ کر لوں اسوقت تک میرے زخم جگر کا اندمال نہیں ہو سکتا - سجاد حسین بارھوی نے رسالہ تقریر دلپذیر میں اس واقعہ کو بہت وضاحت

سے دکھلایا ہے جبکہ آپ ہضت فرمائے ملک بقا ہوگئیں تو جناب امیر سے وصیت
کی کہ ابوبکر و عمر میرے جنازہ پر نہ آئیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت علی نے پردہ شب
میں اس پارہ جگر رسول کو سپرد خاک کر دیا اور ابوبکر عمر وغیرہ مخالفین کو اطلاع
نہ دی مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی نے بھی اپنی مولفہ کتاب رویاد صادقہ و
امہات الامہ میں بلا اظہار نام اُسکا ذکر کیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ فاطمہ علیہا
السلام نے باپ کے غم میں گھل گھل کر وفات پائی اور جبتک زندہ رہیں ہنسنا کیسا
کسی نے مسکراتے ہوئے بھی نہ دیکھا جناب فاطمہ پر سوائے صدمہ وفات پدر اور
چند حادثہ ایسے پیش آئے کہ جنکا تحمل اگر محال نہیں تو مشکل ضرور تھا۔ منشا لاعرض کرتا
ہوں اگر گردش فلکی سے کوئی ایسا خاندان جو کہ حکمراں رہا ہو تباہ ہو جائے اور اُن
کے گھر کا ایک ادنیٰ غلام تخت حکومت پر جلوہ گر ہو کر شاہی خاندان سے ایسا سنگین
برتاؤ کرے جس سے تنگ ہو کر بیگمات کو ناچار مدعیانہ حیثیت جیسے کچہری جانا پڑے
تو انپر اجلاس میں جانا کیسا گراں گذرے گا اُن کا وہ پروردہ شخص جو کہ اب تغیر زمانہ
سے حاکم بنگیا ہے اُن کے استغاثہ پر مطلق توجہ نہ کرے اور جو شہادتیں کہ منجانب
شہزادی پیش ہوں اُن کو رد کر دیوے تو اس عمل باطل کا کیسا ہوئی اثر اُس کی
طبیعت پر ہوگا (حاکم) بے شبہ میں تنقیح اوّل میں ثابت کر چکا ہوں۔
سر سید احمد خاں صاحب مرحوم کا قول تھا کہ ہم ابوبکر کی خلافت کا زمانہ
عمر کے ایام خلافت کے ساتھ شکنجہ میزان میں کھینچ دیتے ہیں کیونکہ وہ بظاہر حاکم تھے
مگر تمام انتظام مملکت بطور سلطان حضرت عمر انجام دیتے تھے۔ مولوی شبلی سنی المذہب
نے سیرۃ الفاروق کے صفحہ (۸۰) پر سرسید کے مضمون کو نقل کیا ہے حسب ہدایت
جناب عمر ہبہ فدک کے مقدمہ میں حضرت امیرؑ و حسنینؑ کی گواہی کو رد کر دیا جبکہ
معصومہ نے بعد انفساخ ہبہ وراثتاً دعوے کیا تو ایک خلاف قران حدیث

بناکر ورثہ پدری سے محروم کر دیا اُسپر یہ ترقی کی کہ آگ اور لکڑیاں لیکر اُن کے گھر پر چڑھ گئے کہ تم ہماری مثل سائر الناس اطاعت کرو ورنہ تمہارا گھر جلا دیں گے اسی جھگڑہ میں سیدہ کو صدمہ عظیم یہ پہنچا کہ ایک بچہ جو کہ شکم میں تھا ساقط ہو گیا سجاد حسین بارھوی نے چند کتب اہل سنت سے رسالہ آئینۂ حق نما میں اسکا ذکر کیا ہے شیخ فرزند علی ساکن بوڈھانہ ضلع مظفر نگر نے اس اشتہار پر جو کہ بطور رسالہ چھپا ہے اعلان کیا ہے کہ جو شخص اندر اجات رسالہ مذکور کو باطل کرے گا اُسکو مبلغ ۲۵ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا کئی مرتبہ وہ مضمون چھپکر شائع ہوا باوصف وعدۂ انعام کسی نے اُسکا جواب نہ دیا عدالت غور فرمائے کہ جناب سیدہ کے ساتھ اُن کے والد ماجد کے غلاموں کو یہ ظالمانہ برتاو کرنا ہرگز زیبا نہیں افسوس جس کے باپ نے فقر سے امیر بنایا کوچہ بے ایمانی سے ایمان کی سڑک پر پہنچایا اُسکا ان لوگوں نے یہ بدلہ دیا شریف آدمی کے ساتھ اگر کوئی ذرہ برابر سلوک کرتا ہے وہ مدّت العمر اسکا احسان نہیں بھولتا سفیہ و دنی الطبع محسن کی کرم گستری کا یہ ہی معاوضہ دیتا ہے جو کہ شیخین نے نبی کی بیٹی کو دیا ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے امہات الامہ میں لکھا ہے کہ جن بھکڑوں محتاجوں اور فاقہ مست لوگوں نے فاطمہ کے باپ کی بدولت یہ عروج پایا کہ خاک مذلت سے اوج عزت پر پہنچ گئے اُن کو کسی طرح شایاں نہ تھا کہ فاطمہ کے باپ کی رعایت اور پرورش کے حقوق کو یکسر بھلا دیتے عدالت توجہ فرمائے کہ جس گھر میں میت ہو جاتی ہے اُس کے ساکنین کو تسلی دینا لازم ہے یا یہ کہ ماتمی صف پر بیٹھنے والوں کا گھر ہی پھونک دیتے ہیں ابتدائے عالم سے آج تک کسی پدر مُردہ لڑکی پر یہ ظلم نہیں ہوا جو کہ شیخین نے فاطمہ علیہا السلام پر کیا جناب سیدہ نے اپنے باپ کی روح پر فتوح کو مخاطب کر کے ایک شعر کہا ہے جسکو اکثر علمائے اہل سنت نے نقل کیا ہے کہ اے بابا آپ کی مفارقت سے مجھ پر وہ صدمات پڑے کہ اگر پہاڑ دن پر پڑتے تو اُن کا

کا جگر شق ہو جاتا اور اگر دنوں سے لاحق ہوتے تو وہ شب تار بن جاتے۔ خلفاء نے
اہلبیت نبوی پر اس بیدردی سے باب ظلم کھولا کہ پھر اس دروازے کے کواڑ بند ہوئے
جو شخص جلوہ فرمائے مسند خلافت ہوا وہ اُس کی کشادگی میں کچھ نہ کچھ اپنی یادگار ضرور قایم کرتا
رہا۔ تا اینکہ خاندان نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ کتاب مذکور الصدر میں ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے
بھی اس مضمون کو بہ لطافت بیان کیا ہے ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ انتخاب اوّل (یعنی
ابوبکر کے خلیفہ بنانے پر) علیؑ کا محروم از خلافت ہونا خاندان نبوّت کی عزت کا خاتمہ کر گیا
اُن کے بعد جو خلیفہ ہوا وہ اُن کو گھٹاتا ہی رہا ان معاملات پر گہری نظر ڈال کر عدالت خود
نتیجہ نکال لیوے کہ اہلبیت و خلفا و ستما جناب عمر با خود ہا کیسا اتحاد و ارتباط رکھتے تھے اگر
دنیا میں دوستی کا یہ ہی عنوان ہوتا ہے جو کہ شیخین و حضرت امیر میں تھا تو پھر میں نہیں
کہہ سکتا کہ دشمنی کی کیا شان ہوتی ہے جس لڑکی کی ماں کو عمر سے یہ صدمات پہنچے ہوں اس کو
حضرت امیرؑ نے کس دل سے بیاہ دیا ہوگا۔ کیا بعد شادی ام کلثوم کو یہ خیال کبھی نہ آیا ہوگا کہ
اس شخص نے میری مادر گرامی کو طرح طرح کے جاں شکن آزار دے کر رولا رولا کر مارا ہے
میرے پیارے بھائی محسن کا یہ ہی قاتل ہے پس میں ڈنکے کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ اہل
بیت نبوی و جمیع پیشوایان اہل سنت و خصوص حضرت عمر میں انتہا درجہ کی عداوت تھی اور
بصورت ضد و اختلاف رشتہ ناتہ کا محبّت و یکجہتی سے ہونا قطعی ناممکن ہے نہایت
تعجب ہے کہ بذریعہ قرابت خاندان سالت عمر صاحب وسائل مغفرت تلاش کریں اور نبی کی
بیٹی کو ایسا رنج دیں کہ وہ رو رو کر اپنی جان دے دیں میں قوم کا سید ہوں اور عام طور پر
ہم لوگ بنی فاطمہ کہے جاتے ہیں بیدہ علیہا السلام سے ہمکو پچاسوں پشت کا فاصلہ ہے مگر میں
کُرسی عدالت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس وقت ہماری عورتیں ہمارے مرد بلکہ چھوٹے چھوٹے
بچے ذاکروں سے وہ ناروا باتیں سنتے ہیں جو کہ ہمارے جد گرامی سے کی گئیں واللہ خون
جگر آنکھوں سے پانی ہو کر بہ جاتا ہے۔ مجکو پورے طور پر اسکا بھی یقین نہیں کہ فی الواقع

میں اصلی سید ہوں اور ابتداسے اسوقت تک کوئی تغیر نہیں ہوا کیونکہ نسب ایک ظنی شے ہے لیکن ہاں اس میں شک نہیں کہ غلامان سادات سے ضرور منتسب ہوں بہ ایں بعد زمانہ و تذبذب نسب جبکہ ہمارے قلب کی یہ کیفیت ہے کہ ادھر عمر کا نام سنا اور ادھر جگر غصہ سے کانپنے لگا تو کیا حسنینؑ و جناب زینبؑ و حضرت امیرؑ کو جو کہ اصلی زخم خوردہ و درد رسیدہ تھے عمر سے کوئی خاص عناد نہو گا جمیع بین الصحیحین میں ہے کہ جب حضرت امیر علیہ السلام سے لوگوں نے بجرم عدم بیعت ابی بکر روئے توجہ پھرالی اور عزو احترام میں کمی کرنے لگے تو آپ نے ابوبکر سے کہلا بھیجا کہ تم تنہائی میں مجھ سے ملاقات کرو مگر عمر کو ساتھ نہ لانا ممانعت کی وجہ یہ تھی کہ جناب امیر عمر کی صورت دیکھنا مکروہ سمجھتے تھے گو کہ سیدہ پر تمام جفائیں عہد ابوبکر میں ہوئیں مگر چونکہ مدار المہام ریاست عمر صاحب تھے اور وہ ہی آگ اور لکڑیاں لیکر در دولت سیدہ پر گئے تھے جو کچھ ہوا وہ سب انھیں کے کہنے سننے کا نتیجہ تھا لہذا زیادہ تر مغضوب اہلبیت کے نزدیک حضرت عمر ہی تھے ہم شیعہ لوگ بھی تمام معاندین خاندان نبوت میں جیسی خونی نگاہوں سے ان کو دیکھتے ہیں کسیکو نہیں دیکھتے چونکہ اصل بنا مقدمہ محبت اور اتحاد ہے اور وہ ایسی ڈھیلی اور کمزور جسکا پایان نہیں اندریں صورت مدعیان اپنے دعوے میں کیونکر صحیح القول مانے جا سکتے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ عدالت نہایت غور و انصاف سے مقدمہ کی تجویز میں دماغی قوت سے کام لے گی (یہ تمام تقریر سنکر عدالت وکیل مدعیان سے آپ اس موقع پر کچھ کہہ سکتے ہیں (علامہ معاویہ وکیل مدعیان) سوائے معاملہ سقط محسن اور تمام باتیں ہماری کتابوں میں بہ تفصیل و تشریح درج ہیں گو کہ ملل و نحل میں بروایت نظام اسقاط محسن کا حال لکھا ہے نیز صاحب حبیب السیر نے بھی سیدہ کا سبب وفات اسی صدمہ کو بیان کیا ہے سوائے ازایں اور کتابوں میں بھی اسکا کچھ ذکر ہوا ہے لیکن میں اس کے تسلیم کرنے میں بچند وجوہ متامل ہوں البتہ اسکو ضرور تسلیم کرتا ہوں کہ حضرت عمر بے شبہہ آگ لے کر گئے اور مقدمہ مذکور میں سیدہ نے شیخین سے ترک کلام کر کے تاحیات گفتگو

نہ کی اور جنازہ پر آنے کی روا دار نہو ہیں لیکن جنگ و پرخاش کا نتیجہ کبھی صلح بھی ہو جاتا ہے دو دشمنوں میں گاہ گاہ آشتی بھی دیکھی گئی ہے سیدہ کی وفات سنہ ۱۱ھ میں ہوئی اور نکاح سنہ ۱۲ھ میں ممکن ہے کہ اس بڑی مدت میں حضرت امیر کو جناب عمر نے اپنے حسن کردار سے رضامند کر لیا ہو اور وہ کدورت جو کہ سیدہ کے زمانہ حیات تک تھی برطرف ہو کر منجر بہ محبت ہو گئی ہو اور بحالت موافقت حضرت امیرؑ نے نکاح کر دیا ہو اس میں بظاہر کچھ بھی استبعاد نہیں معلوم ہوتا (عدالت نثار پنجتن سے) وکیل مدعیان کو عداوت کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں اور نہ وہ کر سکتے ہیں کیونکہ اس کے شواہد و موئید کتب مدعیان میں بیش از بیش ہیں۔ عدالت کی رائے میں وکیل کا یہ کہنا کہ بعد وفات سیدہ عمر صاحب نے علی کے دل میں گھر کر لیا ہوگا۔ کچھ وقیع معلوم نہیں ہوتا مگر بطور اتمام حجت آپ دکھلا سکتے ہیں کہ پس از وفات فاطمہ بھی علی و عمر میں وہی کھینچ تان رہی (بید نثار پنجتن) میں بفضلہ اس کے ثابت کرنے پر نہایت مضبوطی سے تیار ہوں بخاری و مسلم میں لکھا ہے کہ حضرت امیر اور حضرت عباس نے یہ مقدمہ بحث فدک عمر سے فرمایا کہ عہد ابوبکر میں تم دونوں یہ مقدمہ لے کر آئے تھے جب اس نے تمہارے خلاف مراد فیصلہ صادر کیا تو آپ صاحبوں نے اسکو کاذب و غادر و خائن و آثم سمجھا اور مجکو بھی ویسا ہی جانتے ہو سجاد حسین بارہوی نے رسالہ سجادیہ میں اس بحث کو نہایت وضاحت سے لکھ کر شیخین کا منافق ہونا ثابت کیا ہے اور بعض روساء امروہہ نے بذریعہ رسالہ حمایت الایمان مشتہر کیا کہ اگر اہل سنت بر دِ مضامین رسالہ موصوف حضرت ابوبکر و عمر کا با ایمان مرنا ثابت کر دیں گے تو انکو ایک لاکھ روپیہ انعام دیا جائے گا چونکہ اہل سنت اپنے پیشوایان دین کا ایمان صحیح پر مرنا ثابت کرنے سے قاصر و معطل ہیں لہذا کسی سے اسکا جواب ممکن نہوا حضرت امیرؑ جیسا کہ ابتداء سے شیخین کو برا جانتے تھے ویسا ہی آخر تک جانتے رہے مدعی صاحبان بیان طراز ہیں کہ اگر حضرت علیؑ جناب عمر کو لائق اور دیندار نجانتے تھے تو کبھی اپنی لڑکی کا عقد

خلیفہ دوم سے نہ کرتے جن چار لفظوں متذکرہ سے عمر متصف سمجھی گئی ہیں اُن سے بالاتر
کوئی بُرائی ممکن نہیں اندریں حالت کیونکر قیاس ہوسکتا ہے کہ حضرت علی ایک جھوٹے دغاباز اور
بے ایمان کو خوشدلی سے بیٹی دیویں دنیا کا کوئی جاہل بھی اسکو باور نہیں کرسکتا اگر عمر
صاحب سے یہ رشتہ ہوا ہوتا تو وہ ضرور بقدر امکان حضرت امیرؑ کی فائدہ رسانی میں کوشش
کرتے ۔ کم ازکم اتنا تو ضرور ہوتا کہ اپنے بعد اُن کو ملک اسلام کا مالک کر جاتے ۔ مگر واقعات
پر نگاہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو جناب امیر سے بحدے عداوت تھی کہ حیلہ
پیدا کرکے اُن کے قتل کی تدابیر کرتے رہتے تھے اور ایسے عنوان قایم فرماتے تھے کہ علی
تک بوئے خلافت نہ پہنچ سکے ایک ایسا واقعہ جوکہ اُن کے زمانۂ وفات کا ہے پیش کرتا
ہوں اس کے معاینہ سے عدالت پر واضح ہوجائے گا کہ عمر صاحب کو حضرت علی سے
شدید عداوت تھی اور وہ مدام اُن کی مدافعت کے وسائل و ذرایع ڈھونڈتے رہتے تھے
اُن کا دلی منشا یہ تھا کہ خاندان نبوی بالکل برباد ہوجائے حکیم جلیل قریشی حنفی المذہب
ساکن گلاوٹھی ضلع بلندشہر نے ایک رسالہ مسمیٰ بہ نظام عثمانی لکھا ہے رسالۂ مذکور میں وہ تمام
واقعات درج کئے ہیں جو کہ خلیفہ ثالث کے عہد حکومت میں وقوع پذیر ہوئے تھے
صفحہ (۳۹) پر لکھتے ہیں (کہ حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت چھ آدمی ۔ عثمان وعلی و
طلحہ وزبیر وسعد وقاص وعبدالرحمان ابن عوف سے کہا کہ بعد ہمارے مرنے کے تم سب
ایک جگہ جمع ہوکر درباب خلافت باخود ہا مشورہ کرکے کسی ایک کو تخت حکومت پر بٹھادینا
بعدازاں صفحہ مذکور کی سطر ۲۲ پر لکھا ہے، عمر نے پچاس آدمی ہتھیار بند اس واسطے تعینات
کئے کہ اگر اہل مشورہ سے پانچ آدمی ایک طرف ہوں اور ایک اکیلا ایکطرف ہو تو اسکو
فوراً گردن مار دو اور اگر چار کی دو مخالفت کریں تب بھی تلوار سے کام لو اور اگر دو جانب
پلہ مساوی ہو تو جس جانب عبدالرحمان ابن عوف ہو اُسکو ترجیح دو ۔ حضرت عمر نے
غایت بیدار مغزی و دور اندیشی سے یہ ایسی قوی تجویز کی تھی کہ اگر علی مخالفت کریں

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ

تو قتل ہو جائیں اور اگر نیچی گردن کئے بیٹھے رہیں تو جسکو عبد الرحمان صاحب جبہ خلافت حوالہ کریں اُس کے مطیع ہیں میں انشاء اللہ اہل سنت ہی کے بیان سے ثابت کردونگا کہ بے شبہہ حضرت عمر کا منشاء سوائے قتل علی یا محرومی از خلافت اس کمیٹی کے قایم کرنے سے اور کچھ نہ تھا۔ حافظ عبد الرحمان صاحب متوطن ملک پنجاب نے حضرت امیر کی سوانح عمری لکھکر (الفقہ المرتضیٰ) نام رکھا ہے اور مطبع روز امرتسر سے چھپوا کر اُسکو شایع کیا ہے لائف مذکور کے صفحہ (۶۴ و ۶۵) پر لکھا ہے کہ جو انتظام حضرت عمر نے کیا تھا اسکو سنکر حضرت امیر نے اپنے چچا عباس سے کہا کہ عمو صاحب اس دفعہ بھی خلافت ہم سے گئی عمر نے ایسے ممبر انتخاب کئے ہیں جو مجکو محروم کرکے دوسرے کو بہرہ یاب کریں گے کیونکہ سعد وقاص عبد الرحمان کا چچا زاد بھائی ہے وہ باہم مختلف الرائے نہوں گے اور عبد الرحمن عثمان کا خسر ہے یہ دونوں بھی مسئلہ کبھی کو نہ چھوڑیں گے جب کہ حسب مظنہ مرتضوی عبد الرحمان نے حضرت عثمان کو خلیفہ کیا تو حضرت امیر نے فرمایا یہ پہلا دن مجھ پر ظلم کا نہیں ہے اور آیہ (فصبر جمیل و اللہ المستعان علی ما تصفون) پڑھکر اُٹھ کھڑے ہوئے

مولف

میں حضرت علیؑ کا وہ جرم بھی دکھلائے دیتا ہوں جس وجہ سے پریذیڈنٹ صاحب نے اُنکو ناقابل خلافت سمجھا۔ عبد الرحمان تو ایک چالاک آدمی تھا اُس نے اپنے دل میں سوچا ہوگا کہ اس موقع پر وہ چال چلو کہ علی کو خلافت بھی نہ ملے اور مجھ پر بہ نظر عوام کوئی اعتراض بھی قایم نہو سکے چنانچہ اُسنے ایسا ہی کیا اول حضرت علی سے متوجہ ہوکر کہا کہ خلافت کے لئے آپ سے بہتر کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ خدا و رسول کے حکم کے ساتھ ان سیرتوں کی پابندی بھی اختیار کریں جنکو شیخین نے اپنی اپنی خلافت میں جاری کیا تھا تو بسم اللہ قبائے خلافت موجود ہے زیب بدن فرمائیے۔ پریزیڈنٹ صاحب جانتے تھے کہ بجز حکم خدا و رسول علی اور کسیکا اتباع نہ کریں گے اور وہ ہی انکار عدم

اتباع اُن کی محرومی کا سبب ہو جائے گا بالآخر یہ ہی ہوا جس وقت عبدالرحمان نے
سیرت شیخین کا نام لیا آپ نے صاف انکار کر دیا اب کیا تھا خلیفہ عمر کا ولی مدعا
پورا ہوا عثمان سے پوچھا کہ آپ ابوبکر و عمر کے قوانین کی پابندی کریں گے اُنھوں
نے فرمایا کہ سر اور آنکھوں سے عثمان صاحب کا یہ کہنا تھا کہ عبدالرحمان صاحب نے فوراً
خزانہ کی کنجیاں اُن کے حوالہ کر دیں یہ موقع غور طلب ہے معاذ اللہ اگر عمر داماد علیؓ
تھے تو چونکہ داماد بجائے فرزند سمجھا گیا ہے لہٰذا اُنپر واجب ہوتا ہے کہ باپ کا ہر
طرح احترام کرے نہ یہ کہ اُس کے قتل کرانے کی تدابیر پیدا کرے نہ یہ کہ اپنے ایسے باپ کو
جس کے تقرب کو ذریعہ مفاد آخرت سمجھے ایک معمولی آدمی (عبدالرحمان) کے مقابلہ
میں نیچے منبر کی کرسی پر بٹھا دیوے اگر علی مرتضیٰ اختلاف کرتے تو ضرور اسی جگہ قتل
کئے جاتے ایسی نابکار اور ناہنجار اولاد سے جو کہ باپ کی تحقیر کرے یا کہ اُس کے قتل ہو جانے
کے ذرائع سوچے آدمی اوت بھلا بس میں عدالت کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت امیر و عمر
وغیرہ میں ہرگز صفائی نہ تھی جبکہ بقول عمر حضرت امیر ابوبکر و عمر دونوں کو کاذب رلی ایمان
جانتے تھے تو صفائی یک دلی و یک جہتی کیونکر ہو سکتی ہے وکیل صاحب کے بیان پر
مجکو سخت تعجب آتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ بے شبہہ فاطمہ تو عمر وغیرہ سے آزردہ گئیں مگر
ممکن ہے کہ اُن کی وفات کے بعد عمر نے اپنے حسن کردار سے علی کے غبار طبیعت کو
دھو دیا ہو ہائے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ علی فاطمہ علیہ السلام کے اذیت رساں سے محبت
ودوستی پیدا کر لیتے جناب سیدہ کوئی معمولی عورت نہ تھیں وہ سید الابرار کی پارۂ جگر
تھیں جس سے وہ ناخوش ہوں سمجھ لینا چاہئے کہ اُسپر عذاب خدا نازل ہوا جناب سیدہ
ابوبکر و عمر کے ہاتھ سے روحانی صدمہ اُٹھا کر جان دیں اور علی ٹوٹی ہوئی طناب محبت
کو کھینچ کھانچ کر مضبوط کریں لا واللہ یہ کسی طرح ممکن نہ تھا عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اہل
سسرال کی خاک کو لوگ توتیائے چشم بنا لیتے ہیں اور بقدر امکان اُن کی

فائدہ رسانی میں کوشش کرتے ہیں اگر علی و عمر میں یہ پیارا رشتہ ہو گیا تھا تو حسب رواج زمانہ حضرت عمر ضرور اپنی بی بی کے میکہ والوں کی عزت افزائی کرتے اپنے عہد خلافت میں اُنکو بڑے بڑے عہدے دیتے۔ امیر معاویہ اُن کے وقت میں شام کے گورنر تھے اور حسنینؑ جو کہ بقول مدعیان اُن کے سگے سالے تھے اور ہر طرح کی لیاقت میں فرد روزگار وہ کسی سررشتہ میں مددمحرر بھی نہ بنائے گئے اس موقع پر میں حضرت عثمان کی تعریف کرتا ہوں کہ اُنھوں نے مروان کو جو کہ مطرود رسول تھا محض سالہ ہونے کی وجہ سے ریاست اسلام کا مالک کر دیا رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے حسب تسلیم علمائے مدعیان تحی مرتضوی فرمایا ہے) اقضاکم علی (یعنی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں افسوس ہے کہ پیاس مراتب حضرت عمر نے جناب امیر کو مدینہ کا جج بھی نہ بنایا المرتضیٰ مذکرہ بالا کے صفحہ (۳۰۶) سطر ۴ پر لکھا ہے) حضرت علی عمر کی خلافت دہ سالہ میں مثل زمانہ خلافت اول گوشہ نشین رہے۔ نہایت تعجب ہے کہ علی عمر کو اعلیٰ و الیق سمجھ کر بیٹی دیں اور خود بصد افسردگی و انقباض طبیعت ایک کونہ میں بیٹھنا گوارا فرمائیں۔ اکثر مشاہدہ میں آیا ہے کہ جن خاندانوں میں محبت و اتحاد ہوتا ہے اُسکا اثر نسل در نسل متحد خاندانوں کی اولاد میں ضرور رہتا ہے یہ ہی حال عداوت کا ہی اب دیکھنا چاہیے کہ حضرت عمر کی اولاد کا حضرت امیر کے ساتھ کیسا برتاؤ تھا دنیا بھر کے مسلمان متفق ہیں کہ حضرت عمر کے بڑے صاحبزادے جناب عبداللہ نے حضرت علی کے دست حق پرست پر بیعت نہیں کی مدام کشیدہ خاطر رہے اور حضرت دوم کے چھوٹے صاحبزادے جنکا نام عبید اللہ تھا امیر معاویہ کے لشکر سے بر آمد ہو کر علی کی سپاہ سے گرم پیکار ہوئے اور بالآخر قتل ہو گئے اگر علی و عمر میں ایسا نازک رشتہ ہو گیا تھا تو نہایت حیرت ہے کہ عمر کے بچوں نے اپنے نانا سے کیوں مخالفت کی یہ اثر اُسی پچھلی رنجش و عداوت کا تھا جو کہ علی و عمر میں واقع ہو چکی تھی ورنہ کہنا پڑے گا کہ وہ دونوں

ناخلف اور بد باطن تھے کہ اپنے باپ کے دوست سے راہ اختلاف جنیا کی وکیل کو مذہبی تاریخ
پر اطلاع نہیں حضرت علی وثلاثہ کی ایسی کھلی ہوئی عداوت تھی کہ چھپائے سے نہیں چھپ
سکتی۔ حضرت عائشہ صدیقہ و امیر معاویہ و دیگر اہل عرب قطعی طور پر حضرت امیر کو قاتل
عثمان جانتے تھے انکو یقین کامل تھا کہ مصریوں نے بہ ایمائے علی خلیفہ ثالث کو قتل کیا ہے
اگر ان میں دوستانہ تعلقات تھے تو ام المومنین (عائشہ) و خال المومنین (معاویہ) کو
ایسا خیال کرنے کی کیوں گنجایش ملی۔ کیا دوستوں میں سے کوئی کسی ایک دوست کا قاتل
کہہ سکتا ہے پس میں نہایت اطمینان سے عرض کرتا ہوں کہ خلفا اہل سنت و خاندان نبوت
میں سخت عداوت تھی ابتدائے مخاصمت سے کبھی گھٹی نہیں دمبدم ترقی ہی ہوتی رہی
تمام مقدمہ میں یہ ہی معاملہ اتحاد اہم اور مقدمہ کا اصل اصول تھا اسکو بایں دلایل واضحہ
بیان کیا گیا کہ جس کے ابطال پر کسیکو قدرت نہوگی بعد ازیں میں اس ثبوت کی وقعت بھی
دکھلاتا ہوں جو کہ منجانب مدعیان پیش ہوا ہے تمام راویان اہل سنت کا بیان ہے
کہ ام کلثوم دختر علی سے ۱۷ھ میں حضرت عمر نے عقد کیا جبکہ وہ لڑکی پانچ یا انتہا چھہ برس
کی تھی اور ۲۳ھ میں خلیفہ دوم کا انتقال ہوگیا بہ این حساب عمر کے زمانہ وفات پر اس
لڑکی کی عمر ۹ برس کی ہوتی ہے اتنی عمر والی عورت سے عموماً ہم بستری بھی نہیں ہوسکتی چہ جا
کہ دو اولاد بھی اس سے پیدا ہو جاییں پس بحکم عقل و عادات نسوانی یہ نکاح ناممکن و محال
قرار پایا دختر علی کی چونکہ اسوقت پندرہ سولہ برس کی عمر تھی اور دختر ابوبکر کی پانچ چھہ سال
کی لہذا یہ دہی ابوبکر کی لڑکی تھی جس کی تائید روایات پیش کردہ وکیل مدعیان سے بخوبی
شکل میں موجود ہے اسموقع پر ایک وہم عارض طبایع ہوتا ہے اور یہ کہ عمر نے چھ برس کی
لڑکی سے کیوں عقد کیا لہذا بطور دفع دخل عرض کرتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ نے
عمر پنجاہ سالگی میں حضرت عائشہ سے عقد کیا تھا جبکہ ان کی عمر بھی صرف چھ سال کی تھی تین
برس بعد عمر نہ سالگی میں آنحضرت نے ام المومنین سے ہم بستری کی اسواسطے فقہانے نظر

بحالات عایشہ کرکے یہ حد قایم کردی کہ نو برس تک کی عورت قابل مباشرت ہوسکتی تھی میرے نزدیک تمام ممالک دنیا میں سوائے عایشہ صاحبہ کے کوئی عورت ایسی چھوٹی عمر میں بالغ نہیں ہوئی شاید حضرت ابوبکر کے نطفہ میں یہ اثر ہو کہ انکی لڑکیاں بخلاف معمول زمانہ جلد قابل کار ہوجاتی ہوں۔ غالباً حضرت عمر نے سمجھا ہوگا کہ اسوقت نکاح کرکے گھر میں رکھ لو تین برس بعد مثل اپنی بہن کے یہ بھی تیار ہوجائیگی مگر افسوس ہے کہ وہ لڑکی حد بلوغ پر نہ پہنچنے پائی تھی کہ عمر صاحب وفات پاگئے۔ میں یہ بھی عدالت پر ظاہر کئے دیتا ہوں کہ سنہ ۲۰ میں جبکہ عمر کا خطبہ کیا جانا راویان مدعیان نے بیان کیا حضرت ام کلثومؑ کی شادی ہوچکی تھی سنہ مذکور میں بروے حساب صاحبزادی کی عمر پندرہ یا سولہ برس کی قرار پاچکی ہے اور اس زمانہ میں عموماً ہر ملک کی لڑکیاں حد و رشد و بلوغ سے گذر جاتی ہیں شریعت کا حکم ہے کہ بالغ ہوتے ہی لڑکیوں کی شادی کردیجائے بلکہ افضل یہ ہے کہ پہلا معمولی خون شوہر کے گھر آئے چنانچہ بانی شریعت نے اپنی صاحبزادی کا عقد بفور رشد حضرت امیرؑ سے کردیا اٹھارہ برس کی عمر میں معصومہ نے وفات پائی چنانچہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے بھی امہات الامہ میں بعمر ہجدہ سالگی سیدہ کا وفات پاجانا تحریر فرمایا ہے اس مدت میں معظمہ کے چھ اولادیں بھی ہوئیں۔ پس کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ جو خاندان مروج شریعت ہوکر خود پابند احکام شرع ہوا اور دوسروںکو متابعت شریعت کا حکم دے وہ اپنی بیٹی کو اتنے زمانہ تک بلا نکاح گھر میں بٹھائے رکھے عدالت کو یقین فرمانا چاہئے کہ ام کلثوم دختر حضرت امیر اُسوقت ناکتخدا ہی نہ تھی علاوہ ازین بیان مدعیان یہ ہے کہ ام کلثوم نے بعہد معاویہ عمر کے گھر وفات پائی حالانکہ باتفاق علمائے سنی وشیعہ ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت ام کلثوم معرکہ کربلا میں موجود تھیں اُن کے خطبہ نقل ہوئے ہیں اگر وہ روایات صحیح مانی جائیں تو سارا قصہ ہی غلط ہوا جاتا ہے بات صرف اتنی ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر کے نام کا دھوکہ کھاکر راویان مدعیان نے بغرض اثبات اتحاد یہ طوفان بے تمیزی برپا کردیا یہی وجہ ہے کہ ہمارے علمار کو اس

اس نکاح سے انکار رہا ہے جس کی مفصل حالات مثل میں موجود ہیں مدعیان شیعہ لوگوں کو ندامت دینے کے لیئے مذاقیہ کہا کرتے تھے کہ علیؓ نے عمرؓ کو بیٹی دیکر اپنا داماد بنایا اگر فی الواقع ایسا ہوا بھی ہو تو ہمکو اس سے کیا حجاب ہو سکتا ہے اور حضرت علیؓ کی اس میں کیا منقصت ہی حضرت عمر باسباب ظاہر مسلمان بلکہ سلطان اہل اسلام تھے عرب کے نامور بادشاہوں میں اُنکا شمار رہا ہے شوکت و ثروت بھی کچھ انکو حاصل تھی اگر علی نے بفرض حسب بیان مدعیان نکاح کردیا تھا تو کیا توہین اہلبیت ہوئی ۔ ہاں اگر کسی مشرک و مرتد ظاہری سے حضرت امیر نکاح کردیتے تو البتہ قابل ایراد تھا شیعہ لوگوں سے آج تک کوئی عالم اُن کے شرک جلی و ارتداد ظاہری کا قائل نہیں ہوا البتہ منافق ہونے پر سبکو بلا اختلاف اتفاق ہے صدر اسلام میں بین مومنین و منافقین ایک ساتھ کھانا پینا اُٹھنا ۔ بیٹھنا ۔ بیاہ شادی سب کچھ مرسوم تھا جو عمل کہ خالص مومنین کرتے تھے وہی منافقین بھی بجالاتے تھے نفاق و ایمان ہر دو صفات مخفیات میں داخل ہیں قرائن سے اہل نظر مومن و منافق میں امتیاز کر لیا کرتے تھے مابین مدعیان و مابندگان عقد ام کلثوم مابہ النزاع نہیں بلکہ ثلاثہ کا ایمان ہے ہماری حجت یہ ہے کہ اگر عمرؓ نے بزور سلطنت حضرت امیر کو مجبور کر کے معاذ اللہ ان کی بیٹی سے عقد بھی کر لیا ہو تو اس سے اُسکے اسلام کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ہاں اگر مدعیان خلفا و اہلبیت نبوی کا اتحاد ثابت کردیتے تو بلا نکاح بھی ہم حضرت عمرؓ کو اپنا پیشوا مان لیتے سو وہ کسی طرح ثابت نہیں بلکہ انتہا کی مخالفت پائی جاتی ہے چونکہ عدالت کی تمام مثل پر نظر ہے لہذا اپنی گفتگو ختم کر کے بادب ملتجی ہوں کہ واقعہ عقد کے تمام اطراف و جوانب پر نظر فرماکر فیصلہ صادر فرمایا جائے ۔

رائے عدالت

آج مقدمہ پیش ہوکر اول سے آخر تک مثل ملاحظہ سے گذری عدالت نے عرضی دعوے و بیان تحریری پر غائر نظر کر کے ۱۹ تنقیحات نہایت اہم و ضروری متعلق مقدمہ برآمد کر کے وکلاء فریقین کو ہر تنقیح پر بحث و مباحثہ کرنیکا موقع دیا ہر دو فریق کا ثبوت تحریری و تقریری دیکھا اور سُنکر اسی موقع پر اپنی

رائے ظاہر کردی اسمقدمہ میں جسقدر تنقیحات ہیں اسی قدر فیصلے ہیں ایک تنقیح میں بھی وکیل مدعا علیہم کو کامیابی نہیں ہوئی جس عنوان پر دعوے دائر کیا گیا تھا اُسکو وکیل مدعیان پورا نہ کرسکا اگر ہم اُن تمام باتوں کو جنپر خوب خوب بحث ہوچکی ہے دوبارہ زبان قلم پر لائیں تو فضول طوالت ہوگی۔ بسید نثار پنجتن وکیل مدعا علیہم نے نہایت صاف اور واضح ایسی شائستہ تقریر کی جس کے ہر ہر لفظ سے ہمکو اتفاق ہے مدعیان مستدعی ہوئے ہیں کہ بربنا محبت و مودت اہلبیت و عقد ام کلثوم خلیفہ عمر کو سارٹیفکیٹ ایمانداری دیا جائے تاکہ آیندہ مدعا علیہم خلیفہ عمر پر الزام وارد کرنے اور زیر مطاعن بنانے سے باز رہیں جہانتک غور کیا گیا عدالت پر مثل آفتاب روشن ہوگیا کہ خلفاء ثلثہ و خصوص حضرت عمر و اہلبیت نبوی میں اسدرجہ خصومت و بے لطفی تھی جسکا پایان نہیں اس باہمی عداوت کا بالآخر یہ نتیجہ ہوا کہ خاندان نبوت بالکل تباہ و برباد ہوگیا صرف تباہ ہی نہوا بلکہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کی نگاہ سے اُس کا اقتدار جاتا رہا ہمارے روبرو صدہا مقدمات عقد بعنوان مختلفہ پیش ہوئے مگر جناب کوئی مقدمہ مثل اسکے درج رجسٹر نہیں ہوا دولہ کہتا ہے کہ میں محض نامرد ہوں۔ کبر سنی و ضعف پیری سے نسوانی خواہش بالکل نہیں رہی صرف اسوجہ سے نکاح کرتا ہوں کہ نبی کے رشتہ داروں میں میرا چہرہ لکھا جائے جو کہ آخرت میں سبب مغفرت ہو۔ مخطوبہ کا باپ کہ رہا ہے کہ وہ لڑکی صغیر سن ہے اور میں نے پہلے سے اسکو اپنے خاندان میں منسوب کر رکھا ہے۔ لڑکی کو جب خبر اس خواہش کی پہنچی ہے وہ منہ لپیٹ کر پڑ رہتی ہے اپنے سرپرستوں سے کہتی ہے کہ اگر مجھکو اس بڈھے سے بیاہا گیا اورتو میرا کچھ بس نہیں روضہ رسول پر جاکر فریاد کرونگی دولہ میاں کے لوگ کان بھر رہے ہیں کہ لڑکی کا باپ عذر لاطائل کر رہا ہے دراصل وہ آپکے ساتھ شادی کرنا ہی نہیں چاہتا یہ بزور حکومت پیغام دیتے ہیں کہ سیدھی انگلیوں سے میرے خواہش کو پورا کردو ورنہ یاد رکھنا ایسا پچھتاؤگے کہ پھر افسوس کرنے سے بھی کوئی فائدہ نہوگا تمہاری معیشت کے سامان میں خرابی ڈالکر تنگ روزی کردونگا یہیں تک اپنے غصہ سے کام نہ لونگا بلکہ دو گواہ قایم کرکے چوری کے مقدمہ میں تمکو پھانس لونگا ہاتھ کو جڑ سے اوڑا دونگا۔ اگر میری مخطوبہ فی الواقع کم عمر ہے تو میرے پاس بھیجدو تاکہ معائنہ کرکے

خود جانچ کروں آخر کار لڑکی کا وہ باپ جو کہ شریف ترین عرب ہے اپنی بیٹی کو جو کہ نبی کی سگی نواسی ہے قبل از نکاح اُس کے چاہنے والے کے پاس بھیجکر کہتا ہی کہ میں یہ تعمیل ارشاد پیش کرتا ہوں بشرط پسند آپ کا مال ہے جب وہ بے نکاحی لڑکی جاتی ہے تو بوڑھا نوشہ چھاج سی ڈاڑھی لٹکا کر اس نادان سے مجنونانہ طور پر حرکات کرتا ہے کبھی اسکو تیز نگاہ سے گھورتا ہی۔ گاہی منہ چومتا ہی سینہ سے پپٹاتا ہے۔ کبھی اُسکا پائینچا اُٹھا کر ران پیلاتا ہی وہ لڑکی یہ واہی ترنا و دیکھ کر مارنیکو ہاتھ اُٹھاتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر تو مومنوں کا امیر و سلطان نہوتا تو ان حرکات کے بدلے میں تیرا مُنہ نوچ لیتی اور آنکھ پھوڑ دالتی ہمکو سخت حیرانی ہے کہ علیؑ ایسے شخص نے کیونکر اس بے حمیتی کو گوارا کر لیا کہ کنواری لڑکی کو بغرض پسند و غیر پسند خواستگار نکاح کے پاس بھیجدیا سوائے اس نکاح کے آج تک ہمارے کان سے کوئی ایسا واقعہ نہیں گذرا یہ نکاح سب باتوں میں بے مثال اور اپنی نظیر خود ہی ہے۔ کنچن لوگ بھی ایسی بیحیائی کو باوصف پیشہ ور ہونے کے ہرگز گوارا نہیں کر سکتے حسن و حسین دو بھائی جوان اسین موجود ہیں اور اُن کی بہن کے ساتھ ایسی ناروا کارروائی ہورہی ہے وہ لڑکی جب باپ کے پاس جاتی ہے تو شکایت کرتی ہے کہ اے بابا آپنے کس بڈھے خبیث کے پاس مجکو بھیجدیا تھا اُس نے تو میرے ساتھ ایسا کیا غیرت مند باپ جواب دیتا ہے کہ اے بیٹی اُسکی دست درازی کا شکوہ کرنا تجکو لازم نہیں وہ بوڑھا آدمی جسکے پاس میں نے تجکو بھیجا تھا تیرا شوہر ہے یہ تپے کی بات سن کر وہ چپ ہو رہتی ہی عدالت کو خلیفہ عمر کی ایسی ناشائستہ حرکات پر سخت تعجب بلکہ نہایت افسوس ہوتا ہے کہ ایسا نامی سلطان اسلام جو کہ تدابیر سلطنت میں ایک خاص شخص بیان کیا جاتا ہی ایسی ناہنجار باتوں کا مرتکب ہو جسکو ایک بازاری آدمی بھی ناپسند کرتا ہے۔ معائنہ مثل سے واضح ہورہا ہے کہ خلیفہ عمر کی تین زوجہ اتفاقات وقت سے مسمیٰ بہ ام کلثوم تھیں اول ام کلثوم بنت جرول خزاعی مادر زید چند کتب مدعیان مثل تاریخ کامل ابن اثیر و تاریخ طبری و تفسیر کبیر فخر الدین رازی و مدار الرجال شیخ عبد الحق محدث دہلوی و ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ اس کی شہادت دے رہے ہیں دوم اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط اسکا پتہ تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ہشتم صفحہ (۱۹۱) و بخاری شریف مطبوعہ منشی نولکشور جلد ۳ صفحہ (۳۴۹)

سے ملسکتا ہے سوم ام کلثوم مادر عاصم مندرجہ تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ (۲۵۱) مطبوعہ مصر چہارم ام کلثوم دختر
ابوبکر چونکہ ام کلثوم دختر ابوبکر بوجہ سوتیلی یا حقیقی ماں ہونے کے اسما بنت عمیس کے ساتھ حضرت امیر کے
گھر پرورش پاتی تھی جس کے پیغام وسوال عقد کا ذکر شل ہی بوضاحت موجود ہی حضرت امیر نے اسی کے
باب میں بعذر صغرسنی ردّ پیغام کیا تھا راویان مدعیان نے بہ امید اثبات فضیلت عمر حضرت امیر کی
اصلی بیٹی سے جوکہ اسوقت بالغہ وراشدہ بلکہ شوہردار بھی اس قصہ کو گانٹھ و یا اصل بانی اس افترا کا زبیر
ابن بکار ہے جوکہ اشد ترین دشمن خاندان نبوت تھا اُس کے بعد ہر شخص نے کچھ نہ کچھ اضافہ کر کے اولاد
مراد سب کچھ دکھلادی چنانچہ مدعا علیہم کے ایک بڑے ذیعزت عالم شیخ مفید نے جو کہ قریب العہد ائمہ ہیں کتاب
ارشاد میں لکھا ہے کہ جو روایت متعلق بعقد وارد ہوئی ہے وہ زبیر ابن بکار کے دماغ سے نکلی ہی جو کہ
غیر معتمد اور مخالف خاندان نبوت تھا اصلیت تو صرف اتنی ہے کہ ابی محمد حسن بن یحییٰ نے اپنی کتاب میں
اسکو ابن بکار سے نقل کیا چونکہ وہ بزرگ سادات علوی سے تھے لوگوں نے بہ ایں خیال کہ جب ایک
شخص سید نقل کرتا ہی تو ضرور یہ عقد معرض وقوع میں آیا ہوگا۔ لہذا ہر شخص نے طبع آزمائی شروع
کردی اور یہ نہ دیکھا کہ اس سید علوی النسب نے زبیر ابن بکار کا قول نقل کیا ہے اسکی صحت پر اپنی جانب سے
کچھ اضافہ نہیں کیا تا اینکہ اسمعاملہ میں یہانتک ترقی ہوئی کہ طرفداران خلیفہ عمر کا مستقل مذہب اس عقد
کی صحت پر قایم ہوگیا وہ لوگ تو ہمیشہ سے اثبات کے درپے رہتے تھے کہ کسی وجہ سے خلیفہ کا با ایمان
مرنا ثابت ہوجائے یہ روایت اُنکے ہاتھ میں ایک قوی حجت آگئی چونکہ اصل معاملہ صحیح نہ تھا لہذا اس کے
ثابت کرنیمیں وہ وہ باتیں تراشی گئیں جنسے حقیقت حال کھلگئی اور واقعہ کا طبع زاد و غیر اصلی ہونا ظاہر ہوگیا
جو باتیں کہ راویان مدعیان نے عقد کے متعلق لکھی ہیں وہ کسی طرح ذہن نشین نہیں ہوسکتیں ہم نے
آجتک نہیں سنا کہ کوئی لڑکی پانچ چھ برس کی عمر میں ایک بوڑھے سے جو کہ بقول خود نامرد بھی ہو
دو اولاد جن سکے جسقدر ثبوت میں منجانب وکیل مدعیان پیش ہوا وہ سب صغیر سنی کا مثبت ہی اسی اعتبار
سے حیدر علی وغیرہ علمائے مدعیان بہت زور سے کہہ رہے ہیں کہ مولا علی نے اس صغیرہ کو قبل از نکاح
اسی جہت سے عمر کے پاس بھیجدیا تھا کہ (بوجہ صغرسنی بحد شہوت نہ رسیدہ بود) اس مقدمہ میں جس قدر

روایات عدالت کے سامنے پیش ہوئیں سب ایک دوسرے سے مختلف ایک راوی کہتا ہے کہ اُس
صغیرہ سے دو بچے پیدا ہوئے اور مادر و پسر بعہد معاویہ بوقت واحد وفات پا گئے علمائے شیعہ عموماً اور
بعض مورخین اہل سنت لکھ رہے ہیں کہ ام کلثوم کربلا سے قید ہو کر شام میں گئیں اور وہاں دربار یزید میں
اُنھوں نے گفتگو کی اگر بقول مدعیان دختر علی زمانہ معاویہ میں مرچکی تھی تو یہ شام میں کون ام کلثوم آگئی
کچھ حضرات فرماتے ہیں کہ جس یزید نے اپنی ماں کے ساتھ وفات پائی وہ کلثوم خزاعیہ کا بیٹا تھا ایک بزرگ
فرماتے ہیں کہ ام کلثوم نے صغر سنی میں عمر کے گھر قضا کی اور کوئی اولاد ان کی نہیں ہوئی کسیدکا بیان
ہے کہ بعد وفات عمر عون پسر جعفر سے عقد ثانی ہوا دوسرے محقق کہتے ہیں کہ عون بعہد عمر ایک جنگ
میں قتل ہو گئے تھے چونکہ ایک بناوٹی معاملہ ہے لہذا سب باتوں میں اختلاف ہے علی المرتضیٰ کے
اور بھی چند بیٹیاں تھیں اور سب کا نکاح بیاہ حسب دستور زمانہ ہوا ہے مگر یہ تفصیلی حالات کسی لڑکی
کے نہیں لکھے عمر و سن خطبہ و مہر و اولاد اور بعد بیوہ ہونے کے دو تین اور نکاح کوئی حالت ایسی
نہیں جو بیان کرنے سے چھوڑی ہو نہ معلوم راویان فرقہ مدعیان کو کیا ضرورت داعی ہوئی تھی
جو صرف اس لڑکی کے ہر خشک و تر حال کو قید قلم میں لائے معلوم ہوتا ہے کہ اس تفصیل سے کسی بڑے
مطلب کی تحریری منظور تھی صحاح اہل سنت پر نظر کرنے سے اور بھی اس واہی عقد کی بے اعتباری
ظاہر ہوتی ہے وہ یہ کہ مدعی اُسی باتکو قابل اعتبار جانتے ہیں جو کہ اُن کے صحاح ستہ میں درج ہو علمائے اہل سنت
نے بہ نظر احتیاط مسلم و بخاری و ترمذی و مشکوٰۃ و نسائی و موطا و ابن ماجہ وغیرہ کو از اول تا آخر دیکھا
کسی محدث نے اسکا ذکر تک نہیں کیا اگر یہ عقد واقع ہوا ہوتا تو ارباب صحاح بہ نظر اظہار فضائل
عمر ضرور اسکا ذکر کرتے تعجب ہے کہ حضرت بخاری و مسلم وغیرہ صرف بہ این غرض کہ عائشہ کی
محبت و عزت ثابت ہو وہ باتیں لکھیں جو کہ میاں بیوی میں بعالم شوق ہوا کرتی ہیں مگر ایسی عظیم واقعہ
کو جو کہ خاندان نبوت و خلفا میں بنیاد اتحاد قایم کرنیوالا ہے چھوڑ دیویں یہاں تک تو لکھدیا ہے
کہ نبی نے ام المومنین کو کاندھے پر چڑھا کر حبشیوں کا ناچ دکھایا معلوم ہوتا ہے کہ اہل صحاح سے
بعد میں لوگوں نے یہ مضمون تراشی کی ہے اس مقدمہ میں منجانب مدعیان دس گیارہ شہادتیں

پیش ہوئیں ہر گواہ مجروح دشمن اہلبیت جھوٹا فریبی دغاباز ثابت ہوا اُن میں بعض سزا دیدہ و
جیلخانہ پائے ہوئے ہیں جو کہ کسی طرح لایق اعتبار و اطمینان نہیں وکیل مدعیان نے کُتب
مدعا علیہم سے چند باتیں پیش کیں جنپر بغور نظر کرنے سے معلوم ہوا کہ علمائے شیعہ نے اس عقد سے قطعی
انکار کیا ہے بعض نے بفرض تسلیم اقرار کر کے لکھا ہے کہ اگر حضرت امیر نے بجبر عمر نارضامندی سے عقد کر دیا
تو اسمیں عمر کو کوئی دینی فائدہ نہیں مل سکتا بلکہ بیجا دباؤ ڈالنے اور بزور حکومت نکاح کرنیکا الزام عمر صاحب
پر قایم ہو سکتا ہے حدیث خرائج پیش کردہ وکیل مدعیان سے ثابت ہوا کہ امام جعفر صادقؑ نے
قطعی انکار کیا اور معتقد نکاح کو گمراہ تبلایا کتب شیعہ میں جو دو ایک روایت وارد ہوئی ہیں وہ ام کلثوم
دختر ابوبکر سے علاقہ رکھتی ہیں کیونکہ وکیل نے جو کتاب کافی سے ایک ثبوت دکھلایا ہے اور وہ پانچواں
ثبوت ہے اسمیں بہ روایت ہشام حضرت امیرؑ نے مخطوبہ عمر کو (صبیہ) ظاہر فرمایا ہے علم الحساب سے
بوقت خطبۂ عمر ام کلثوم پندرہ یا سولہ برس کی تجویز ہو چکی ہے ایسی عورت کو کوئی صبیہ نہیں کہ سکتا اُس
روایت میں بھی حضرت علی کا برضامندی نکاح کر دینا نہیں لکھا بلکہ حضرت عباس کا چونکہ علمائے
مدعیان بالعموم مخطوبۂ عمر کو صغیر سن تبلاتے ہیں اور روایت کافی میں بھی (صبیہ) لکھا ہی لہذا اگر
وہ ہو بھی تو ام کلثوم دختر ابوبکر علی کی بیٹی سے اُسکو کوئی مناسبت نہیں اگر یہ نکاح تسلیم بھی کر لیا
جائے تو خلیفہ عمر کو کچھ فائدہ نہیں دے سکتا کیونکہ جبر و نارضامندی اُن کے ایمان کی بنیاد کو بالکل
اُکھاڑتی ہے علاوہ ازیں ایک تنقیح ہیں جو کہ متعلق بہ نسب عمر برآمد ہوئی ہے کُتب مدعیان سے
ثابت ہوا ہے کہ خلیفہ دوم کی نسبی حالت ایسی پر نفرت ہے کہ کسی طرح ایسی عالیخاندان میں جو کہ
اشرف ترین عرب تھے اُن کا نکاح ہونا ممکن نہیں رسالہ (تحقیق جدید) مولفہ سجاد حسین بارھوی سے
ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت نے ولید ابن مغیرہ سے عمر کو تشبیہہ دی تھی جو کہ انتہا درجہ کا بد و نالایق و نطفہ
حرام تھا پس کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ ولید ایسے خوش نسب کے مثل و مانند سے حضرت امیر نبی کی
نواسی کا عقد کر دیتے ہر قوم و ملت میں یہ قاعدہ جاری ہے کہ نسبت کرتے ہوئے دولہا دولہن کے
نسب پر پوری نظر ڈالی جاتی ہے سادات عظام اور دیگر شرفاء اسلام میں سب سے زیادہ اسکی تحقیقات

کیجاتی ہے ممکن نہیں کہ ایسی مشہوری بدنسب کا رشتہ کسی کھرے خاندان میں ہو سکتا عدالت کوئی
کمزور وجہ بھی ایسی نہیں دیکھتے جو کہ مدعیان کو قوت دے سکے نظر بوجوہات صدر یہ مقدمہ قابل
ڈسمسی ہے اور بجائے سارٹیفکٹ ایمانداری خلیفہ کے لئے وہ صفت تجویز کی جاتی ہے جو کہ شدید بدترین
دشمنان خاندان نبوت کے لئے ضروری ہے عام اشتہار دیا جاتا ہے کہ آئندہ کوئی سنی اس عقد
کا نام زبان پر نہ لائے اور نہ عمر کے محب اہلبیت ہونیکا یقین کرے مگر عدالت اسمقدمہ کو ڈسمس
کرتے ہوئے سخت افسوس کرتی ہے کہ اب خلیفہ عمر دنیا میں موجود نہیں ورنہ اُنپر تین جرم قائم
کرکے سزائے شدید دیجاتی جرم اوّل ایک کم عمر لڑکی سے بحالت نامردی نکاح کرکے مدام کیلئے
اُس کی زندگانی کو خاک میں ملادینا جرم دوم خاندان نبوت کو دھمکانا ڈرانا اور جھوٹا مقدمہ دائر
کرنیکا خوف دلانا جرم سوم ایک شریف زادی کو قبل از نکاح اپنے گھر بلاکر خلاف آدمیت حرکات
کرنا چونکہ خلیفہ اسوقت دنیا میں موجود نہیں لہذا مدعا علیہم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ تخلیہ میں بعد ہر نماز
خفی اور ہلکی آواز سے اُس کے لئے دعا کریں کہ خدا اپنی رحمت سے اُسکو دور رکھے شل داخل دفتر ہو

التماس مولف

واضح ہو کہ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء میں حقیر خانہ پر بہ انتظام اہلکاران پولیس ایک عظیم الشان جلسہ مناظرہ
ہوا تھا جسکو اب سنہ ۹ء میں تقریباً ۱۴ برس ہوتے ہیں اس تقریب میں جناب مولانا و مقتدانا
السید مولوی علی اظہر صاحب دام اللہ فیوضہم مولف کنز مکتوم بھی رونق افزا ہوئے تھے سال اول
الذکر سے پہلے میں یہ بھی نجانتا تھا کہ مناظرہ کن کن حرفوں سے لکھا جاتا ہے اتفاقات حسنہ سے
مجکو اس زمانہ میں جبکہ مذہبی امور سے کوئی آگاہی معمول سے زیادہ نہ تھی ایک خواب دیکھنے
کا اتفاق ہوا غالباً مناظرہ سے دس برس پہلے کا یہ واقعہ ہے ہر چند کہ میرا خواب دوسروں پر
حجت نہیں ہو سکتا اور بالخصوص اہل سنت پر تو ذرہ برابر بھی کوئی تاثیر پیدا نہیں کر سکتا مگر
چونکہ مجھ پر ایک حالت واقع ہوئی ہے۔ لہذا مناسب موقع سمجھ کر عرض کرتا ہوں مینے دیکھا
کہ انحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کے روضۂ اقدس میں گیا ہوں بعد حصول شرف زیارت ادباً

اُلٹے پاؤں وہاں سے لوٹا دہنی سمت دیکھا کہ صدہا عورات جمع ہیں مرد کا وہاں وجود ہنیں ایک عورت سے پوچھا کہ یہ نسوانی مجمع کیسا ہے اُسنے کہا (زیارت کرو حضرت ام سلمہ زوجۂ رسولخدا صلعم بیٹھی ہیں) جسوقت ام المومنین کا اسم گرامی سنا فوراً رکوع سے زیادہ خمیدہ ہوگیا دونوں ہاتھوں سے مجمع کو ہٹاتا ہوا معظمہ کے قریب پہنچکر قدموں پر سر رکھدیا اُسوقت میرے قلب کی فرط مسرت سے یہ حالت تھی کہ جیسے کوئی شخص ضروری چیز بھولجاتا ہے اور دفعتہً اس بھولی ہوئی بات کا تبلانیوالا ملجاتا ہے عرض کیا کہ حضور آپ سے بہتر کوئی اسواقعہ کو ہنیں جان سکتا یہ تو ارشاد ہو عمر سے جو ام کلثوم کا نکاح ہونا بیان کیا جاتا ہے اسکی اصلیت کیا ہے تین مرتبہ حضرت ام المومنین نے ہاتھ اُٹھاکر فرمایا لاوالله لا - لاوالله لا - لاوالله لا یہ سنکر فوراً میری آنکھ کھل گئی بجائے خود یقین کر لیا کہ فی الواقع یہ معاملہ محض غلط ہے اور کسی طرح حدود ممکنات میں ہنیں سکتا خواب دیکھنے سے دو چار روز بعد قصبہ سمبلہیڑہ سے کسی مریض کی نبض دیکھنے جناب مولانا و مقتدانا مولوی السید محمد حسن صاحب لکھنوی (برادر بزرگ جناب مجتہد العصر والزمان السید مولانا محمد حسین صاحب واعظ و ذاکر مقیم پٹنہ عظیم آباد) تشریف لائے عالم دین سمجھکر سب سے اول اُن سے عرض کیا کہ جناب قبلہ بلا کسی خیال کے مینے ایسا خواب دیکھا ہے ممدوح نے فرمایا کہ روضۂ اقدس نبوی میں مشرف بہ زیارت ہوکر ایسا واقعہ پیش نظر آنا رویاء صادقہ میں داخل ہے، یہ ایک سچی بشارت ہے یقین کرنا چاہیئے کہ معاملہ عقد بالکل افترا و بہتان ہے اور ممکن نہیں کہ کبھی تیرے ہاتھ سے کوئی معاملہ متعلق بہ دین وقوع پذیر ہو خدا کا شکر ہے کہ اس چودہ سال کے عرصہ میں مجھ جاہل نوآموز نے چھوٹے بڑے چالیس رسالے لکھدیئے جو کہ بعنایات الٰہی مومنین کی نظر فیض اثر میں بعزت دیکھے گئے غالباً یہ اسی خواب کا اثر ہے کہ مجھ ایسے بیدانش نے مقدمہ عقد میں کتاب مستطاب کنز مکتوم سے اقتباس مضامین کرکے ایک خاص عنوان سے اس بے سروپا واقعہ عقد کو واضح کرکے دکھلایا حضرات مومنین سے التجا ہے کہ اگر یہ تحریر حقیر پسند خاطر ہو تو فقیر کو دعا رخیر سے یاد فرمائیں والسلام

تمام شد

مختصر فہرست کتب موجودہ مطبع یوسفی دہلی

انتقام
حجر ابن عدی جناب امیر المومنین کا ایک برگزیدہ صحابی تھا معاویہ نے اُسے قتل کر دیا
اس بے رحمانہ قتل سے اس کے خاندان والوں پر ایک سخت مصیبت لوٹ پڑی وہ سب کے
سب انتقام پر تیار ہو گئے حجر بن عدی کی دختر سلمیٰ نے جو اس جوش میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور آخرکار
خواہش انتقام کی بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے یزید پلید پسر معاویہ کے خرمن ہستی کو خاک سیاہ کر گئے۔
یہ مضمون ایک فارسی تاریخ سے لیکر نہایت سلیقہ کے ساتھ زمانہ موجودہ کی گردش پر قلمبند کیا گیا ہے
کربلا کے حالات بھی کچھ تذکرۃً آگئے ہیں حسن و عشق کی چاشنی ہے مگر فرضی نہیں **قیمت ۵/**

رسالہ سجادیہ و مسکت المخالف
ہر دو رسالے جناب سید سجاد حسین صاحب ساکن بہیڑہ سادات کی تصنیفات
سے ہیں ان ہر دو رسائل میں ترتیب مقدمات دیگر بطریق مقدمات
عدالت کے فیصلہ ختم کیا ہے طرز بیان و سبیل تحریر انوکھی اور نرالی ہے تمام خوبیوں کا بیان ک
طویل مضمون کا محتاج ہے خوبی اصل کتاب کے مطالعہ سے ظاہر ہو سکتی ہے قیمت ہر دو جلد **آٹھ آ**

تصویر غالب و مغلوب
مناظرہ میں بے مثل رسالہ منشی سید سجاد حسین صاحب مصنف رسا
وغیرہ وغیرہ کی تصنیفات سے ہے سچ یہ ہے کہ مصنف ممدوح کی تعریف میں زبان قاصر ہے دریا کو ک
بند کر دیا ہے۔ ہدایات الرشید کا ایراد اس سے بہتر اور کیا ہوگا اس اعتراض کا جواب کہ مذہب
کا بانی عبد اللہ ابن سبا یہودی تھا۔ اس خوبی سے دیا ہے کہ شاید و باید ہم دعوے سے کہہ سکتے
کہ اسوقت تک مناظرہ میں اس قسم کی تحاریر نہیں لکھی گئیں قیمت فی جلد **چھ آنہ**

تحفۃ العارفین
مباحث توحید اور عدل و نبوت میں کتاب مستطاب حدیقہ سلطانیہ سے منتخب کر کے زبان
اردو میں لکھی گئی ہے اور بشرف ملاحظہ جناب ممتاز العلما اعلی اللہ مقامہ مشرف ہو چکی ہے یہ رسالہ در اصل حدیقہ
سلطانیہ کا اردو خلاصہ ہے اور مجتہدین لکھنو کی مواہیر سے مزین ہے **قیمت ۶/**

المشتہر سید صغیر حسن بخش مالک مطبع یوسفی دہلی

کتبخانہ وقف منصبیہ میرٹھ